

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۖ

اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اس (اللہ) سے راضی ہوئے

اصحابِ بدر

غزوہ بدر کے (۳۱۳) صحابہ کرام کی سوانح عمریاں

قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری مدظلہ العالی



رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۝

اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اس (اللہ) سے راضی ہوئے

اصحابِ بدر

جس میں غزوہ بدر کے تفصیلی حالات اور ۳۱۳ صحابہ کرام کی سوانح مایاں درج ہیں

مُصَنَّفٌ

علامہ مہاں محقق دُورِ ان قاضی محمد سلیمان صاحب سلمان منصوبی

مشتاق بک کارنر
الکریم مارکیٹ لاہور
اردو بازار

جملہ حقوق کتبیت بحق ناشر محفوظ

پیارے اصحاب بدر کے پیارے واقعات	_____	نام کتاب
قاضی محمد سلیمان صاحب سلمیٰ منصور پوری	_____	مصنف
سلمیٰ منیر	_____	اہتمام
نیر اسد پرنٹرز لاہور	_____	پرنٹرز
مشق بک کارنر (الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور)	_____	ناشر
ڈسٹر ایسٹنٹ (بلی بیکریٹری حسن، محلہ جٹڑی حویلی کھار)	_____	کیوزنگ

BOOK'S NAME.....

RS... 2.00... ANNA FILIBRARY

فہرست مضامین

17	عرض ناشر
18	دیباچہ
19	غزوہ بدر
21	مجلس شوریٰ
23	میدان جنگ
23	نبی اکرم ﷺ کا عریش
24	ملاحظہ میدان جنگ
24	جنگ کے لیے صف بندی
25	عریش اور دعا
27	قتل ابو جہل لعنہ اللہ
27	جذبات جانثاری و جوش صداقت دین
29	قیدیوں سے حسن سلوک
29	مشرکین کی مُردہ لاشوں سے سلوک
30	اسیران بدر اور فدیہ
32	فدیہ اور غنیمت کے لینے میں اشتباہ
32	فضیلت اہل بدر

فہرست اسماء مبارک شہدائے غزوہ بدر

33	۱۔ مہجع بن صالح رضی اللہ عنہ
33	۲۔ عبیدہ بن حارث بن مطلب بن عبد مناف بن قصی رضی اللہ عنہ
34	۳۔ عمیر بن ابی وقاص (مالک) بن ابیسیب بن سفیان بن امیہ رضی اللہ عنہ
35	۴۔ عاقل بن کعب بن عبد یلیل رضی اللہ عنہ
36	۵۔ عمیر بن عبد عمیر بن قحطہ رضی اللہ عنہ
36	۶۔ عوف یا عوذ بن عفراء رضی اللہ عنہ
36	۷۔ معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہ

- 37 ۸۔ حارث (حارث) بن سراقہ بن حارث رضی اللہ عنہ
 38 ۹۔ یزید بن حارث (یا حارث) بن قیس بن مالک رضی اللہ عنہ
 38 ۱۰۔ رافع بن معطل بن لوذان رضی اللہ عنہ
 38 ۱۱۔ عمیر بن حمام بن جموح بن زید بن حرام رضی اللہ عنہ
 38 ۱۲۔ عمار بن زیاد بن سکن بن رافع رضی اللہ عنہ
 39 ۱۳۔ سعد بن خثیمہ الانصاری الاوسی رضی اللہ عنہ
 39 ۱۴۔ بشر بن عبد المنذر بن زبیر بن یزید رضی اللہ عنہ

مہاجرین

- 41 ۱۔ سیدنا مولانا محمد رسول اللہ ﷺ
 42 نبی اکرم ﷺ کا مختصر نسب نامہ
 43 ۲۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
 47 ۳۔ امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ
 47 ولادت
 47 قومی عمدہ
 47 حلیہ مبارک
 47 اسلام
 48 فاروق کا خطاب ملنا
 48 ہجرت مدینہ
 49 فضائل
 51 خلافت
 52 مدت خلافت فاروق رضی اللہ عنہ
 52 شہادت
 52 علم عمر فاروق رضی اللہ عنہ
 53 فاروق رضی اللہ عنہ و مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے تعلقات
 57 ان صحابہ کرام کے نام جنہوں نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت حدیث کی ہے
 58 ان تابعین کے نام جنہوں نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت حدیث کی ہے
 58 اولیات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ

- 60 قرض
60 حکومت پر عام رائے
60 اسم عمری اہل بیت میں قبولیت اور نماز
60 مشاہد غزوات
61 ۴۔ امیر المومنین عثمان ذوالنورینؓ
62 ۵۔ امیر المومنین علی المرتضیٰؓ
63 اولاد
63 حلیہ مبارک
64 ۶۔ ارقم بن ابوالارقمؓ
65 ۷۔ ایاس بن ابیکیرؓ
66 ۸۔ بلال حبشیؓ
66 ۹۔ حاطب بن ابی بلتعہؓ
67 ۱۰۔ سید الشہداء حمزہ بن عبد المطلبؓ
68 ۱۱۔ خنیس بن حذافہؓ
68 ۱۲۔ ربیعہ بن اکثم بن سخرۃ الاسدیؓ
68 ۱۳۔ زاہر بن حرام الاشجعیؓ
69 ۱۴۔ زبیر بن العوامؓ
70 ۱۵۔ زید بن خطاب القرشی العدویؓ
70 ۱۶۔ زیاد بن کعب بن عمروؓ
70 ۱۷۔ سالم بن معقلؓ
71 ۱۸۔ سائب بن مظعون القرشی الحمصیؓ
72 ۱۹۔ سائب بن عثمان بن مظعون القرشی الحمصیؓ
72 ۲۰۔ سہرہ بن قاسم الاسدیؓ
72 ۲۱۔ سعد بن ابی وقاص قرشی الزہریؓ
73 ۲۲۔ سعد بن خولہؓ
73 ۲۳۔ سعید بن زید بن عمرو بن نفیل قرشی العدویؓ
74 ۲۴۔ سلیط بن عمرو القرشی العامریؓ
75 ۲۵۔ سید بن محشی الطائیؓ
75 ۲۶۔ سید بن سعد القرشی العدویؓ

- ۷۵۔ سل بن بیضاء القرشی الغنویؓ
 ۷۶۔ شجاع بن ابی وہب الاسدیؓ
 ۷۷۔ شقران حبشیؓ
 ۷۸۔ شمس بن عثمان بن شریہ القرشی المخزومیؓ
 ۷۹۔ صفوان بن بیضاء القرشی الغنویؓ
 ۷۹۔ صہیب بن سنان الرومیؓ
 ۸۱۔ طفیل بن حارث القرشی المطہلیؓ
 ۸۱۔ طلحہ بن عبید اللہ القرشی النعمیؓ
 ۸۲۔ طہب بن عمیر بن وہب القرشی العبدویؓ
 ۸۳۔ عاتل بن ابی بکیرؓ
 ۸۴۔ عامر بن حارث الغنویؓ
 ۸۴۔ عامر بن ربیعہ الغزی العدویؓ
 ۸۵۔ عامر بن عبد اللہ بن جراح القرشیؓ
 ۸۶۔ عامر بن فہیرہ ازدیؓ
 ۸۶۔ عبد اللہ بن جحش بن رباب الاسدیؓ
 ۸۷۔ عبد الرحمن بن سل الانصاریؓ
 ۸۷۔ عبد اللہ بن سراقہ القرشی العدویؓ
 ۸۸۔ عبد اللہ بن سعید القرشی الامویؓ
 ۸۸۔ عبد اللہ بن سہیل بن عمرو القرشی العامریؓ
 ۸۹۔ عبد اللہ بن عبد الاسد بن ہلال القرشی المخزومیؓ
 ۸۹۔ عبد اللہ بن محرزہؓ
 ۹۰۔ عبد اللہ بن مسعود الہذلیؓ
 ۹۲۔ عبد اللہ بن مظعون قرشی الحمجیؓ
 ۹۲۔ عبیدہ بن حارث بن مطلب بن عبد مناف قرشی المطہلیؓ
 ۹۳۔ عبد الرحمن بن عوف القرشی الزہریؓ
 ۹۵۔ عبد یلیل بن ناسب اللہبیؓ
 ۹۵۔ عمرو بن الحارث بن زہیر القرشی الغنویؓ
 ۹۵۔ عمرو بن سراقہ القرشی العدویؓ
 ۹۶۔ عمرو بن ابی عمرو بن شداد القرشی الغنویؓ

- 96 ۵۶۔ عمرو بن ابی سرح ربیعہ القرشی الغفریؓ
 96 ۵۷۔ عثمان بن مظعون القرشی الحمصیؓ
 97 ۵۸۔ عمار بن یاسرؓ
 99 ۵۹۔ عمیر بن ابی وقاص القرشی الزہریؓ
 100 ۶۰۔ عمیر بن عوف مولیٰ سہیل بن عمر العامریؓ
 100 ۶۱۔ عقبہ بن وہبؓ
 100 ۶۲۔ عوف بن اثاثہ قرشی المطلبیؓ
 101 ۶۳۔ عیاض بن زہیر بن ابوشداد القرشی الغفریؓ
 101 ۶۴۔ قدامہ بن مظعون القرشی الحمصیؓ
 103 ۶۵۔ کثیر بن عمرو السلمیؓ
 103 ۶۶۔ کناز بن حصین ابو مرثد الغنویؓ
 103 ۶۷۔ مالک بن امیہ بن عمرو السلمیؓ
 103 ۶۸۔ مالک بن ابو خولی الجعفیؓ
 104 ۶۹۔ مالک بن عمرو السلمیؓ
 104 ۷۰۔ مالک بن عیلہ بن السباقؓ
 104 ۷۱۔ محرز بن فضلہ الاسدیؓ
 105 ۷۲۔ مدلاج بن عمرو السلمیؓ
 106 ۷۳۔ مرثد بن ابو مرثد الغنویؓ
 107 ۷۴۔ مسعود بن الربیع القاریؓ
 107 ۷۵۔ سیدنا مصعب بن عمیر القرشی العبدریؓ
 108 ۷۶۔ معتب بن حمراء الخزاعی السلولیؓ
 109 ۷۷۔ معمر بن ابی سرح بن ابی ربیعہ القرشیؓ
 109 ۷۸۔ مہجع بن صالح المهاجرؓ
 110 ۷۹۔ واقد بن عبد اللہ حمیمی الیرویؓ
 110 ۸۰۔ وہب بن محسن الاسدیؓ
 110 ۸۱۔ وہب بن ابی سرح القرشی الغفریؓ
 111 ۸۲۔ وہب بن سعد بن ابی سرح القرشیؓ
 111 ۸۳۔ ہلال بن ابی خولیؓ
 111 ۸۴۔ یزید بن رفیسؓ

- ۸۵۔ ابو حذیفہ بن عتبہؓ
 ۸۶۔ ابو سبرہ قرشی الحامریؓ
 ۸۷۔ ابو کبشہؓ مولیٰ رسول اللہ ﷺ
 ۸۸۔ ابو واقد اللیثیؓ

الانصار

- ۱۔ ابی بن ثابت الانصاریؓ
 ۲۔ ابی بن کعبؓ
 ۳۔ اسعد بن یزید بن فاکہؓ
 ۴۔ اسید بن حنظل بن ساکؓ
 ۵۔ اسبرہ بن عمرو الانصاری التجاریؓ
 ۶۔ انس بن مالک بن نضرؓ
 ۷۔ انس بن معاذ بن انس بن قیسؓ
 ۸۔ انیس بن قنادہؓ
 ۹۔ انسہؓ مولیٰ رسول اللہ ﷺ
 ۱۰۔ اوس بن ثابت الانصاریؓ
 ۱۱۔ اوس بن خویلی بن عبد اللہؓ
 ۱۲۔ اوس بن صامت الانصاریؓ
 ۱۳۔ ایاس بن ورقہ الانصاری الخزرجیؓ
 ۱۴۔ بشر بن براء بن معرور الانصاری الخزرجیؓ
 ۱۵۔ بشیر بن سعد بن ثعلبہؓ
 ۱۶۔ ثابت بن اخرمؓ
 ۱۷۔ ثابت بن جذع (ثعلبہ)ؓ
 ۱۸۔ ثابت بن خالد بن نعمان خضاء الانصاریؓ
 ۱۹۔ ثابت بن عامر بن زید الانصاریؓ
 ۲۰۔ ثابت بن عبید الانصاریؓ
 ۲۱۔ ثابت بن عمرو بن زید بن عدیؓ
 ۲۲۔ ثابت بن ہزال بن عمرو الانصاریؓ

- 122 - ۲۳۔ ثعلبہ بن حاطب بن عمروؓ
 123 - ۲۴۔ ثعلبہ بن عمرو بن عامرہؓ
 123 - ۲۵۔ ثعلبہ بن غنمہ بن عدیؓ
 123 - ۲۶۔ جابر بن عبد اللہ بن ربیعؓ
 124 - ۲۷۔ جابر بن عتیک الانصاری المعادی الاوسیؓ
 124 - ۲۸۔ حارث بن سراقہؓ
 124 - ۲۹۔ خبیب بن عدی الانصاریؓ
 125 - ۳۰۔ خلاد بن رافعؓ
 126 - ۳۱۔ ریح بن ایاسؓ
 126 - ۳۲۔ رفاعہ بن حارث بن رفاعہؓ
 126 - ۳۳۔ رفاعہ بن رافعؓ
 127 - ۳۴۔ ابو لبابہ رفاعہ بن عبد المنذر الانصاریؓ
 128 - ۳۵۔ رفاعہ بن عمرو بن زید الخزرجی الانصاریؓ
 128 - ۳۶۔ رفاعہ بن عمرو الجہنیؓ
 128 - ۳۷۔ زید بن اسلم بن ثعلبہ بن عدی الجملیؓ
 128 - ۳۸۔ زید بن دثنہ الانصاری البیاضیؓ
 129 - ۳۹۔ زید بن سہل الانصاریؓ
 130 - ۴۰۔ زید بن عاصم المازنی الانصاریؓ
 130 - ۴۱۔ زید بن المزین الانصاری البیاضیؓ
 130 - ۴۲۔ زید بن ودیعہ الانصاریؓ
 130 - ۴۳۔ زیاد بن لبید بن ثعلبہ الانصاری البیاضیؓ
 131 - ۴۴۔ سالم بن عمیر الانصاریؓ
 132 - ۴۵۔ سبع بن قیس بن عیشہ الانصاری الخزرجیؓ
 132 - ۴۶۔ سراقہ بن عمرو بن علیہ الانصاریؓ
 132 - ۴۷۔ سفیان بن بشر بن حارث الانصاری الخزرجیؓ
 132 - ۴۸۔ سراقہ بن کعب الانصاریؓ
 133 - ۴۹۔ سعد بن خولی الانصاریؓ
 133 - ۵۰۔ سعد بن خثیمہ الانصاری الخزرجیؓ
 133 - ۵۱۔ سعد بن ربیع الانصاری الخزرجیؓ

- ۱۳۴۔ سعد بن زید ذرقی الانصاریؓ
 ۱۳۴۔ سعد بن سہل الانصاریؓ
 ۱۳۴۔ سعد بن عبید الانصاری الاوسیؓ
 ۱۳۵۔ سعد مولیٰ عقبہ بن غزوہؓ
 ۱۳۵۔ سعد بن عثمان بن غلہ الانصاری الزرقیؓ
 ۱۳۵۔ سعد بن معاذ الانصاری سید الاوسؓ
 ۱۳۶۔ سعید بن سہیل الانصاری الاشہلیؓ
 ۱۳۷۔ سفیان بن بشرؓ
 ۱۳۷۔ سلمہ بن اسلم الانصاری الحارثیؓ
 ۱۳۷۔ سلمہ بن ثابت بن وقش الانصاری الاشہلیؓ
 ۱۳۷۔ سلمہ بن حاطب انصاریؓ
 ۱۳۸۔ سلمہ بن سلامت بن وقشؓ
 ۱۳۸۔ سلیم بن قیس الانصاریؓ
 ۱۳۸۔ سلیم بن حارث الانصاریؓ
 ۱۳۸۔ سلیم بن قیس بن فہد الانصاریؓ
 ۱۳۹۔ سلیم بن عمرو الانصاری السہلیؓ
 ۱۳۹۔ سلیم بن مطلق الانصاریؓ
 ۱۳۹۔ سماک بن خرشہ الانصاریؓ
 ۱۳۹۔ سماک بن سعد الانصاریؓ
 ۱۴۰۔ شان بن ابی شانؓ
 ۱۴۰۔ شان بن صیفیؓ
 ۱۴۰۔ سہل بن حنیف الانصاری الاوسیؓ
 ۱۴۱۔ سہل بن عتیک الانصاریؓ
 ۱۴۱۔ سہل بن قیس الانصاری السہلیؓ
 ۱۴۱۔ سہیل بن عمرو بن ابی عمرو الانصاریؓ
 ۱۴۱۔ سہیل بن رافع الانصاریؓ
 ۱۴۲۔ سواد بن غزیۃ الانصاریؓ
 ۱۴۲۔ سواد بن یزید الانصاری السہلیؓ
 ۱۴۲۔ شحاک بن حارث الانصاری السہلیؓ

- ۱۴۲- حنک بن عبد عمرو الانصاریؓ
 ۱۴۲- حزوہ بن عمرو الانصاریؓ
 ۱۴۳- طفیل بن مالک الانصاری السلیؓ
 ۱۴۳- عاصم بن کبیر الانصاریؓ
 ۱۴۳- عاصم بن ثابت الانصاری الاوسیؓ
 ۱۴۴- عاصم بن قیس بن ثابتؓ
 ۱۴۴- عامر بن أمیہؓ
 ۱۴۴- عامر بن ثابت انصاریؓ
 ۱۴۵- عامر بن سلمہ بن عامر البلویؓ
 ۱۴۵- عامر بن عبد عمرو الانصاریؓ
 ۱۴۵- عامر بن مخلد بن الحارث الانصاریؓ
 ۱۴۵- عائذ بن ماض الانصاریؓ
 ۱۴۶- عبد اللہ بن ثعلبہ البلوی الانصاریؓ
 ۱۴۶- عبد اللہ بن جبیر بن النعمان الانصاریؓ
 ۱۴۶- عبد اللہ بن انجدؓ
 ۱۴۶- عبد اللہ بن الحمیر الاعمیؓ
 ۱۴۶- عبد اللہ بن ریح بن قیس الانصاری الخزرجیؓ
 ۱۴۶- عبد اللہ بن رواحہ انصاری الخزرجیؓ
 ۱۴۸- عبد اللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبد اللہ الانصاری الحارثیؓ
 ۱۴۸- عبد اللہ بن سعد بن خشیعہ بن الانصاری الاوسیؓ
 ۱۴۹- عبد اللہ بن سلمۃ العجمانی البلوی الانصاریؓ
 ۱۴۹- عبد اللہ بن سہل الانصاریؓ
 ۱۴۹- عبد اللہ بن سہل الانصاریؓ
 ۱۵۰- عبد اللہ بن طارق بن عمرو بن مالک البلوی الانصاریؓ
 ۱۵۰- عبد اللہ بن عامر البلوی الانصاریؓ
 ۱۵۰- عبد اللہ بن عبد مناف الانصاریؓ
 ۱۵۱- عبد اللہ بن حبس الانصاریؓ
 ۱۵۱- عبد اللہ بن عبیس الانصاریؓ
 ۱۵۱- عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی بن سلول الانصاری الخزرجیؓ

- ۱۱۰۔ عبد اللہ بن عرفطہ الانصاری جوئیہ 152
 ۱۱۱۔ عبد اللہ بن عمرو بن حرام الانصاری جوئیہ 152
 ۱۱۲۔ عبد اللہ بن عمیر بن عدی الانصاری الخزرجی جوئیہ 153
 ۱۱۳۔ عبد اللہ بن قیس الانصاری جوئیہ 153
 ۱۱۴۔ عبد اللہ بن قیس الانصاری جوئیہ 153
 ۱۱۵۔ عبد اللہ بن کعب الانصاری المازنی جوئیہ 153
 ۱۱۶۔ عبد اللہ بن نعمان بن بلذمہ الانصاری جوئیہ 154
 ۱۱۷۔ عبد الرحمن بن جبر الانصاری جوئیہ 154
 ۱۱۸۔ عبد الرحمن بن عبد اللہ البلوئی الانصاری جوئیہ 154
 ۱۱۹۔ عبد الرحمن بن کعب المازنی الانصاری جوئیہ 155
 ۱۲۰۔ عبد ربیع بن حق الانصاری الساعدی جوئیہ 155
 ۱۲۱۔ عباد بن بشر بن وقش الانصاری الاسلمی جوئیہ 155
 ۱۲۲۔ عباد بن خثاف بن عمرو الانصاری جوئیہ 157
 ۱۲۳۔ عباد بن عبید بن التیہان جوئیہ 157
 ۱۲۴۔ عباد بن قیس جوئیہ 157
 ۱۲۵۔ عباد بن قیس الانصاری جوئیہ 157
 ۱۲۶۔ عبادہ بن الصامت الانصاری السالمی جوئیہ 158
 ۱۲۷۔ عبادہ بن قیس الانصاری جوئیہ 159
 ۱۲۸۔ عبید بن ابو عبیدہ الانصاری جوئیہ 159
 ۱۲۹۔ عبید بن اوس الانصاری الحضرمی جوئیہ 159
 ۱۳۰۔ عبید بن تیمان الانصاری جوئیہ 160
 ۱۳۱۔ عبید بن زید الانصاری جوئیہ 160
 ۱۳۲۔ عبس بن عامر الانصاری جوئیہ 160
 ۱۳۳۔ عقبہ بن ربیعہ البهرانی الانصاری جوئیہ 160
 ۱۳۴۔ عقبہ بن عبد اللہ صخر بن خضاء الانصاری جوئیہ 161
 ۱۳۵۔ عقبہ بن غزوہ بن جابر المازنی جوئیہ 161
 ۱۳۶۔ عقبان بن مالک الانصاری السلمی جوئیہ 161
 ۱۳۷۔ عدی بن الزغباء الجہنی الانصاری جوئیہ 162
 ۱۳۸۔ عصمت الانصاری جوئیہ 162

- ۱۳۹۔ عصمت بن الحصین الانصاریؓ 162
 ۱۴۰۔ عصیمۃ الاسدیؓ 162
 ۱۴۱۔ عصیمۃ الاحمسیؓ 163
 ۱۴۲۔ عطیہ بن نوبرہؓ 163
 ۱۴۳۔ عقبہ بن عامر الانصاریؓ الخزرجی السلمیؓ 163
 ۱۴۴۔ عقبہ بن ربیعہ الانصاریؓ 164
 ۱۴۵۔ عقبہ بن عثمان بن خلدہؓ 164
 ۱۴۶۔ عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ ابو مسعود الانصاریؓ 164
 ۱۴۷۔ عقبہ بن وہب بن کلدہ الغطفانیؓ 165
 ۱۴۸۔ ملیفہ بن عدی بن عمرو الانصاریؓ البیاضیؓ 165
 ۱۴۹۔ عمرو بن ایاس زید البعنی الانصاریؓ 165
 ۱۵۰۔ عمرو بن ثعلبہ بن وہب الانصاریؓ 165
 ۱۵۱۔ عمرو بن الجموح الانصاریؓ السلمیؓ 166
 ۱۵۲۔ عمرو بن عتمہ بن عدی الانصاریؓ الخزرجیؓ 167
 ۱۵۳۔ عمرو بن عوف الانصاریؓ 167
 ۱۵۴۔ عمرو بن غزیہ بن عمرو الانصاریؓ المازنیؓ 167
 ۱۵۵۔ عمرو بن قیس بن زید الانصاریؓ التجاریؓ 168
 ۱۵۶۔ عمرو بن معاذ بن النعمان الانصاریؓ الاشجلیؓ 168
 ۱۵۷۔ عمارہ بن حزم الانصاریؓ الخزرجیؓ 168
 ۱۵۸۔ عمرو بن معیدؓ 168
 ۱۵۹۔ عمیر بن مالک الانصاریؓ المازنیؓ 169
 ۱۶۰۔ عمر بن حارث بن ثعلبہ الانصاریؓ 169
 ۱۶۱۔ عمیر بن حرام بن عمرو بن الجموح الانصاریؓ 169
 ۱۶۲۔ عمیر بن الحمام بن الجموح الانصاریؓ السلمیؓ 169
 ۱۶۳۔ عمیر بن معبد بن ازعر الانصاریؓ 170
 ۱۶۴۔ عمیر الانصاریؓ 170
 ۱۶۵۔ عمار بن زیاد بن سکن الانصاریؓ 170
 ۱۶۶۔ عنترۃ السلمیؓ ثم ذکوانیؓ 170
 ۱۶۷۔ عوف بن عفراء الانصاریؓ 170

- 171 - ۱۶۸۔ عویم بن ساعدہ بن عائشؓ
 171 - ۱۶۹۔ عویم بن اشقر بن عوف الانصاریؓ
 171 - ۱۷۰۔ سیدنا غنامؓ
 171 - ۱۷۱۔ فروہ بن عمرو الانصاریؓ
 172 - ۱۷۲۔ فاکمہ بن بشیر الانصاری الزرقیؓ
 172 - ۱۷۳۔ قلوہ بن نعمان بن زید الانصاری الحنفیؓ
 173 - ۱۷۴۔ قلعہ بن عامر بن جدیدہ الانصاری الخزرجیؓ
 173 - ۱۷۵۔ قیس بن السکن الانصاری الخزرجیؓ
 174 - ۱۷۶۔ قیس بن عمرو بن سہل الانصاری المدنیؓ
 174 - ۱۷۷۔ قیس بن محسن بن خالد بن مخلد الانصاری الزرقیؓ
 174 - ۱۷۸۔ قیس بن مخلد الانصاری المازنیؓ
 174 - ۱۷۹۔ قیس بن ابی معصود الانصاری المازنیؓ
 175 - ۱۸۰۔ کعب بن جہاز الانصاریؓ
 175 - ۱۸۱۔ کعب بن زید الانصاریؓ
 175 - ۱۸۲۔ کعب بن عمرو بن عباد الانصاری السہمیؓ
 176 - ۱۸۳۔ مالک بن تہانؓ
 176 - ۱۸۴۔ مالک بن دحشم الانصاریؓ
 176 - ۱۸۵۔ مالک بن رافع بن مالک الانصاریؓ
 177 - ۱۸۶۔ مالک بن ربیعہ الانصاری الساعدیؓ
 177 - ۱۸۷۔ مالک بن قدامہ الانصاری الاوسیؓ
 177 - ۱۸۸۔ مالک بن مسعود بن البدن الانصاری الساعدیؓ
 177 - ۱۸۹۔ مالک بن نمیلہ مزیؓ الانصاریؓ
 178 - ۱۹۰۔ مبشر بن عبد المنذر الانصاریؓ
 178 - ۱۹۱۔ الجوز بن زیادہ البلوی الانصاریؓ
 179 - ۱۹۲۔ محرز بن عامر بن مالک الانصاریؓ
 179 - ۱۹۳۔ محمد بن مسلمہ الانصاری الحارثیؓ
 179 - ۱۹۴۔ مرارہ بن ربیعہ العمری الانصاریؓ
 180 - ۱۹۵۔ مسعود بن اوس بن زید الانصاریؓ
 180 - ۱۹۶۔ مسعود بن خلدہ بن عامر بن ذریق الانصاری الزرقیؓ

- ۱۹۷۔ مسعود بن ربیع القاری رحمہ اللہ 180
- ۱۹۸۔ مسعود بن سعد رحمہ اللہ 180
- ۱۹۹۔ مسعود بن عبد سود الانصاری رحمہ اللہ 181
- ۲۰۰۔ امام العلماء معاذ بن جبل الانصاری الخزرجی رحمہ اللہ 181
- ۲۰۱۔ معاذ بن عفراء الانصاری رحمہ اللہ 183
- ۲۰۲۔ معاذ بن عمرو بن الجموح الانصاری السلمی رحمہ اللہ 184
- ۲۰۳۔ معاذ بن ماض الانصاری الزرقی رحمہ اللہ 185
- ۲۰۴۔ معبد بن عبادہ الانصاری السلمی رحمہ اللہ 185
- ۲۰۵۔ معبد بن قیس بن صخر الانصاری رحمہ اللہ 185
- ۲۰۶۔ معبد بن وہب العبدی بن عبد القیس رحمہ اللہ 185
- ۲۰۷۔ معتب بن بشیر بن ملیل الانصاری رحمہ اللہ 185
- ۲۰۸۔ معتب بن عبید بن ایاس البلوی الانصاری رحمہ اللہ 186
- ۲۰۹۔ معقل بن منذر بن سرح الانصاری رحمہ اللہ 186
- ۲۱۰۔ معمر بن حارث القرشی الجمعی رحمہ اللہ 186
- ۲۱۱۔ معن بن عدی بن جد بن جلال بن ضبیعہ البلوی الانصاری رحمہ اللہ 186
- ۲۱۲۔ معن بن یزید بن اخس بن خباب السلمی رحمہ اللہ 187
- ۲۱۳۔ معن بن عفراء الانصاری رحمہ اللہ 187
- ۲۱۴۔ معوذ بن عفراء بن الجموح الانصاری رحمہ اللہ 187
- ۲۱۵۔ ملیل بن ویرہ بن خالد بن جلال الانصاری رحمہ اللہ 188
- ۲۱۶۔ منذر بن قدامہ الانصاری الاوسی رحمہ اللہ 188
- ۲۱۷۔ منذر بن عرفجہ الاوسی الانصاری رحمہ اللہ 188
- ۲۱۸۔ منذر بن محمد بن عقبہ الانصاری رحمہ اللہ 188
- ۲۱۹۔ نحات بن ثعلبہ بن خزیمہ البلوی رحمہ اللہ 188
- ۲۲۰۔ نصر بن حارث بن عبید رزاح بن کعب الانصاری الطفیری رحمہ اللہ 188
- ۲۲۱۔ نعمان بن ابی خزیمہ الانصاری الاوسی رحمہ اللہ 189
- ۲۲۲۔ نعمان بن سنان الانصاری رحمہ اللہ 189
- ۲۲۳۔ نعمان بن عبد عمرو نجاری الانصاری رحمہ اللہ 189
- ۲۲۴۔ نعمان بن اعقر بن الربیع البلوی الانصاری رحمہ اللہ 189
- ۲۲۵۔ نعمان بن عمرو بن رفاعہ الانصاری رحمہ اللہ 189

- ۱۹۰۔ نعمان بن قوئل (بن ثعلبہ) رحمہ اللہ
 ۱۹۰۔ نعمان بن مالک بن ثعلبہ الانصاری رحمہ اللہ
 ۱۹۰۔ نعیمان بن عمرو بن رقادہ الانصاری رحمہ اللہ
 ۱۹۱۔ نوفل بن ثعلبہ الانصاری السلمی الخزرجی رحمہ اللہ
 ۱۹۱۔ ہانی بن نيار رحمہ اللہ
 ۱۹۲۔ نائل بن ویرۃ الانصاری رحمہ اللہ
 ۱۹۲۔ ہلال بن اُمیہ الانصاری الواسطی رحمہ اللہ
 ۱۹۲۔ ہلال بن مصلی الانصاری الخزرجی رحمہ اللہ
 ۱۹۲۔ ہام بن حارث بن ضمیرہ رحمہ اللہ
 ۱۹۲۔ ودقہ بن ایاس الانصاری رحمہ اللہ
 ۱۹۳۔ ودیعہ بن عمرو بن جراح بن یزید الجہنی رحمہ اللہ
 ۱۹۳۔ یزید بن اقص السلمی رحمہ اللہ
 ۱۹۳۔ یزید بن ثابت بن اشحاک الانصاری رحمہ اللہ
 ۱۹۳۔ یزید بن ثعلبہ بن خزیمہ رحمہ اللہ
 ۱۹۳۔ یزید بن حارث الانصاری رحمہ اللہ
 ۱۹۴۔ یزید بن عامر بن حدیدہ الانصاری رحمہ اللہ
 ۱۹۴۔ یزید بن منذر الانصاری رحمہ اللہ
 ۱۹۴۔ ابو صرمہ الانصاری المزنی رحمہ اللہ
 ۱۹۵۔ ابو الضیلح الانصاری الاوسی رحمہ اللہ
 ۱۹۶۔ ابو عیینہ الحارثی الانصاری رحمہ اللہ
 ۱۹۶۔ ابو فضالہ الانصاری رحمہ اللہ
 ۱۹۶۔ ابو قلدہ انصاری السلمی رحمہ اللہ
 ۱۹۷۔ ابو ملیل الانصاری النسبی رحمہ اللہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عرض ناشر

قاضی محمد سلیمان صاحب سلمان منصور پوری کی کتاب ”پارے اصحاب بدر کے پارے واقعات“ نہایت قابل قدر کتاب ہے اس کتاب کی عظمت کے لیے اس کے مصنف کا نام ہی کافی ہے، اصحاب بدر کے واقعات کتاب کا موضوع ہے۔ اصحاب بدر کی طرح آج بھی مسلمان ظلم و ستم کا نشانہ بن رہے ہیں جگہ جگہ مسلمانوں کا خون بہایا جا رہا ہے۔

روش روش چمن چمن یہاں لو وہاں لو

میں کیا کموں یہ حادثہ کہاں کہاں گزر گیا

آج اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم اپنے بچوں کو اصحاب بدر کے واقعات اور مجاہدین اسلام کے کارنامے سنائیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی پاکیزہ حیات اور ان کے جمادی کارنامے ہم سب کے لیے مشعل راہ ہیں۔

اس کتاب میں کئی مقامات پر نہایت اختصار تھا، کئی صحابہ کے حالات صرف نام کے اندراج کی حد تک تھے، کتاب کے قاری کو تفصیلی محسوس ہوتی تھی اس سلسلہ میں ہم نے محترم ڈاکٹر نذیر حماد ایم۔ اے کی خدمات حاصل کی ہیں انہوں نے چالیس کے قریب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حالات جو کہ مختصر تھے ان کو تفصیل سے لکھ دیا ہے۔ اس اضافہ کو ”مزید حالات“ کی سرخی دے کر درج کیا گیا ہے۔ وقت کی کمی کے باعث جن صحابہ کرام کے حالات تفصیل سے درج نہیں ہو سکے آئندہ ایڈیشن میں اس تفصیلی کو بھی دور کر دیا جائے گا، ان شاء اللہ۔

مشتاق احمد بٹ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ویباچہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
عَلَى حَبِيبِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّاتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَخُلَفَائِهِ وَأَصْحَابِهِ
أَجْمَعِينَ۔

اما بعد! غازیان غزوہ بدر کے حالات میں یہ ایک مختصر رسالہ ہے۔ میرے والد
بزرگوار مولوی قاضی حاجی احمد شاہ صاحب اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ کو اصحاب کبار غزوہ
بدر کے ساتھ خاص شغف تھا۔ انہوں نے بیسیوں بار اپنے قلم سے خط نسخ و تعلق میں
ان مبارک ناموں کو لکھا اور احباب میں تقسیم کیا۔ ان دنوں مجھے اتفاق سے ان کے قلم کی
نکسی ہوئی ایک فرست مل گئی۔ دل میں آیا کہ ان کے حالات قلم بند کروں، اللہ تعالیٰ
سے درخواست ہے کہ وہ اس ناچیز کے عمل کو قبول فرمائے اور اس کا ثواب میرے والد
بزرگوار کے نامہ اعمال میں ثبت فرمائے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

محمد سلیمان عفی عنہ

یکم مارچ سنہ ۱۳۳۰ھ

غزوہ بدر

غزوات نبی ﷺ میں سے یہ غزوہ نہایت مشہور، نہایت جبرک ہے، اللہ تعالیٰ نے بطور اظہار احسان فرمایا ہے :

﴿وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ﴾ (آل عمران : ۱۲۳)

”اللہ نے تو تمہاری مدد بدر میں بھی کی جبکہ تم بہت دہے ہوئے تھے۔“

دوسرے مقام پر اسی غزوہ کو یوم الفرقان بھی فرمایا گیا ہے، اس غزوہ کا فضل و شرف

جملہ غزوات سے برتر ہے اور حدیبیہ اس سے درجہ دوم پر ہے۔

بدر کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی گئی ہے کہ یہاں بدر بن یخلد بن النضر بن کنانہ آباد ہوا تھا، اسی کے نام سے مقام کا نام ہو گیا، بعض کہتے ہیں کہ بدر بن حارث نے یہاں کنواں کھدوایا تھا، بزر بدر کی وجہ سے اس جگہ کو بھی بدر کہنے لگے۔

جب سے نبی ﷺ اور مہاجرین صادقین مکہ کو چھوڑ کر مدینہ النبی ﷺ میں آ گئے تھے تب سے قریش نے ارادہ کر لیا تھا کہ فوجی طاقت سے مسلمانوں کی اجتماعی قوت کو فنا کر دیا جائے اور ایسا ناگمانی حملہ کیا جائے جو مسلمانوں کو پامال ہی کر دے۔

نبی اکرم ﷺ بھی ان کی طہالغ سے واقف اور ان کے ارادوں سے باخبر تھے، اس لیے تھوڑے دنوں کے بعد ہر اس راستہ کی طرف جدھر سے اہل مکہ کا اقدام و حملہ ہو سکتا تھا، سرور کائنات مسلمانوں کے جتنے روانہ کرتے اور اس طرف کے قبائل کے ساتھ غیر جانبدار رہنے کے معاہدات کرتے رہتے تھے۔

رمضان سنہ ۱ میں امیر حمزہ رضی اللہ عنہ تیس سواروں کے ساتھ سیف المہر کی طرف گشت لگانے گئے تھے، ان کو ابو جہل کا لشکر جس پر تین سو سوار تھے مل گیا، ابو جہل نے دیکھا کہ مسلمان ہوشیار ہیں اور ناگمانی حملہ ناممکن ہے لہذا وہ واپس چلا گیا۔

شوال سنہ ۱ میں عبیدہ بن حارث المہاشمی ساٹھ سواروں کو لے کر مدینہ سے گشت کو نکلے تو ان کو بھی ابوسفیان دو سو سواروں کے ساتھ ثنیۃ المرہ کے راستہ آتا مل گیا، ابوسفیان نے دیکھا کہ مسلمان اس راہ سے بھی غافل نہیں ہیں، وہ واپس چلا گیا۔

ذی قعد سنہ ۱ میں سعد بن ابی وقاص اسی (۸۰) سواروں کے ساتھ مدینہ سے گشت

کو نکلے اور مجھ تک انہوں نے چکر لگایا، دشمن نہیں ملا، اس سے تین ہماہ بعد ماہ صفر سنہ ۲ھ نبی اکرم ﷺ خود ستر سواروں کے ساتھ ابواء تک نہفتن فرما ہوئے اور اس سفر میں عمرو بن مخشی الضمری سے معاہدہ ہوا کہ وہ غیر جانبدار رہے گا۔

ربیع الاول سنہ ۲ھ کو نبی اکرم ﷺ نے پھر بواط تک سفر فرمایا، یہ مقام ینبوع بندر گاہ کے قریب ہے، راستہ میں قافلہ قریش ملا، جس کا سردار امیہ بن خلف تھا، اس کے ساتھ صرف ایک سوار تھے اور حضور ﷺ کے ہم رکاب دو سو، چونکہ مسلمانوں کا مقصد خود کسی کو جارحیت کا نشانہ بنانا نہیں تھا لہذا وہ نکل گیا اور نبی اکرم ﷺ مدینہ تشریف فرما ہو گئے۔ اسی مہینے میں گزر بن جابر الضمری نے مکہ سے نکل کر مدینہ تک کامیاب حملہ کیا اور اہل مدینہ کے مویشی مدینہ کی چراگاہ سے لوٹ کر لے گیا، اس کا تعاقب بھی مقام سفوان تک کیا گیا مگر اسلامی لشکر ناکام رہا، سفوان بدر کے قریب تھا اس لیے اس کا نام بدر اولیٰ بھی مورخین نے لکھا ہے۔

اس حملہ کے بعد نبی اکرم ﷺ کو ضرورت محسوس ہوئی کہ بنو مدعیج اور بنو ضمرہ کے ساتھ ایک استوار معاہدہ غیر جانبدار رہنے کا کیا جائے، جمادی الآخر سنہ ۲ھ کو نبی اکرم ﷺ ادھر تشریف فرما ہوئے اور معاہدہ ہو گیا، اسی ماہ جمادی الآخر کے آخر میں بارہ سواروں کا ایک جتہ عبداللہ بن جحش جحش کی سرداری میں بھیجا گیا، ان کو قریش کا قافلہ مل گیا، نبی اکرم ﷺ کی ہدایت کے خلاف مسلمانوں نے تیر چلائے، قریش کا ایک آدمی مارا گیا اور دو قید ہوئے۔

نبی اکرم ﷺ نے قیدیوں کو چھوڑ دیا اور مقتول کا خون بما قریش کو ادا کر دیا اور یہ بھی ظاہر فرمایا کہ مسلمانوں نے یہ کام بغیر اجازت کے بڑھ کر کیا تھا، قریش نے تادان تو وصول کر لیا مگر انہوں نے مسلمانوں کی معذرت کی کچھ قدر نہ کی اور یہ ارادہ کر لیا کہ اب مسلمانوں پر اعلانِ حملہ کیا جائے گا۔

قوم کو جوش دلانے کے لیے ابو جہل نے یہ بھی مشہور کر دیا کہ اس قافلہ کو جو ابوسفیان کی ماتحتی میں شام سے آ رہا ہے جس کا سرمایہ تجارت پچاس ہزار دینار ہے مسلمان لوٹا چاہتے ہیں، لہذا قافلہ کی حفاظت کے لیے آگے بڑھنا چاہئے، اس کی تدبیر پر تدریر سربل الاثر ثابت ہوئی اور ایک ہزار کا لشکر جو خوب مسلح تھا اور تین سو گھوڑے اور سات سو اونٹ ان کے

ساتھ تھے فراہم ہو گیا، قریش کے چند سردار لشکر میں شامل ہو گئے اور ہر ایک نے وعدہ کیا کہ یکے بعد دیگرے تمام لشکر کی خوراک کے مشکمل ہوں گے۔

ابو جہل مکہ سے چار پانچ منزل پر پہنچا تھا کہ اسے اطلاع مل گئی کہ ابوسفیان والا قافلہ مع الخیر مکہ پہنچ گیا ہے، اہل لشکر نے ابو جہل سے کہا کہ اب ہم کو واپس چلنا چاہیے کیونکہ ہمارا قافلہ بلا کسی گزند کے گھر پہنچ چکا ہے، ابو جہل نے کہا ہاں یہ تو اچھا ہوا لیکن بہتر یہ ہے کہ یثرب کے قرب و جوار تک پہنچیں اور وہاں جشن شادی مرتب کریں، اس کا اثر گرد و نواح کے قبائل پر یہ پڑے گا کہ وہ مسلمانوں سے ہم عہد ہونا پسند نہیں کریں گے اور مسلمان ہماری کثرت، شوکت اور جشن کے حالات سن کر مرعوب ہو جائیں گے۔ اہل لشکر نے اس رائے سے اتفاق کر لیا اور اب یہ لشکر سمندر کا ساحل چھوڑ کر جدھر سے قافلہ کے لیے جا رہے تھے مدینہ کے رخ ہو لیے۔

جب نبی اکرم ﷺ کو ابو جہل کی اس گفتگو کی اطلاع ہوئی تو آپ نے حکم دیا کہ جو اصحاب اس وقت جلد سے جلد چلنے پر تیار ہو سکتے ہیں وہ مہرکاب نبی ﷺ چل پڑیں، تین سو چودہ بزرگ جو اس وقت روئے زمین پر بہترین بزرگ تھے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ روانہ ہو گئے، اس تعداد میں مہاجرین ۸۳، انصار ۱۵۲، اس ۶۱، خزرج ۹۱ اور متعلقین ہر دو قبائل ۷۹ تھے، بعض روایات میں تعداد ۳۱۹ بعض میں ۳۱۵ بیان کی گئی ہے۔ ۳۱۹ کی روایت مسلم غالباً ان بزرگوں سمیت ہے جو میدان جنگ میں تھے مگر بوجہ صغیر ان کو اجازت جنگ نہ دی گئی، چونکہ ان بزرگوں کو بھی واقعات کی تفصیلی اطلاع نہ تھی اس لیے ان میں سے اکثر کا گمان یہی تھا کہ حضور ﷺ قافلہ پر حملہ آور ہونے کے لیے جا رہے ہیں، وہ دل ہی میں خوش تھے کہ قافلہ ہی سے مدد بھیڑ ہو کیونکہ مسلمان لمحاظ جنگی ساز و سامان کے مکمل نہ تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے تو نبی اکرم ﷺ کو مدینہ ہی میں مطلع فرما دیا تھا کہ حملہ آور دشمن سے جنگ کے لیے جاتا ہے۔

مجلس شوریٰ

سردار ان مہاجرین و انصار کی مجلس نبی اکرم ﷺ نے طلب فرمائی اور اس معاملہ کو شوریٰ میں پیش کر دیا۔ سب سے پہلے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اور بعد ازاں عمر فاروق رضی اللہ عنہ

نے گفتگو فرمائی، دونوں تقریریں نہایت دلچسپ تھیں، بعد ازاں مقداد بن عمرو انصاریؓ نے کہا یا رسول اللہ! جو حکم آپ کو اللہ تعالیٰ سے ملا ہے اس کے لیے سوار ہو جائیے، ہم لوگ بنی اسرائیل کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ ”تو اور تیرا رب جاؤ اور لڑو ہم تو بیٹھے ہیں“ قسم ہے اس ذات ہے کی جس نے آپ کو حق و صداقت کے ساتھ بھیجا ہے کہ اگر آپ برک انعام (اقصائے یمن کا ایک مقام ہے) تک جائیں گے تو ہم ساتھ ساتھ ہوں گے اور حضور ﷺ کو درمیان میں لیتے ہوئے آگے پیچھے، دائیں بائیں جگ کریں گے، نبی اکرم ﷺ کا چہرہ مبارک اس تقریر پر روشن ہو گیا، انصار کے لیے شمولیت جنگ کے لیے یہ پہلا موقع تھا اور انصار میں سے کوئی کوئی ایسا بھی تھا جو جنگ کو پسند نہ کرتا تھا، نبی اکرم ﷺ نے مکرر انصار کی طرف رخ فرما کر دریافت کیا کہ کیا رائے ہے تو سعد بن معاذؓ نے عرض کیا، کیا حضور کو ہماری رائے کی ضرورت ہے؟

”واللہ! ہمارا آپ پر ایمان ہے، ہم نے آپ کی تصدیق کی ہے اور شہادت دی ہے کہ آپ جو کچھ فرماتے ہیں وہ حق ہے، ہم نے قبل ازیں مع و طاعت کے معاہدات بھی آپ سے کیے ہیں، لہذا ہماری عرض یہ ہے کہ آپ کو جو ارادہ ہے اسی کے مطابق عمل فرمایا جائے۔“

دوسری روایت میں سعد بن معاذؓ نے یہ الفاظ بھی ہیں :

”کیا حضور کا یہ خیال ہے کہ انصار حضور کا ساتھ صرف اپنے ہی وطن میں دیا کریں گے، میں اس وقت انصار ہی طرف سے اور انہی کی عرض پیش کر رہا ہوں کہ حضور ﷺ کا جو فشا ہو اس پر عمل فرمائیں، جس کا رشتہ ملانا ہو ملا دیجئے، جس کا رشتہ توڑنا ہو اس کا رشتہ توڑ دیجئے، جسے موجودہ حالت پر رکھنا ہو اسے اسی کی حالت پر چھوڑ دیجئے، ہمارے اموال حاضر ہیں، جس قدر فشا ہو قبول فرمائیے اور جس قدر فشا ہو ہمیں بطور عطیہ چھوڑ دیجئے، لیکن حضور کا قبول فرمانا ہم کو زیادہ پسند ہو گا اور جو ہمارے پاس رہ جائے گا وہ ناپسند ہو گا، ہمارا معاملہ بالکل حضور کے ہاتھ میں ہے، حضور ”برک انعام“ تک چلیں ہم سب ہمراہ ہیں۔“

”اس اللہ کی قسم جس نے حضور ﷺ کو حجتی نبوت کے ساتھ بھیجا ہے کہ اگر ہم کو سمندر چیر کر نکل جانے کا حکم ہو گا تو ہم سب حضور کے ساتھ ساتھ چلیں

گے اور ہم میں سے ایک شخص بھی پیچھے نہ رہ جائے گا۔
 ”یا رسول اللہ! ہم لوگ جنگ میں جم جانے والے ہیں اور مقابلہ میں اپنی بات
 کو پورا کر دکھاتے ہیں، مجھے امید ہے کہ ہماری خدمات حضور ﷺ کی آنکھوں
 کی ٹھنڈک ثابت ہوں گی۔“

نبی اکرم ﷺ نے اس تقریر پر نہایت سرور و نشاط کا اظہار فرمایا۔

یہ بات اس طرح واضح ہو جاتی ہے کہ قافلہ شام سے آ رہا تھا، شام مدینہ سے جانب
 شمال اور مکہ سے جانب جنوب ہے، قافلہ کا راستہ مدینہ سے جانب غروب ہے۔ نبی اکرم
 ﷺ کا ارادہ اگر قافلہ کے لیا جانے کا ہوتا تو حضور مدینہ سے جانب مغرب سفر فرماتے،
 حالانکہ حضور مدینہ سے جانب جنوب نہضت فرما ہوئے تھے۔

اسلامی لشکر میں صرف ستر ستر (اونٹ) اور تین گھوڑے سواری کے لیے تھے، تین
 تین سواریوں کے لیے ایک ایک اونٹ مقرر کیا گیا تھا، ان تین میں سے ایک پیدل چلتا اور
 دو سوار ہوتے، نبی اکرم ﷺ کی سواری میں بھی سیدنا علی المرتضیٰ و ابولبابہ رضی اللہ عنہما
 شامل تھے، ابولبابہ پہنچے راستہ میں سے حاکم مدینہ بنا کر واپس کیے گئے تو زید بن حارثہ پہنچے
 نے ان کی جگہ لے لی، باقی سب غازی بالکل پیدل تھے۔

میدان جنگ

مسلمانوں کو کفار کے مقابلہ میں جہاں اترنا پڑا وہاں ریت بہت تھی، آدمیوں کے پاؤں
 دھنس جاتے تھے اور پانی موجود نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی زور کی بارش بھیجی کہ ریت
 دب گیا اور مسلمانوں نے ریت ہٹا کر جوہڑ بنا لیا جو پانی سے بھر گیا۔
 کفار صاف زمین پر اترے تھے اور سخت کچھڑ ہو گیا۔

نبی اکرم ﷺ کا عریش

لشکر کے پیچھے ایک بلند ٹیلہ پر نبی اکرم ﷺ کے لیے ایک چھپر بنا دیا گیا تاکہ حضور
 ﷺ اس بلندی سے دونوں لشکروں کے محاربہ کو ملاحظہ کر سکیں، صرف سیدنا ابوبکر صدیق
 پہنچے اس چھپر کے سایہ میں حضور کے ساتھ تھے، ان کا کام حضور کی خدمت بجالانا، اپنے

لشکر کی حالت عرض کرتے رہتا اور حضور کے احکامات لشکر تک پہنچاتا تھا، زمانہ حال میں ایسے افسر کو چیف آف سٹاف کہتے ہیں، جو سپہ سالار اعظم کے ماتحت اور ساری فوج کا نگران حال ہوتا ہے، سعد بن معاذ سید الانصار، جھٹھ نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ! یہ مناسب ہے کہ عریش سے پچھلی طرف حضور کی سواری ہر وقت موجود رہے کیونکہ اگر اسلامی لشکر کو شکست بھی ہوئی اور ہم سب خاک و خون میں مل گئے تب بھی حضور جھٹھ کو مدینہ منورہ جانے کا موقع مل جائے گا، وہاں حضور کے جانثار اور صدق شعار ابھی تک موجود ہیں جو صدق و خلوص میں ہم سے ہرگز کم نہیں، مگر جنگی وقت کی وجہ سے وہ ہم رکاب حاضر نہ ہو سکے، حضور نے ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

ملاحظہ میدان جنگ

جنگ سے ایک روز پیشتر نبی اکرم ﷺ نے جنگ کا ملاحظہ فرمایا، صحابہ ساتھ تھے، رسول اللہ ﷺ جگہ جگہ ٹھہر کر فرماتے جاتے کل یہاں فلاں کافر کی لاش ہوگی اور فلاں کافر کی، جملہ سرداران قریش کے نام اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے منوا دیے۔

جنگ کے لیے صف بندی

یوم جمعہ ۱۷ رمضان سنہ ۲ ہجری کو صف بندی ہوئی، نبی اکرم ﷺ ملاحظہ کے لیے صفوں کے سامنے سے گزرے، کیا دیکھا کہ ایک انصاری صف سے آگے بڑھے ہوئے ہے، نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ میں پتلی سی چمڑی تھی، انصاری کے پیٹ پر چمڑی لگا کر کہا کہ برابر ہو جاؤ، اس نے کہا یا رسول اللہ! مجھے اس سے سخت تکلیف ہوئی، نبی اکرم ﷺ عدل و انصاف کے پیغام رساں ہیں میں تو ضرور بدلہ لوں گا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا! اچھا، کہا کرتے اٹھائیں، آپ ﷺ نے کرتہ اٹھایا تو اس نے آگے بڑھ کر جھٹ آپ کے بطن اطہر کو چوم لیا، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا یہ کیا؟ وہ بولا یا رسول اللہ! دنیا میں یہ آخری گفٹیاں ہیں اور آخری سانس ہے، میں نے چاہا کہ اس شرف سے مشرف ہو جاؤں، نبی اکرم ﷺ نے اسی دعائے خیر دی اور بعد ازاں یہ دعائے فرمائی یا اللہ! یہ وہ اہل ایمان ہیں کہ اگر آج ان کو تو نے ہلاک کر دیا تو روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔

اپنی فوج کے ملاحظہ سے فارغ ہوئے تو دشمن کی طرف دیکھا اور زبان مبارک سے فرمایا! الہی یہ قریش ہیں جو خرو نکبر سے بھرپور ہیں، تیرے نافرمان تیرے رسول (ﷺ) سے جنگ آور، الہی تیری نصرت تیری مدد کی ضرورت ہے جس کا تو نے وعدہ فرمایا ہے۔

عریش اور دعا

بعد ازاں نبی اکرم ﷺ عریش میں داخل ہوئے اور دو رکعت نماز کی نیت باندھی، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ شمشیر برہنہ لے کر پہرہ پر کھڑے ہو گئے (نماز کے اندر) رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا پڑھی :

اَللّٰهُمَّ لَا تَخْذِلْنِيْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَنْشُدُكَ مَا وَعَدْتَنِیْ۔

”الہی مجھے ندامت سے بچا، یا اللہ میں تجھے تیرا وعدہ حتمی یاد دلانا ہوں۔“

نماز کے بعد نبی اکرم ﷺ نے لمبا سجدہ فرمایا اور سجدہ میں یا خُذْ بِيْزِمَتِكَ اَسْتَعِيْثُ۔ پڑھتے رہے، سجدہ کے بعد بھی لمبی دعا میں معروف رہے، دعا ایسے تضرع و اجتنال کے ساتھ تھی کہ رسول اللہ ﷺ کی چادر مبارک بھی کندھوں سے گر گئی تھی اور آپ کا اجتنال بڑھتا جاتا تھا، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اپنے آپ کو اتنا ہلکا نہ کریں، اللہ تعالیٰ آپ سے فتح و ظفر کا وعدہ فرما چکا ہے۔

اتنے میں نبی اکرم ﷺ پر اوگھ سی طاری ہوئی اور ادھر ساری فوج بھی اوگھ گئی، رسول اللہ ﷺ نے آنکھ کھولتے ہی فرمایا! ابو بکر رضی اللہ عنہ تجھے بشارت ہو کہ نصرت الہی آپہنچی، جبرائیل علیہ السلام بھی آگئے ہیں۔

فوج نے آنکھ جھپک جانے کے بعد دشمن کی طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ ان کی تعداد بہت کم ہے اور مسلمان کثرت میں بڑھے ہوئے ہیں، اس یقین نے ان کے حوصلے بڑھا دیے۔ نبی اکرم ﷺ میدان جنگ میں تشریف لائے تو فوج سے فرمایا! اپنی جگہ پر قائم رہنا، دشمن حملہ کی شکل میں آگے بڑھے تو اسے آگے آنے دینا، جب وہ تمہارے تیروں کی زد میں آجائے تب تیرے خوب برسانا، دشمن اور ہی قریب آجائے تو نیزوں کا استعمال کرنا، کھوار کا استعمال سب سے بعد ہو۔

اس وقت کفار کی طرف سے عقبہ بن ربیعہ بن عبد مناف اپنی فوج کے سامنے تقریر

کے لیے نکلا اور ادھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قوم میں یہ شخص سمجھ دار ہے اگر لوگوں نے اس کی بات مان لی تو سیدھی راہ پر ہو جائیں گے 'عتبہ بولا محشر قریش! محمد (ﷺ) کے ساتھ جنگ کرنے کا کوئی نفع معلوم نہیں ہوتا' اگر غالب بھی آگئے تو تب بھی کیا ہو گا' ہم اپنے بھائیوں سے ہمیشہ آنکھ چراتے رہیں گے' کوئی چچا زاد' کوئی خالہ زاد کو قتل کرے گا' کوئی اپنے قبیلہ کے بھائی کو مار ڈالے گا' چلو واپس چلو' عرب والے خود محمد (ﷺ) سے سمجھ لیں گے اگر کوئی قبیلہ ان پر غالب آگیا تو تمہارا مقصد پورا ہو گیا اور اگر وہ بھی غالب نہ آیا تو تم ندامت و عار سے بچے رہے۔

بعد ازاں یہی پیغام ابو جہل کے پاس بھی بھجوا دیا' ابو جہل نے عامر بن حضری کو بلایا۔ کہا دیکھو یہ عتبہ تیرا رقیب ہے اور تجھے بھائی کا انتقام لینے سے محروم کرنا چاہتا ہے' اس کی یہ وجہ بھی ہے کہ اس کا بیٹا مسلمانوں کی طرف ہے' اب تو لازم ہے کہ آگے بڑھو اور فوج کو گراماؤ' اس نے اپنے بھائی کے نام کی دہائی دی اور فوج میں جوش پیدا ہو گیا۔

اسود مخزومی کفار میں سے نکلا اور کہا کہ سب سے پہلے میں بڑھتا ہوں' مسلمانوں کے حوض کا پانی پی کر آؤں گا یا وہیں مرجاؤں گا۔ وہ حوض کی طرف چلا تو سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس کا تعاقب کیا اور اس کی پیٹھ پر ایسی ضرب لگائی کہ وہ وہیں رہ گیا' اب اپنی صف سے عتبہ نکلا (غالباً یہ ابو جہل کے طعن کا جواب تھا) اس کا بھائی شیبہ اور فرزند ولید بھی اس کے ساتھ نکلے' اس نے نعرہ لگایا کہ کوئی مقابلہ کے لیے نکلے' یہ سن کر معاذ اور معوذ (رضی اللہ عنہما) پیران حارث باہر نکلے (ان کی ماں عفراء انصاریہ ہیں' اس خاتون کے سات فرزند دو شوہروں حارث اور بکیر سے تھے اور ساتوں فرزند میدان جنگ میں حاضر تھے' کوئی خاتون ان کی اس فضیلت کو نہ پاسکی) عبد اللہ بن رواحہ انصاری رضی اللہ عنہ جو نقیب محمدی ﷺ اور شاعر زبان آور تھے ان کے ساتھ ساتھ تھے۔

عتبہ نے کہا تم کون ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ہم انصار ہیں' عتبہ بولا ہاں آپ ذی عزت ہیں' برابر کے جوڑ ہیں لیکن میں تو اپنی قوم کے اشخاص چاہتا ہوں' یہ سن کر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا! عبیدہ بن حارث تم چلو' حمزہ تم چلو' علی تم چلو (تینوں ہاشمی ہیں رضی اللہ عنہم) حمزہ رضی اللہ عنہ نے شیبہ کا اور علی رضی اللہ عنہ نے اسید کا شکار جاتے ہی کر لیا' عبیدہ رضی اللہ عنہ اور عتبہ ایک دوسرے پر شمشیر زنی کر رہے تھے کہ حمزہ رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ نے بھی عتبہ پر حملہ کر دیا اور

اسے خاک و خون میں سلا دیا۔

اسی جنگ میں زَأْسُ الْكُفْرِ امیہ بن خلف جو بلال رضی اللہ عنہ کو کلمہ توحید پر ستایا کرتا تھا، قتل ہوا، بلال رضی اللہ عنہ نے حملہ کیا، معاذ بن عفراء وغیرہ بھی بلال کی مدد کو پہنچ گئے اور اس تپاک کا خاتمہ کر دیا۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس شعر میں بلال رضی اللہ عنہ کو مبارک باد دی :

هَبِيْاً زَاذَكَ الرَّحْمٰنُ فَضْلاً
فَقَدْ اَذْرَكَ نَزَكَ يَا بِلَالُ

قتل ابو جہل لعنتہ اللہ

سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صف بندی میں میرے دائیں بائیں دو نوجوان لڑکے تھے، میں نے دل میں کہا کہ میرے برابر کوئی آزمودہ کار ہوتا تو خوب ہوتا، یہ دونوں نوجوان معاذ اور معوذ (رضی اللہ عنہما) پران عفراء (رضی اللہ عنہما) تھے۔

ایک نے چپکے سے مجھے کہا کہ چچا آپ ابو جہل کو جانتے ہیں، جب ہمارے سامنے آئے تو مجھے بتاتا، دوسرے نے بھی یہی بات آہستہ سے پوچھی، میں نے کہا تم کیا کرو گے اگر اسے دیکھ لو گے، انہوں نے کہا ہم نے سنا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیا کرتا ہے، ہم نے عہد کر لیا ہے کہ اسے ضرور قتل کریں گے یا اپنی جان دے دیں گے، اتنے میں ابو جہل چکر لگاتا ہوا لشکر کے سامنے آیا، میں نے دونوں لڑکوں سے کہا کہ دیکھو ابو جہل وہ ہے، یہ سنتے ہیں وہ دونوں ایسے جھپٹے جیسے شہباز کوے پر گرا کرتا ہے، دونوں نے اپنی تلواریں اس کے پیٹ میں جھونک دیں، وہ گر پڑا جان توڑ رہا تھا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی پہنچ گئے، اسوں نے اس کی چھاتی پر پاؤں رکھا، سر کاٹا اور داڑھی سے پکڑ کر سر اٹھالیا، نبی اکرم ﷺ نے ہر سہ کی خدمات کو منظور فرمایا نیز ارشاد کیا کہ اس امت کافر عوں میں ابو جہل تھا۔

جذبات جاں نثاری و جوش صداقت دین

الف --- جب کفار کے لشکر سے سیدنا عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مبارز طلب نکلا تو اس کے مقابلہ کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آمادہ ہو گئے لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان کو

روک لیا۔

ب۔۔۔ جب لشکر کفار سے جراح باہر آیا تو اس کے محاربہ کو ابو عبیدہ عامر ان کے فرزند لشکر اسلام سے روانہ ہو گئے، ہر دو مسئلہ سے ظاہر ہے کہ ان مجاہدین فی سبیل اللہ کی نگاہ میں نہ باپ کی عظمت باقی رہی تھی اور نہ فرزند کی محبت، ان کو ایک وحدہ لا شریک لہ کی ذات ہی کبریائی اور عظمت کی مستحق نظر آتی تھی اور ایک ذات حمیدہ صفات محمد ﷺ ہی کی واجب الاحرام والمحببت دکھلائی دیتی تھی۔

ج۔۔۔ ایک انصاری نے رسول اللہ ﷺ کو یہ الفاظ کہتے ہوئے سن لیا کہ جو کوئی آج اللہ کی راہ میں شہید ہوا اس کے لیے جنت واجب ہے، ان کے ہاتھ میں انگوڑ کا گچھا تھا، انگوڑ کھا رہے تھے، انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے ارشاد کو سنا اور پھر انگوڑوں کی طرف دیکھا اور کہا اودہ! یہ انگوڑ تو بہت ہیں، ان کے ختم کرنے میں تو دیر لگے گی، میں جنت میں جانے سے اتنی دیر کیوں کروں، یہ کہہ کر انگوڑ پھینک دیے، آگے بڑھے اور اپنا فرض ادا کرتے ہوئے فردوس کو سدھار گئے۔

لڑائی محسوس کی ہو رہی تھی، اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو بھی اہل ایمان کی مدد و نصرت اور ثبات و اطمینان کے لیا نازل فرمایا، مسلمان فرشتوں کو انسانوں کی صورت میں چلتے پھرتے دیکھتے اور فرشتے ہر ایک مومن سے کہہ رہے تھے کہ ہمارا ہونا مضبوط رہو فتح اور نصرت الہی تمہارے ساتھ ہے۔

جب مسلمین و کافرن کا ہر شخص جنگ میں مصروف تھا، اس وقت رسول اللہ ﷺ نے کنکریوں کی ایک مٹھی کفار کی جانب پھینک دی اور زبان مبارک سے فرمایا: شَهِتَ الْوُجُوهُ لِللَّهِمَّ اِزْغَبْ قُلُوبَهُمْ وَذَلِّزِلْ اَفْئِدَتَهُمْ۔ کنکریوں کا پھینکنا تھا اور کفار کا دل توڑ کر بھاگنا، مسلمانوں نے تعاقب کیا اور ستر اشخاص کو قید بھی کر لیا۔

معرکہ میں کافروں کے ستر آدمی ہلاک ہوئے تھے اور مسلمانوں کے صرف چودہ شخص، اس روز جنگ میں پہلا شہید ہونے والا سیدنا مہجعؓ بیٹھ تھا جو سیدنا عمر فاروقؓ بیٹھ کا غلام تھا، اہل دنیا اسے غلام سمجھتے تھے مگر مساوات کے حامی، عدل کے مربی، اخوت کے بانی سرور کائنات ﷺ نے اسے ”سید الشہداء“ کا خطاب عطا فرمایا۔

قیدیوں سے حسن سلوک

سز قیدیوں میں سے چند ہاشمی بھی تھے جو نبی اکرم ﷺ سے قرابت قریبہ رکھتے تھے، انہی میں سیدنا عباس بن عبد المطلبؓ، جعفر جو نبی اکرم ﷺ کے چچا تھے، انہی میں سیدنا علی مرتضیٰؓ، جعفر کے برادر کلاں بھی تھے اور سیدنا نوفل بن حارث نبی اکرم ﷺ کے چچا زاد بھی اور انہی میں نبی اکرم ﷺ کی دختر کلاں سیدہ زینبؓ کے شوہر سیدنا ابوالعاصؓ، جعفر بھی، لیکن یہ سب عام قیدیوں کی طرح بند و سلاسل میں تھے، رات کو ایک انصاری نے دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ خواب راحت نہیں فرماتے، ادھر ادھر کروٹیں لے رہے ہیں، اس نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کو کچھ تکلیف ہے؟ فرمایا! نہیں مجھے تو عباس کے کراہنے کی آواز آرہی ہے اور وہی آواز مجھے سونے نہیں دیتی، انصاری اٹھا اور عباس کی مشک بندی کھول آیا، نبی اکرم ﷺ نے جب عباس کی آواز نہ سنی تو انصاری سے پوچھا، اس نے کہا کہ میں ان کی مشک بندی کھول آیا ہوں، فرمایا جاؤ اور سب اسیروں کے ساتھ یہی سلوک کرو۔

مشرکین کی مُردہ لاشوں سے حسن سلوک

کفار ایسے بھاگے تھے کہ انہوں نے اپنی فوج کے مُردوں کا بھی کچھ انتظام نہ کیا۔ نبی اکرم ﷺ کی طبعاً عادت مبارک یہ تھی کہ جہاں کسی انسان کی لاش کو بلا تدفین دیکھ لیتے تو دفن کرنے کا حکم دیتے، بدر میں بھی رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا۔

۲۳ سردارانِ قریش کو ایک گڑھے میں الگ الگ اور باقی کفار کو ایک گڑھے میں الگ الگ زیرِ خاک کر دیا گیا۔^(۱)

(۱) ان چودہ میں سے چار کے نام بروایت مسلم عن انس ہم نے اوپر لکھ دیے ہیں، بعض نے باقی نام اور بھی لکھے ہیں: (۵) حنظلہ بن ابوسفیان (۶) ولید بن عتبہ (۷) حرث بن عامر (۸) طعیمہ بن عدی (۹) نوفل بن عبد (۱۰) زعمہ و عقیل پسرانِ اسود (۱۱) عاصی برادرِ ابو جہل (۱۲) ابوقیس برادرِ خالد ولید (۱۳) نبیہ و منبہ پسرانِ حجاج (۱۴) علی بن امیہ بن خلف (۱۵) عمرو بن عثمان (۱۶) مسعود بن امیہ برادرِ ام سلمہ (۱۷) قیس بن فاکتہ (۱۸) اسود برادرِ ابو سلمہ (۱۹) عاصی بن قیس بن عدی (۲۰) امیہ بن رفاعہ (۲۱) عبیدہ و عاصی بن ابوامیہ۔

تیسرے روز نبی اکرم ﷺ اس قلیب (گڑھے) کے کنارہ تک تشریف لے گئے جہاں سرداران قریش کے ہٹاک چنے گرائے گئے تھے اور باآواز بلند فرمایا! اے عتبہ بن ربیعہ، اے شیبہ بن عتبہ، اے امیہ بن خلف، اے ابو جہل بن ہشام، اے فلاں اے فلاں، اللہ نے جو تمہاری بابت کہا تھا کیا اس کو تم نے ٹھیک پایا؟ مجھے تو جو اللہ نے وعدہ فرمایا تھا میں نے تو اسے بالکل درست دیکھ لیا۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے استغما میہ لہجہ میں عرض کیا، کیا آپ ان لاشوں سے جن میں روح نہیں ہے تین روز کے بعد خطاب فرما رہے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اِنَّهُمْ الْاَنۡیَ یَسْمَعُوْنَ۔ (بخاری عن عروہ عن ابن عمر) ”ہاں یہ لوگ اس وقت سن رہے ہیں۔“ یہ الفاظ جب ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سامنے روایت کیے گئے تو انہوں نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ کے الفاظ مبارک تو یہ تھے: اِنَّهُمْ الْاَنۡیَ لَیَسْمَعُوْنَ۔ ”ہاں وہ اس وقت خوب جان گئے ہیں۔“

اسیران بدر اور فدیہ

نبی اکرم ﷺ نے اس معاملہ کو کہ اسیروں کے ساتھ کیا کیا جائے شوریٰ میں پیش کر دیا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یہ لوگ کافروں کے پیش رو ہیں، میری رائے میں ان کی گردنیں اڑادی جائیں، فلاں شخص جو میرا قریبی ہے اس کی گردن میں اڑادوں اور عقیل جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا بھائی ہے علی رضی اللہ عنہ اس کی گردن اڑادے، اسی طرح سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ اپنے قریبی کی تاکہ اللہ تعالیٰ جان لے کہ ہمارے دلوں میں مشرکین کی عنودت ذرا بھی نہیں۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میری رائے ہے کہ ان کو معاف کر دیا جائے اور ان سے فدیہ لیا جائے۔ فدیہ سے ہم اپنی جنگی حالت کو درست کر لیں گے اور بعد ازاں ممکن ہے کہ ان میں سے کسی کو اسلام کی نعمت و ہدایت مل جائے اور وہ خود بھی ہمارا قوت و بازو ثابت ہو۔

سیدنا عبداللہ بن رواحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا میری رائے ہے کہ جس جنگل میں لکڑی بہت ہو وہاں ان کو داخل کر کے آگ لگا دی جائے۔ نبی اکرم ﷺ عریض میں چلے گئے اور تھوڑی دیر بعد باہر تشریف لائے اور یوں

ارشاد فرمایا :

”اللہ تعالیٰ بعض کے دلوں کو نرم کر دیتا ہے حتیٰ کہ وہ دودھ سے زیادہ نرم ہو جاتے ہیں، بعض کے دلوں کو سخت کر دیتا ہے حتیٰ کہ وہ پتھر سے زیادہ سخت ہو جاتے ہیں۔“

اے ابوبکر! تو ملائکہ میں میکائیل جیسا ہے جو رحمت کے ساتھ نازل ہوتا ہے۔

اے ابوبکر! انبیاء میں تیری مثال ابراہیم (علیہ السلام) جیسی ہے، جنہوں نے فرمایا: مَنْ تَبِعْنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ۔

اے ابوبکر! انبیاء میں تیری مثال عیسیٰ (علیہ السلام) جیسی ہے، جنہوں نے کہا تھا: اِنْ تَعَذَّبْتُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ۔

اے عمر! تیری مثال ملائکہ میں جبرائیل (علیہ السلام) جیسی ہے جو شدت اور بائس کے ساتھ نازل ہوتا ہے۔

اے عمر! تیری مثال انبیاء میں نوح (علیہ السلام) کی سی ہے جنہوں نے کہا تھا: رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَيَّ الْأَرْضَ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا۔

اے عمر! تیری مثال انبیاء میں موسیٰ (علیہ السلام) جیسی ہے، جنہوں نے کہا تھا: رَبَّنَا أَظْمِضْ عَلَيَّ أَمْوَالَهُمُ الْآيَةَ۔

اے ابوبکر و عمر! اگر تمہارا اتفاق ہوتا تو میں کچھ اور حکم نہ دیتا، اچھا ان سے فدیہ لے لیا جائے ورنہ ضرب عنق ہو گا۔

بہت لوگوں نے اپنے اپنا زر فدیہ وہیں ادا کر دیا اور جو رہ گئے تھے ان کو مدینہ میں لے گئے، قیدیوں میں بعض پڑھے لکھے تھے، انصار کے بچے ان کے سپرد کر دیے گئے کہ زر فدیہ کے عوض ان کو تعلیم دیا کریں۔

امیروں کو مدینہ میں ایسے آرامش و آرام سے رکھا گیا کہ وہ مکہ میں واپس آکر کہا کرتے تھے، اللہ اہل مدینہ پر رحم کرے، خود کھجوروں پر گزرا کیا کرتے تھے اور ہمیں روٹی کھلایا کرتے تھے۔

فدیہ اور غنیمت کے لینے میں اشتباہ

بعض صحابہ کو یہ شبہ تھا کہ کیا زرفدیہ مال غنیمت کا استعمال مسلمانوں کو جائز بھی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے سورہ انفال میں یہ حکم نازل فرما کر ان کو بھی مطمئن کر دیا کہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے سے اس بارہ میں نوشتہ موجود نہ ہوتا تب فدیہ اور غنیمت کے متعلق تم پر عذاب بھی نازل ہوتا لیکن ایسا مال تو طیب و حلال ہے، کھاؤ، پیو اور اللہ کا شکر ادا کرو کہ تم کو آسان احکام دیے گئے ہیں۔

فضیلت اہل بدر

صحیح بخاری میں رفاع بن رفاع الزرقی صحابی بن صحابی سے روایت ہے :

جَاءَ جَبْرَائِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا تَعْدُونَ أَهْلَ بَدْرٍ فَيُكْرَمُ قَالَ مِنْ أَفْضَلِ الْمُسْلِمِينَ قَالَ وَكَذَلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔

”جبرائیل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے، پوچھا آپ اہل بدر کو مسلمانوں میں کیسا سمجھتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب مسلمانوں سے افضل سمجھتا ہوں۔ جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ فرشتوں میں سے جو فرشتے بدر میں حاضر ہوئے ان کا درجہ ملائکہ میں بھی ایسا ہی سمجھا جاتا ہے۔“

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِظْلَعَ اللَّهُ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اغْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ۔ (ابوداؤد)

”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو دیکھا اور فرمایا اب تم جو چاہو کرو میں تم کو بخش چکا ہوں۔“

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ التَّابِعِينَ هُمْ بِاِحْسَانٍ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى النَّبِيِّ وَاٰلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

فہرست اسمائے مبارکہ

شہدائے غزوہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ورضو اعنہ

(۱) مہجع بن صالح رضی اللہ عنہ

قوم عک سے تھے اور سیدنا عمر فاروقؓ کے آزاد کردہ غلام تھے، اس غزوہ میں سب سے پہلے یہی شہید ہوئے تھے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **يَوْمَئِذٍ مَهْجَعٌ مَّيِّدٌ الشُّهَدَاءِ**۔

(۲) عبیدہ بن حارث بن مطلب بن عبد مناف بن

قصی رضی اللہ عنہ

قرشی المطہلی، ابو الحارث یا ابو معاویہ کنیت کرتے تھے، سب سے اولین سریہ اسلامی کے سردار بھی بنائے گئے تھے، غزوہ بدر میں جب نبی اکرم ﷺ نے اپنے گھرانے کے تین سرداروں کو جنگ میں جانے کا حکم دیا تو امیر حمزہؓ، جعفرؓ اور علی مرتضیٰؓ کے ساتھ تیسرے بزرگ بھی تھے، عمر بوقت شہادت ۶۳ سال تھی۔

مزید حالات از مرتب: جب سیدنا ابو سلمہ بن اسد، سیدنا عبد اللہ بن ارقم اور سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہم ایمان لائے تو ان کے ساتھ سیدنا عبیدہ بن حارثؓ بھی ایمان لائے۔ مکہ میں سیدنا بلالؓ، جعفرؓ آپ کے اسلامی بھائی تھے۔ جب آپ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عمیر بن حمام انصاریؓ کے ساتھ مواخات قائم فرمادی۔

آپ غزوہ بدر میں شریک ہوئے، میدان جنگ میں صفوں کی درجگی کے بعد مشرکین کی طرف سے عقبہ، شیبہ اور ولید نکلے اور دعوت مبارزت دی۔ ان کے مقابلہ کے لیے انصار کے نوجوان نکلے لیکن انہوں نے کہا کہ ہم ان سے نہیں لڑیں گے، ہمارے مقابل

والوں کو بھیجو۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علیؑ، سیدنا حمزہ اور سیدنا عبیدہ رضی اللہ عنہم کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ یہ تینوں آگے بڑھے اور اپنے اپنے حریف کے سامنے جا کھڑے ہوئے۔ سیدنا علیؑ اور سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہما نے اپنے دشمنوں کو ڈھیر کر دیا۔ سیدنا عبیدہؓ نے ولید کے ساتھ مقابلہ کیا، کافی دیر تک یہ مقابلہ جاری رہا، دونوں زخمی ہو گئے۔ جب سیدنا علیؑ، حمزہؓ اور سیدنا حمزہؓ اپنے حریفوں سے فارغ ہوئے تو یہ دونوں بھی ولید پر حملہ آور ہوئے، ولید کو جہنم رسید کرنے کے بعد سیدنا عبیدہؓ کو زخمی حالت میں اٹھا لائے۔

سیدنا عبیدہؓ کا ایک پاؤں شہید ہو گیا تھا اور تمام بدن زخموں سے چور تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی قلبی تسکین کے لیے ان کے زانو پر اپنا سر مبارک رکھا۔ اختتام جنگ کے بعد بدر سے واپس آئے لیکن زخم بہت گہرے اور زیادہ تھے کہ جانبر نہ ہو سکے۔ جام شہادت نوش کرتے ہوئے داعی جنت کو لبیک کہا، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۳) عمیر بن ابی وقاص (مالک) بن اُہیب بن سفیان بن

امیہ رضی اللہ عنہ

قرشی اترہری ہیں اور سیدنا سعد بن ابوقاص (احد العشرة المبشرة) اور فاتح ایران کے برادر خورد ہیں، ۱۶ سال کی عمر میں جام شہادت نوش فرمایا۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کو بوجہ صغریٰ واپس کرنا چاہا تو یہ رو پڑے اس لیے اجازت دی گئی، حوصلہ کے ساتھ لڑے اور خنداں خنداں روضہ رضوان کو سدھارے۔

مزید حالات از مرتب: ان کا سلسلہ نسب یہ ہے: عمیر بن ابی وقاص بن وہیب بن سفیان بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی القرشی۔

آپ کے بڑے بھائی سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ جب مسلمان ہوئے تو آپ کی عمر اس وقت بہت کم تھی لیکن آپ نے اپنے بھائی کا ساتھ دیا اور بچپن ہی میں توحید کی نعمت کو پالیا۔ جب انہوں نے ہجرت فرمائی تو اس وقت ان کی عمر چودہ برس تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا سعد بن معاذؓ کے چھوٹے بھائی سیدنا عمرو بن معاذؓ سے بھائی چارہ کرا

دیا۔ سیدنا عمرو بن معاذؓ بھی تقریباً ان کے ہم عمر تھے۔

سنہ ۲ھ میں جب جنگ بدر کے خیال سے صحابہ جمع ہونے لگے تو یہ بھی وہاں پہنچ گئے۔ بڑے بے قرار اور مضطرب تھے، 'ادھر ادھر چھپتے تھے۔ ان کے بڑے بھائی سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ نے جب دیکھا تو پوچھا عمیر کیا بات ہے؟ بولے بھائی جان میں بھی اس جنگ میں شریک ہونا چاہتا ہوں، شاید اللہ مجھے شہادت سے سرفراز فرمادے لیکن خطرہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ مجھے چھوٹا سمجھ کر واپس نہ کر دیں۔ ان کا خوف درست ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو بوجہ صغیر سننے واپسی کا حکم دیا لیکن یہ بے اختیار رونے لگے، رسول اللہ ﷺ نے ان کے جوش ایمان اور شوق شہادت کو دیکھ کر اجازت دے دی۔ رسول اللہ ﷺ نے خود اپنے دست مبارک سے ان کے تلوار باندھی۔ سیدنا عمیرؓ کی عمر اس وقت سولہ سال تھی، اچھی طرح اسلحہ سے آراستہ ہونا بھی نہ جانتے تھے لیکن جذبہ جہاد بہت زیادہ تھا۔ بڑی شجاعت اور بہادری سے لڑے اور اپنی حسرت کو پورا کیا، 'بِأَخْرِ عُمَرُو بْنُ عَبْدِودْنِیْ اَنْ كُوْشَیْدَ كُرِیَا۔ وَرَضِیْنِی اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۴) عاقل بن ابی بکیر بن عبدیلیل

قبیلہ بنو یث سے ہیں، ان کے بھائی کا نام خالد تھا، وہ بھی غزوہ رجب میں شہید ہوئے۔

مزید حالات از مرتب: ان کا نسب نامہ یہ ہے: عاقل بن ابی بکیر بن عبدیلیل بن ناثب بن فہرہ بن سعد بن یث بن بکر بن عبد مناة بن کنانہ کنانی لیشی۔

سیدنا عقیلؓ چار بھائی تھے، باقی تین کے نام یہ ہیں: ایاس، خالد اور عامر۔

یہ چاروں بھائی بڑے خوش نصیب ہیں کہ سب نے توحید اور اسلام کی دولت پائی۔ سیدنا ارقمؓ کے گھر سب سے پہلے یہ چاروں بھائی مشرف باسلام ہوئے۔ ہجرت کی سعادت سے بھی ہمکنار ہوئے۔ چاروں بھائیوں نے اپنے بال بچوں کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی، مکہ میں ان کے گھر کا دروازہ بالکل بند ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عاقلؓ کی مجذربن زیاد کے ساتھ مواخات قائم فرمائی۔ چاروں بھائی غزوات میں شریک ہوتے رہے۔ سیدنا عاقلؓ کو جنگ بدر میں مالک بن

زہیر نے شہید کیا۔

یہ گمراہ نہایت خوش نصیب ہے، مختلف جنگوں میں سب بھائیوں نے جام شہادت نوش کیا، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ۔

(۵) عمیر بن عبد عمیر بن نفلہ

ذوالشمالین لقب، ابو محمد کنیت، بنو زہرہ کے حلیف تھے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۶) عوف یا عوذ بن عفراء

انصاری بخاری تھے، عفراء ان کے والد کا نام تھا، اس خاتون بلند پایہ کے ساتوں فرزند غزوہ بدر میں حاضر تھے، والد کا نام حارث ہے۔

مزید حالات از مرتب: ان کا سلسلہ نسب یہ ہے: عوف بن حارث بن رفاعہ بن حارث بن سودا بن مالک بن فہم بن مالک بن نجار بن ثعلبہ بن عمرو بن خزرج۔ ان کی والدہ کا نام عفراء بنت خویلد ہے۔

سیدنا عوف، سیدنا معوذ اور سیدنا معاذ رضی اللہ عنہم کے بھائی ہیں۔ سیدنا معوذ اور سیدنا معاذ رضی اللہ عنہما نہ خنے مجاہد تھے جنہوں نے ابو جہل کو جہنم رسید کیا۔ کتنی خوش نصیبی کی بات ہے کہ جنگ بدر میں سات بھائی شریک تھے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ۔

(۷) معوذ بن عفراء

صحابی اور والدین بھی صحابی، عوف یا عوذ بن عفراء (نمبر ۶) کے سگے بھائی۔

مزید حالات از مرتب: جنگ بدر میں جب شیبہ، عقبہ اور ولید نے مبارز طلبی کی تو سب سے پہلے یہ تینوں بھائی معوذ، معاذ اور عوف رضی اللہ عنہم مقابلے کے لیے نکلے لیکن کفار کے مطالبہ پر رسول اللہ ﷺ نے ان کو واپس بلا لیا اور سیدنا حمزہ، سیدنا علی اور سیدنا عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم کو بھیجا۔

میدان جنگ میں سیدنا عبدالرحمن بن عوف، جیٹا ایک صف میں کھڑے تھے، ان کے

دائیں بائیں سیدنا معوذ بن جہش اور ان کے بھائی معاذ بن جہش آکر کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے سیدنا عبدالرحمن بن عوف بن جہش سے ابو جہل کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے کہا برادر زادے! کیا کرو گے؟ کہنے لگے ہم نے سنا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو گالی دیتا ہے، اس بنا پر ہم نے اپنے رب سے عہد کر رکھا ہے کہ اس کو ضرور ماریں گے۔ پھر اسی دھن میں اپنی جان قربان کر دیں گے۔ سیدنا عبدالرحمن بن عوف بن جہش نے تعجب کا اظہار کیا اور اشارے سے ابو جہل کی طرف راہنمائی کی۔ یہ دونوں باز کی طرح ابو جہل پر حملہ آور ہوئے اور اس کو جہنم رسید کیا پھر رسول اکرم ﷺ کو ابو جہل کے قتل کی خوشخبری دی۔ آپ نے پوچھا کس نے مارا ہے؟ دونوں نے کہا ہم نے۔ آپ نے فرمایا تم کو دیکھا؟ دونوں کی تمکواروں میں خون کے اثرات تھے۔ دونوں بھائیوں نے بہادری اور شجاعت کی اعلیٰ مثال قائم کی اور حب رسول ﷺ کا بہترین ثبوت دیا، وَحَسْبِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ۔

(۸) حارث یا (حارثہ) بن سراقہ بن حارث

انصاری، ان کی والدہ سیدنا انس بن مالک کی پھوپھی ہیں، حلق میں تیر لگا اور جان بجاں آفریں کو سپرد کر گئے۔

مزید حالات از مرتب: ان کا سلسلہ نسب یہ ہے: حارث بن سراقہ بن حارث بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار۔

والدہ کا نام ربیع بنت نضر ہے، وہ جلیل القدر صحابیہ اور سیدنا انس بن مالک بن جہش کی پھوپھی ہیں۔ سیدنا حارث بن جہش کے والد ہجرت سے قبل فوت ہو گئے، والدہ نے اسلام قبول کیا۔ سیدنا حارث بن جہش بدر میں شریک ہوئے۔ جس روز کوچ کا حکم ہوا، سب سے پہلے گھوڑے پر سوار ہو کر نکلے۔ ایک حوض پر پانی پی رہے تھے کہ ان کو تیر آگیا اور شہید ہو گئے۔ انصار میں سے سب سے پہلے شہادت سے سرفراز ہوئے۔

بدر سے واپسی پر ان کی والدہ ربیع بنت نضر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! حارث سے مجھے جس قدر محبت ہے آپ کو معلوم ہے۔ اگر وہ جنت میں گیا تو صبر کروں گی ورنہ آپ دیکھیں گے میں کیا کرتی ہوں۔ آپ نے فرمایا کیا کہہ رہی ہو! جنت ایک نہیں بلکہ کثرت سے ہیں اور تمہارا بیٹا حارث تو جنت

الفرودس میں ہے۔ حارثہ جہنم کی والدہ اس بشارت کو سن کر خوشی سے فرماتے لگیں واہ واہ اے حارثہ۔

سیدنا حارثہ جہنم نے رسول اللہ ﷺ سے شہادت کی دعا کرائی تھی، جنگ بدر میں اس کی قبولیت ظاہر ہوئی، رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۹) یزید بن حارث (یا حارث) بن قیس بن مالک

انصاری، نجاری، مواخت میں عمیر بن عبد عمیر بن نحد (نبرہ) کے دینی بھائی۔

(۱۰) رافع بن معلیٰ بن لوزان

انصاری ہیں۔

(۱۱) عمیر بن حمام بن جموح بن زید بن حرام

انصاری اسلمی، مواخت میں سیدنا عبیدہ مہاجر جہنم (نبرہ ۴) کے دینی بھائی۔ دونوں زندگی میں اکٹھے رہے اور ہمیشہ بریں میں بھی ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ہوئے رونق افروز غلہ ہوئے، میدان جنگ میں ان کا رجز یہ تھا :

رَكْضًا عَلَى اللَّهِ بِغَيْرِ زَادٍ إِلَّا التَّقَى وَعَمَلُ الْمَعَادِ
وَالصَّبْرُ فِي اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ وَكُلُّ زَادٍ عُرْضَةٌ التَّفَادِ
غَيْرُ التَّقَى وَالْبِرِّ وَالْإِشَادِ

(۱۲) عمار بن زیاد بن سکن بن رافع

انصاری اشلمی، ان کے بھائی عمارہ بن زیاد اور ان کے چچا یزید بن سکن غزوہ اُحد میں شہید ہوئے تھے۔

(۱۳) سعد بن خثیمہ الانصاری الاوسی

ابو عبد اللہ کنیت، سعد الخیر لقب فقیہ محمدی تھے، باپ نے کہا تم ٹھہرو میں جاتا ہوں، انہوں نے کہا ابا مجھے بہشت میں جانے سے نہ روکو، ان کے والد خثیمہ غزوہ اُحد میں شہید ہوئے، پس شہید بن شہید اور صحابی بن صحابی ہیں۔

مزید حالات از مرتب: ان کا سلسلہ نسب یہ ہے: سعد بن خثیمہ بن حارث بن مالک بن کعب بن نخط بن کعب بن حارث بن فہم بن سلم بن امراء القیس بن مالک بن اوس۔

عقبہ میں شریک تھے۔ بنی عمرو بن عوف کے فقیہ بنائے گئے۔ جنگ بدر میں شرکت کا ارادہ کیا تو ان کے والد نے ان کو روکا کیونکہ وہ خود جہاد پر جانا چاہتے تھے اور ان کا خیال تھا کہ ایک آدمی کو گھر رہنا چاہیے تو اس موقع پر انہوں نے اپنے والد کو یہ جواب دیا کہ اگر جنت کے علاوہ کوئی اور معاملہ ہوتا تو آپ کو ترجیح دیتا، میں خود جاؤں گا امید ہے کہ اللہ مجھے شہادت نصیب فرمائے گا۔ جب باپ نے اصرار دیکھا تو قرعہ ڈالا تو قرعہ سیدنا سعد بیٹھ کر کے نام نکلا۔ باپ نے اجازت دے دی۔

چنانچہ آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدر پہنچے اور معمم بن عدی ایک مشرک کے ہاتھ سے جام شہادت نوش فرمایا، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۴) مبشر بن عبد المنذر بن زبیر بن یزید

انصاری الاوسی ہیں، زر قانی میں ہے: اُسْتُشْهِدَ یَوْمَ بَدْرٍ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَرْبَعَةٌ عَشَرَ رَجُلًا۔ (ج ۱، ص ۴۲۲)

فہرست بالا کے نام زر قانی اور الاستیعاب کے متفق علیہ ہیں، بعض نے شہدائے بدر کی تعداد ۲۲ بتائی ہے۔

مجھے بروایت بعض تین نام اور بھی ملے: (۱) سعد بن خواتی (۲) صفوان بن بیضاء فہری (۳) عبد اللہ بن سعید بن عاص اموی۔

اس فہرست ہذا میں ۷ نام درج کیے جاسکتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اِزِدْنِيْ شَهِادَةً فِى سَبِيْلِكَ وَاَجْعَلْ مُّوْتِيْ فِى بَلَدِكَ (۱)
 ثُمَّ السَّلَامُ عَلٰى النَّبِيِّ فَاِنَّهُ
 يَبْدِئُ بِهٖ الذِّكْرُ الْجَمِيْلُ وَيَنْتَهَمُ۔

محمد سلیمان سلمان منصور پوری
 تَحَنَّنَ اللّٰهُ لَہٗ

پیشالہ کیم رمضان سنہ ۱۳۴۸ھ

(۱) قاضی صاحب مرحوم کی یہ دعا میں آپ کی اکثر تحریرات میں دیکھی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح شہادت کا بہت شوق تھا اور بیت الحرام کا جذبہ بھی آپ کے دل میں کارفرما رہتا تھا چنانچہ کیم محرم الحرام سنہ ۱۳۴۹ ہجری کو ایک حد تک آپ کی یہ دعا قبول ہو گئی، آج حج بیت اللہ سے واپس آرہے تھے کہ جدہ کے قریب ہی جہاز میں انتقال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَيْہِ رَاجِعُوْنَ۔

شہید گناہوں سے ایسا پاک ہوتا ہے کہ اس کے جنازہ کی بھی ضرورت نہیں، اسی طرح حدیث شریف میں ہے حاجی جب حج سے فارغ ہو جائے تو گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ہی پیدا ہوا ہو تو یہ بھی ایک گونہ شہادت ہی سمجھئے۔ بِغَمِّ عَاقِلٍ

غوطہ خورد و غریق رحمت گشت
 دال تاریخ ہم بہ بحر سخن
 مورد لطف خاص رحمت بود
 غرق موج ازوقایع سلمان بود

خادم

۱۳۴۹ھ

ooo

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مہاجرین

(۱) سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ ﷺ

ولادت مبارک بروز دو شنبہ ۹ ربیع الاول کو مکہ مکرمہ میں بعد صبح صادق و قبل از طلوع آفتاب ہوئی۔

دنیا کے مروجہ و مشہور سنین کی مطابقت تاریخ ولادت نبی اکرم ﷺ سے حسب ذیل ہے۔

۱۰ / ماہ ایار ۳۳۳۱ عبرانی	۹ ربیع الاول سنہ ۱ عام الفیل
۱۹ / اپریل سنہ ۵۲۸۳ جولائی (جولین پیری اڈ)	۱۸ ماہ وے سنہ ۴۰ نو شیروانی
یکم جیٹھ سنہ ۳۶۷۲ کل جگ	۲۵ ماہ برمودہ سنہ ۲۸ قطبی جدید
۱۸ ماہ توت سنہ ۱۳۱۹ بخت نصری	۲۲ / اپریل سنہ ۵۷۱ عیسوی
۲۰ ماہ نیسان سنہ ۸۸۲ سکندری	۲۰ ماہ بھتم سنہ ۲۵۸۵ ایرانی
یکم جیٹھ سنہ ۶۲۸ بکری شمس	۱۱ ماہ دشمن سنہ ۳۲۷ طوفان نوح

اکتالیسویں سال کے پہلے دن بعثت نبوی ہوئی۔ ۱۳ سال مکہ مکرمہ میں تبلیغ نبوت فرمائی۔ بروز دو شنبہ ۲۷ شب ماہ رجب سنہ ۱۰ نبوت کو معراج ہوا۔ شب جمعہ ۲۷ صفر سنہ ۱۳ نبوت کو مکہ بعزم ہجرت چھوڑا۔

دو شنبہ ۸ ربیع الاول سنہ ۱۳ نبوت کو قبا رونق افروز ہوئے۔

دو شنبہ ۲۲ ربیع الاول سنہ ۱۳ نبوت کو قبا میں ۱۳ یوم قیام کے بعد نور افزائے مدینہ منورہ ہوئے دس سال مدینہ منورہ میں قیام فرمایا۔

۶۳ سال ۳ یوم کی عمر میں وصال فرمایا۔ تاریخ وصال دو شنبہ وقت چاشت ۱۳ ربیع الاول سنہ ۱۱ ہجری ہے۔

عالم دنیوی میں نبی اکرم ﷺ نے ولادت سے لے کر وفات تک ۲۲۳۰ دن ۶ گھنٹے قیام فرمایا یہ چھ گھنٹے اکتیسویں دن کے تھے۔

مذکورہ بالا ایام میں سے ۸۱۵۶ دن تبلیغ رسالت و نبوت کے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کے ممتاز اسماء محمد، احمد، مامی، حاشر، عاقب ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کے ممتاز خطابت میں سے جو قرآن میں بکثرت ہیں، خطابت درج ذیل بڑی شان کے ہیں۔ عبد اللہ، رحمۃ العالمین، خاتم النبیین، امام الانبیاء، سید ولد آدم، شفیع المذنبین۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

نبی اکرم ﷺ کا مختصر نسب نامہ یہ ہے

آدم ﷺ سے نوح ﷺ تک (ہر دو اسماء بھی شمار میں داخل ہیں) ۱۰ پشت
سام بن نوح ﷺ سے ابراہیم خلیل الرحمن ﷺ تک (ہر دو اسماء شامل ہیں) ۹ پشت
اسماعیل ﷺ بن ابراہیم ﷺ سے آدہ تک (ہر دو اسماء شامل ہیں) ۳۰ پشت
عدنان بن آدہ سے عبد اللہ والد بزرگوار نبی اکرم ﷺ تک (ہر دو اسماء شامل ہیں) ۳۱ پشت

میزان ۱۰۰ پشت

ذیل میں عدنان تک کا نسب نامہ مکمل درج ہے کیونکہ اس نسب نامہ کے بعض اسماء کا ذکر مہاجرین کی تاریخ میں بھی آئے گا۔

(۱) عبد اللہ بن (۲) عبد المطلب بن (۳) ہاشم بن (۴) عبد مناف بن (۵) قصی بن (۶) کلاب بن (۷) مرہ بن (۸) کعب بن (۹) لوی بن (۱۰) غالب بن (۱۱) فہر المقلب بہ قریش بن (۱۲) مالک بن (۱۳) نضر بن (۱۴) کنانہ بن (۱۵) خزیمہ بن (۱۶) مدرکہ بن (۱۷) الیاس بن (۱۸) معضرب بن (۱۹) نزار بن (۲۰) معد بن (۲۱) عدنان۔

نبی اکرم ﷺ جن غزوات میں شریک ہوئے ان کی تعداد ۲۷ ہے :

(۱) غزوہ ودان یا ابواء (۲) غزوہ بواط (۳) غزوہ سخوان (۴) غزوہ ذوالخیرہ (۵) غزوہ بدر الکبریٰ (۶) غزوہ قینقاع (۷) غزوہ السویق (۸) غزوہ قرقرۃ الکدر (۹) غزوہ ذی افراغار (۱۰)

غزوہ اُحد (۱۱) غزوہ حرا والاسد (۱۲) غزوہ بنو نضیر (۱۳) غزوہ بدر الاخری (۱۴) غزوہ دومت
الجنادل (۱۵) غزوہ بنی مصطلق (۱۶) غزوہ احزاب یا خندق (۱۷) غزوہ بنو قریظہ (۱۸) غزوہ بنو
لیمان (۱۹) غزوہ ذی قردہ یا عابہ (۲۰) غزوہ حدیبیہ (۲۱) غزوہ خیبر (۲۲) غزوہ وادی القرئی (۲۳)
غزوہ ذات الرقاع (۲۴) غزوہ مکہ (۲۵) غزوہ حنین (۲۶) غزوہ طائف (۲۷) غزوہ تبوک۔
غزوہ بدر اور حنین کا نام بھی قرآن مجید میں ہے۔

حضور پر نور ﷺ کے حالات مبارکہ بچوں کو ہماری کتاب مرنوبہ میں اور اہل علم کو
رحمۃ اللعالمین میں مطالعہ کرنے چاہئیں۔

(۱) سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

عبداللہ بن عثمان نام، ابو بکر کنیت، صدیق خطاب، عتیق علم صاحب الغار لقب ہے۔
طاہرہ خدیجۃ الکبریٰ کے بعد سب سے پہلے اسلام لائے، اس وقت ان کی عمر ۳۸
سال کی تھی اور مکہ معظمہ کے مشہور اور نامی تاجروں میں آپ کا شمار ہوتا تھا اور مقدمات
دست کا انفضال انہی کے فیصلہ پر ہوتا تھا۔

آپ کے والدین کا نسب نبی اکرم ﷺ کے نسب میں مرہ نمبرے میں شامل ہوتا ہے،
سیدنا زبیر العوام رضی اللہ عنہ، سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبدالرحمن بن عوف
رضی اللہ عنہ یہ چاروں بزرگ عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں، یہ چاروں سیدنا ابو بکر صدیق کی تبلیغ پر
داخل اسلام ہوئے۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سات ایسے بزرگوں کو کفار کی تعذیب سے اپنا مال خرچ
کر کے رہا کرایا جو اسلام میں بلند تر درجہ رکھتے ہیں، انہی سات میں سیدنا بلال اور سیدنا
عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ہیں جنہوں نے اسلام میں سب سے پہلے مسجد اپنی زمین پر
اس وقت تیار کی جبکہ کفار مکہ مسلمانوں کو حرم میں عبادت نہ کرنے دیتے تھے۔ سیدنا ابو بکر
صدیق رضی اللہ عنہ ہی وہ ہیں جن کو نبی اکرم ﷺ نے سفر ہجرت کی رفاقت کے لیے منتخب فرمایا
تھا۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ وہ ہیں جو غار ثور میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مقیم تھے۔
قرآن مجید نے اِذْهَضَا فِي الْغَارِ کہہ کر ان کی تخصیص فرمادی ہے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی وہ ہیں جن کو نبی اکرم ﷺ نے جنگ بدر میں اپنے عیش میں اپنے ساتھ ٹھہرایا تھا، اس وقت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہی فرائض ادا کر رہے تھے جو جزل اور فوج کے درمیان چیف آف سٹاف کو ادا کرنے پڑتے ہیں۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کو غزوہ تبوک میں جبکہ سب سے زیادہ فوج کا اجتماع ہوا تھا نشان اعلیٰ عطا فرمایا گیا تھا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کو فرضیت حج کے بعد پہلے ہی سال امیر الحج مقرر فرمایا گیا تھا۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کو نبی اکرم ﷺ نے اپنی مرض الموت کے ایام میں اپنی جگہ امام مسجد نبوی قائم فرمایا تھا۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سترہ نمازیں نبی اکرم ﷺ کی زندگی میں صحابہ کرام کو پڑھائیں، ایک نماز (یعنی نماز ظہر یوم یکشنبہ) میں نبی اکرم ﷺ خود بھی شامل ہوئے تھے اور نبی و صدیق ایک مصلیٰ پر جلوہ گر تھے۔ آہ! یوم دو شنبہ کی نماز صبح کا وہ نظارہ جبکہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امام تھے اور امت کے سب چھوٹے بڑے مقتدی جسے نبی اکرم ﷺ نے حجرہ مبارک سے خود ملاحظہ فرمایا تھا اور اس کامیابی کی اعلیٰ مسرت کے بعد نبی اکرم ﷺ نے پانچ گھنٹہ کے بعد عالم فانی سے کوچ فرمایا۔

رحلت نبوی کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی نے الْاَيْمَنَةُ مِنَ الْقُرَيْشِ کا اصول دنیا سے تسلیم کروایا تھا اور اسی اصول پر انصار نے اپنے دعویٰ خلافت و امارت اور امارت مشترکہ کو واپس لے لیا تھا، ہر سہ خلفاء کی خلافت راشدہ اور ان کے بعد سلطنت ہائے دمشق و بغداد و سین و مصر و مراکو وغیرہ نے اسی اصول محکم کے استساک پر دنیا میں حکومت کی۔

خلفائے راشدین میں سے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کو خلیفہ رسول اللہ ﷺ کہا گیا ہے، دیگر ہر سہ خلفاء تو امیر المومنین کے لقب سے مقرب ہوئے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی خلافت میں جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا وہ دیگر خلفاء کے سامنے نہیں آئیں، ارحمال نبی اکرم ﷺ سے اہل ایمان ایسے غمزدہ تھے کہ اکثر ہوش و حواس کھو بیٹھے تھے، اکثر حیرت زدہ تھے، اوسان کام نہ کرتے تھے، اسی حالت میں منافقین اعلانِ اعداء سے جا ملے اور نبی اکرم ﷺ کی کامیابی دیکھ کر جھوٹے نبی بھی دعویٰ دار نبوت بن گئے۔ اسود غنی، سہیلہ کذاب، طلحہ اسدی اور سماتہ سہاج کا شمار ان جھوٹے نبیوں میں ہے

جنہوں نے پچاس پچاس ہزار سے زیادہ فوج جمع کر لی تھی اور ان سب کا عزم مجتمعہ مدینہ کو برباد اور اسلام کو تباہ کر دینا تھا۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے ان سب امور کا انتظام کیا، اہل ایمان کو اتنا مستعد بنایا کہ وہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے نشان کے نیچے موتے پر (جو ملک شام کی سرحد پر اور سلطنت روم کا مشہور قلعہ ہند مقام تھا) لڑے اور انہوں نے ان ظالموں کو سزا دی جنہوں نے سیدنا زید رضی اللہ عنہما کو لوٹا اور شہید کیا تھا۔ منافقین کو تادیب کی گئی اور وہ پھر بدستور آئین اسلام کی اطاعت کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے لگے۔

اسود اور مسیلہ اور طلحہ و سہیل کے مقابلہ میں الگ الگ لشکر روانہ کیے اور ان سب سے شان و شوکت اور دعوائے نبوت کو خاک میں ملا دیا، حتیٰ کہ اسلام کا بول بالا ہو گیا اور احکام اسلام کی قبیل حجاز و نجد، یمن و حضر موت اور عمان تک ہونے لگی، امن بسط کے قیام اور استحکام کے بعد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے اپنی توجہ عراق کی طرف کی، یہ ملک اس وقت سلطنت روم کا ایک صوبہ تھا، حجاز سے اس کی حدود کا الحاق تھا، شہنشاہ روم نے عراق کو عرب پر حملہ کرنے اور اسلام کو تباہ کرنے کے لیے بیس (میدان جنگ) بنایا تھا، اطراف ملک سے روم کی فوجیں خاموشی سے جمع ہو رہی تھیں اور ذخائر جنگ فراہم ہو رہے تھے، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما جیسا دور رس خلیفہ ان سب حرکات کو دیکھ رہا تھا، انہوں نے یہ قرار دیا کہ عرب کو جنگ سے بالکل محفوظ رکھا جائے اور اس لیے خود آگے بڑھ کر دشمن کی حملہ آوری کی تدابیر کو الٹ دیا جائے، اس رائے کے بعد انہوں نے پانچ جرنیلوں کے ماتحت پانچ فوجیں دے کر ان کو عراق پر مختلف راستوں سے حملہ آور ہونے کے لیے روانہ کر دیا، ہر ایک جرنیل کو بتا دیا گیا تھا کہ اس نے کہاں تک بڑھنا ہے اور کس مقام پر دوسرے جرنیل سے مل جانا ہے۔ اعلیٰ جنرل کا مرکز بھی قرار دیا گیا تھا، یہ ایسی جنگی تدابیر تھیں جن کے جواب میں سلطنت روم بالکل ششدر رہ گئی اور اسلامی افواج ہر جگہ مظفر و منصور ہوئیں اور نتیجہ یہ ہوا کہ سارا عراق فتح ہو گیا، پھر سپہ سالاروں کو ملک شام کی فتح کے لیے مامور کیا گیا، شام کا کچھ حصہ فتح ہوا کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما کا انتقال ہو گیا، جب دیکھا جاتا ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما کی مدت خلافت صرف دو سال چار ماہ تھی تو یہ سب ایسے کارنامے ہیں کہ جن کی نظیر اتنی قلیل مدت میں دنیا کی کوئی سلطنت، کوئی فاتح پیش نہیں کر سکتا۔

اندرون ملک میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اشاعت علم پر سب سے پہلے توجہ فرمائی اور اسی لیے قرآن مجید کو جو اب تک متفرق کافروں اور ہڈیوں اور جھلیوں وغیرہ پر لکھا ہوا تھا ایک جگہ جمع کروایا اور جمع شدہ جلد کا نام 'مصحف پاک رکھا' انہوں نے اپنے احکام و فرامین اور خطبات میں نبوت اور خلافت کے جداگانہ شان اور حقوق کو واضح کیا، انہوں نے خلافت کی بنیاد کو استبداد یا وراثت یا شخصی ملکیت سے علیحدہ رکھ کر جمہوریت پر جس کا حکم قرآن پاک میں موجود تھا بلند کیا اور اس عمارت کو اس اصول پر ایسا مستحکم کیا کہ خلافت راشدہ میں ہمیشہ اسی اصول پر حکومت کی گئی اور اسی لیے ہر چار ہند گان دین خلفائے راشدین المہدیین کے لقب صحیح سے روشناس عالم ہوئے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مرویات حدیث کی تعداد ہے۔ صحیح بخاری میں صحیح مسلم میں متفق علیہ دیگر کتب میں^(۱)

یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اکابر صحابہ سے جو ذمہ داریوں کی خدمات میں اکثر مامور رہا کرتے تھے روایات کی تعداد کم تر ملتی ہے اور ان صحابہ سے جو ملکی خدمات سے بیکدوش رہے روایات کی تعداد زیادہ ملتی ہے اور اس کی وجہ مذکورہ بالا فقرات ہی سے واضح ہو جاتی ہے، اس بات کو مثال کے طور پر سمجھنا چاہیے کہ کسی یونیورسٹی کا اعلیٰ امتحان پاس کرنے کے بعد دو طالب علم نکلے، ہر ایک کی قابلیت و لیاقت علمی مسلمہ ہے، ان میں سے ایک تو وزیر سلطنت ہو گیا اور دوسرا پروفیسر (معلم) بنا، ظاہر ہے کہ وزیر کو تو خلافت سے سابقہ نہیں پڑا اور اس لیے اس کے بتائے ہوئے نوٹ لکھوائے ہوئے حواشی ظاہر کیے ہوئے علمی نکات، دائرہ درس و تدریس میں بہت کم موجود ہوں گے۔

دوسری وجہ وہ مدت روایت بھی ہے جو روایت کرنے والے کو ملی، یہ بات مسلمہ ہے کہ روایت احادیث کا طریق بعد از رحلت نبی اکرم ﷺ جاری ہوا، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صرف سوا دو سال اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بارہ سال اور سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ۲۹ سال کا عرصہ مل گیا، یہی حال سیدنا ابو ہریرہ و جابر رضی اللہ عنہما وغیرہم کا ہے، ہر دو امور کو پیش نظر رکھنے سے ایک جویائے حقیقت کو قلت روایات کی وجہ سے روشن ہو جائے گی، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱) انہوں نے کہ یہاں قاضی صاحب تعداد لکھنا بھول گئے۔

(۳) امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

ان کا نسب نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کعب میں شامل ہو جاتا ہے 'نسب نامہ یہ ہے :
عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن ربیع بن عبد اللہ بن قرط بن ازارح بن عدی
بن کعب القرشی العدوی۔

ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا ان کی بیٹی ہیں اور نبی اکرم ﷺ نے ان کی کنیت
ابو حفص تجویز فرمائی تھی 'ان کی والدہ حنتمہ بنت ہاشم بن المغیرہ ہیں 'نسب میں غلطی
کرنے والوں نے حنتمہ کو ابو جہل کی بہن سمجھ لیا حالانکہ ابو جہل کے باپ کا نام ہشام
ہے ہاشم نہیں۔

سیدنا عمر فاروق جوڑھ کے تانا ہاشم عرب کے مشہور شاہ سواروں میں سے تھے اور ان کا
لقب "ذوالرمحین" تھا۔

ولادت : عام الفیل سے ۱۳ سال بعد مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔

قومی عہدہ : قبل از اسلام قوم کی طرف سے "درجہ سفارت" ان کو ملا ہوا تھا
معاهدات اور مناقشات اور معاملات جنگ کا فیصلہ انہی کی وساطت سے اور انہی کی رائے
کے موافق ہوا کرتا تھا۔ اس لیے قریش کے اندر اور دیگر قبائل کے اندر ان کو خاص طور
پر وقار اور وجاہت حاصل تھی۔

حلیہ : بلند دہلا ' سخت گندم گوں ' پردن ' اصلع (چندیا کے بال صاف) ' سرخ چشم
محشی یا سفید ریش۔

اسلام : ۵ یا ۶ نبوت کو مکہ مکرمہ میں اور ارقم بن ارقم جوڑھ کے گھر میں سیدنا امیر
حزہ جوڑھ سے تین یوم بعد مسلمان ہوئے ' ان کے بھائی زید بن خطاب جوڑھ اور ان کی
ہمشیرہ فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہما قبل ازیں مسلمان ہو چکی تھیں ' فاطمہ رضی اللہ
عنہا خاتون کی سہمی سے ان کے شوہر زید بن سعید جوڑھ بھی اسلام میں داخل ہوئے تھے اور
سیدنا فاروق جوڑھ کو بھی انہی کے مبارک گھر میں قرآن مجید سننے کا موقع ملا ' قرآن پاک کے
سننے ہی یہ اسلام پر پختہ ہوئے اور اسی وقت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے
نبی اکرم ﷺ نے سیدنا عمر فاروق جوڑھ کے سینے پر ہاتھ رکھا اور یہ دعا پڑھی :

اللَّهُمَّ اخْرِجْ مَا فِي صَدْرِهِ مِنْ غِلٍّ وَأَبْدِلْهُ إِيمَانًا۔

”یا اللہ! اس کے سینے میں جو کچھ بھی میل کچیل ہو دور کر دے اور اس کے بدلے ایمان بھر دے۔“

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول تھا کہ اسلام عمر رضی اللہ عنہ کے بعد ہم دین اسلام کو اس نوجوان سے مشابہ سمجھا کرتے جس کے قویٰ کا نشوونما روز بروز ترقی پذیر ہو، شہادت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد ہم سمجھا کرتے تھے کہ اب اس شخص کے قویٰ میں انحطاط شروع ہو گیا ہے، عمروقت اسلام ۳۳ سال تھی۔

فاروق کا خطاب ملنا: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا :

إِنَّ اللَّهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ وَهُوَ الْفَارُوقُ فَفَرَّقَ اللَّهُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ۔^(۱)

”اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر رضی اللہ عنہ کے دل و زبان میں رکھ دیا، وہ فاروق ہے حق و باطل کے درمیان، اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ سے فرق کر دیا۔“

اسلام سے چند یوم کے بعد ہی ان کو نبی اکرم ﷺ نے اپنا وزیر بنالیا، ترمذی نے بروایت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا :

وَزَيَّنَا مِنْ أَهْلِ السَّعَاءِ جِنَّاتِنِیلُ وَمِیْكَاتِنِیلُ وَأَمَّا وَزَيَّنَا مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ۔

”میرے دو وزیر آسمان والوں میں سے ہیں، وہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔“

ہجرت مدینہ: سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سے ہجرت کرنا ایسا مشکل تھا کہ سب نے چھپ چھپ کر ہر ہجرت کی، لیکن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سفر ہجرت کے دن دشمنوں کی آنکھوں کے سامنے طواف کعبہ کیا، پھر دو رکعت نماز پڑھی اور پھر قریش کے مجمع میں جا کھڑے ہوئے اور کہا اے روسیاءو! جو کوئی تم میں سے اپنی ماں کو بے اولادی کا اپنے بیٹے کو قیدی کا، اپنی بیوی کو بیوی کا داغ دینا چاہے وہ میرا تعاقب کرے، سب نے سنا اور کسی کو بھی عمر رضی اللہ عنہ کا تعاقب کرنے کا حوصلہ نہ ہوا۔

ہجرت کرنے والوں نے ان کی معیت کو غنیمت سمجھا۔ زید بن خطاب، سعید بن زید، عمر و عبد اللہ، فرزندان سراقہ، خنیث بن حذافہ، واقد بن عبد اللہ، خولی و بلال، فرزندان ابو خولی، عیاش بن ابوربیعہ، خالد، ایاس، عاقل، فرزندان بکیر، سالم، مولیٰ ابو حذیفہ (رضی اللہ عنہما) اور سات ہی دیگر اصحاب نے ان کے ساتھ ہجرت کی۔

فضائل: نبی اکرم (ﷺ) سے ان کے فضائل کے متعلق متعدد احادیث ہیں جو بلحاظ صحت اعلیٰ درجہ کی ہیں۔

(۱) موسیٰ اشعری کی طویل حدیث میں جسے صحیحین میں روایت کیا گیا ہے، ارشاد نبوی ہے :

اَفْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ۔

”بلاغ کا دروازہ عمر بھر کے لیے کھول دے اور اسے بشارت جنت سنا دے۔“

(۲) بخاری و مسلم بروایت سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہ) ہے کہ نبی اکرم (ﷺ) نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لَقَيْتَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا إِلَّا سَلَكَ فَجَا غَيْرَ فَجَتِكَ۔

”اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے جس راستہ پر شیطان تجھے

چلا دیکھ لے گا اسے چھوڑ کر دوسرے راستے پر ہو جائے گا۔“

(۳) بخاری و مسلم میں طیبہ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کی روایت ہے کہ نبی اکرم (ﷺ)

نے فرمایا :

لَقَدْ كَانَ فِي مَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ نَاسٌ مُّحَدَّثُونَ فَإِنْ يَكُنْ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ

فَإِنَّهُ عُمْرٌ۔

”پہلی امتوں میں ایسے لوگ ہوتے تھے جن سے فرشتے باتیں کیا کرتے تھے اگر

کوئی میری امت میں سے ہے تو وہ عمر بھر ہے۔“

(۴) بخاری و مسلم میں ہے کہ نبی اکرم (ﷺ) نے فرمایا : میں نے ایک خواب دیکھا کہ ایک چاہ

کے اوپر ہوں، میں نے اس میں سے ڈول نکالے جتنے منشاء الہی تھا، پھر ڈول سیدنا ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ)

نے لے لیا اور ایک یا دو ڈول ضعف کے ساتھ نکالے، اللہ تعالیٰ نے اس کے ضعف کو معاف کر

دیا، پھر وہ ڈول سیدنا عمر (رضی اللہ عنہ) نے لے لیا، ڈول تو چرہ بن گیا، میں نے کوئی ایسا عجیب شخص نہیں

دیکھا کہ اس زور و طاقت کے ساتھ چرہ نکالتا ہو، اس نے تو سب لوگوں کو سیراب کر دیا حتیٰ کہ ان

کی توند نکل آئی، علماء نے بیان کیا ہے کہ اس کی تعبیر فتوحات اسلامیہ ہیں۔

(۵) محمد (حنفیہ) جیٹھ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد بزرگوار سیدنا علی جیٹھ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد بہتر شخص کون ہے، فرمایا سیدنا ابوبکر جیٹھ، میں نے کہا اس کے بعد، فرمایا سیدنا عمر جیٹھ، یہ روایت صحیح بخاری میں موجود ہے۔

(۶) بخاری و مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ میں سیدنا عمر فاروق جیٹھ کے جنازے پر کھڑا ہوا تھا اور بھی بت لوگ تھے، اتنے میں ایک شخص میرا کندھا پکڑ کر آگے بڑھا، میں نے دیکھا کہ وہ سیدنا علی مرتضیٰ جیٹھ ہیں، انہوں نے سیدنا عمر جیٹھ کے لیے دعائے رحمت کی اور پھر کہا اب تیرے بعد کوئی شخص ایسا نہ رہا جس کے اعمال کو لے کر میں اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کروں، واللہ میں تو یہ پہلے ہی سمجھ چکا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان دونوں رفیقوں سے ملا دے گا کیونکہ میں بسا اوقات سنا کرتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں میں اور سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما گئے میں اور ابوبکر و عمر آئے، میں اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما وہاں سے نکلے۔

(۷) سیدنا عمرو بن عاص جیٹھ کی روایت بخاری و مسلم میں ہے کہ وہ جنگ ذات السلاسل سے واپس آئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آپ کو سب سے زیادہ پیارا کون ہے؟ فرمایا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، میں نے کہا مردوں میں سے فرمائیے، فرمایا! سیدنا ابوبکر جیٹھ پھر سیدنا عمر جیٹھ کا نام لیا، پھر کئی اور نام بھی شمار کئے۔

(۸) بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اُحد پر چڑھے، آپ کے ساتھ سیدنا ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہما آئے تھے۔ پہاڑ کو زلزلہ آیا، فرمایا! اُحد ٹھہر جا تجھ پر تو ایک نبی ایک صدیق جیٹھ اور دو شہید موجود ہیں۔

(۹) سنن ترمذی میں عقبہ بن عامر جیٹھ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

لَوْ كُنَّا بَغْدِيَّ نَبِيٌّ لَكُنَّا عُثْمُو ابْنِ الْخَطَّابِ۔

”اگر میرے بعد کسی نے نبی ہوتا ہوتا تو وہ (سیدنا) عمر جیٹھ ہوتے۔“

(۱۰) ترمذی میں سیدنا حذیفہ جیٹھ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

اِقْتَدُوا بِالَّذِينَ مِنْ بَغْدِيٍّ اَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ۔

”میرے بعد ان دونوں ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) کی اقتداء کرنا۔“

(۱۱) سیدنا انس جیٹھ کی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی

اللہ عنما کی بابت فرمایا :

هَذَانِ سَيِّدٌ كَهُولٍ أَهْلُ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ إِلَّا النَّبِيَّينَ
وَالْمُرْسَلِينَ-

”انبیاء و مرسلین کو چھوڑ کر ابو بکر اور عمر (رضی اللہ عنما) جنت کے سب اگلے
پچھلے امت کے ادھیڑ عمر کے لوگوں کے سید اور سردار ہیں۔“ (ترمذی)

خلافت : جب سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے محسوس کر لیا کہ وہ وفات پانے والے ہیں
تب انہوں نے مہاجرین و انصار کے مجمع میں اپنے جانشین کا سوال پیش کیا، سیدنا
عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ، سیدنا زبیر
رضی اللہ عنہ اور سیدنا اسید بن حضیر انصاری رضی اللہ عنہ وہ بزرگ ہیں جنہوں نے اس مسئلہ پر گفتگو کیں
کیں اور بالاتفاق انہوں نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو شایان خلافت قرار دیا۔ اس مشورت
کے بعد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے استکلاف کی تحریر لکھ دی۔ یہ تحریر
سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجمع عام میں سنادی اور سب نے اس تجویز کو بلا اختلاف احدے پسند
کر لیا، تب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو طلب کیا اور مجمع کے سامنے یہ دعا پڑھ کر
اس معاملہ کو ختم کیا :

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَرَدْتُ بِذٰلِكَ اِلَّا صَلَاحَهُمْ وَخِفْتُ عَلَیْهِمُ الْفِتْنَةَ فَفَعَلْتُ مِنْهُمْ
بِمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ فَوَلَّیْتُ عَلَیْهِمْ خَیْرَهُمْ وَاقْوَاهُمْ عَلَیْهِمْ وَاَحْزَصَهُمْ
عَلٰی مَا اَرٰسَدَهُمْ وَقَدْ حَضَرْنِیْ مِنْ اَمْرِكَ مَا حَضَرْنِیْ فَاُخْلِفْنِیْ فِیْهِمْ
فَهُمْ عِبَادُكَ وَتَوَاصِیْهِمْ فِیْ یَدِكَ وَاُصْلِحْ لَهُمْ وَلِاَنْتَ هُمْ وَاَجْعَلْهُ مِنْ
خُلَفَآءِكَ الرَّشِیْدِیْنَ یَتَّبِعُ هٰذِیْ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ وَاُصْلِحْ لَهٗ رَعِیَّتَهٗ-

”یا اللہ! میرا مقصود اس کا روائی سے خلق اللہ کی بہبودی ہے کیونکہ مجھے ان کی
حالتوں کو دیکھتے ہوئے (جسے تو خوب جانتا ہے) فتنہ کا اندیشہ ہوا لہذا میں نے ان
پر اس شخص کو والی کر دیا جو ان میں زیادہ بہتر اور بہت قوی اور بہبود و سود
خلافت پر بہت زیادہ حریص ہے، الٰہی تو جانتا ہے کہ یہ میرا آخری وقت ہے اس
لیے اب تو ان کو سنبھالنا، یہ تیرے بندے ہیں، ان کی پیشانیاں تیرے ہاتھ میں
ہیں۔ یا اللہ! مسلمانوں کے سب احکام درست فرما اور عمر (رضی اللہ عنہ) کو خلفائے

راشدین میں سے بنا جو نبی الرحمتہ کی ہدایت پر چلے۔ یا اللہ! اس کی رعیت کو بھی درست رکھنا۔“

سیدنا عمرؓ کی خلافت پر کسی ایک مسلمان کو بھی اختلاف نہ تھا، آپ کو خلافت ۲۲ جمادی الاخریٰ سنہ ۱۳ھ کو ملی۔

مدت خلافت فاروقؓ : دس برس چھ ماہ آٹھ یوم۔

شہادت : ام المؤمنین سیدہ حفصہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ میرے سامنے سیدنا عمر فاروقؓ نے یہ الفاظ ادا کیے :

اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِي فِي بَلَدٍ حَبِيبِكَ۔

”اے مجھے تیری راہ میں شہادت بھی ملے اور میری موت تیرے پیارے نبی کے شہر ہی میں ہو۔“

میں نے دل میں کہا یہ دونوں باتیں کیوں کر ہوں گی، لیکن اللہ تعالیٰ نے قلم صادق کی دعا کو ٹھیک انہی الفاظ میں منظور فرمالیا۔

۲۱ ذی الحجہ سنہ ۲۳ھ کی نماز صبح کا وقت تھا، مسلمان نماز میں تھے کہ ابو لؤلؤ نجوسی نے دو دھاری خنجر سے سیدنا عمر فاروقؓ پر حملہ کیا اور چھ زخم کاری لگائے، وہاں سے بھاگا تو ۱۳ دیگر اشخاص کو بھی زخمی کیا۔

سیدنا عمر فاروقؓ نے اسی وقت نماز کے لیے ابن عوفؓ کو امام مقرر کر دیا اور پھر مجروح اٹھا کر لائے گئے، شنبہ یکم محرم سنہ ۲۴ھ کو نبی اکرم ﷺ کے پہلو میں سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے گھر میں ان کی اجازت سے دفن کیے گئے۔ انتقال بعمر ۶۳ سال ہوا۔

علم عمرؓ : سیدنا ابن مسعودؓ نے ان کی وفات پر کہا کہ آج ۹/۱۰ علم جاتا رہے۔ صحیحین میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، میں نے خواب میں دیکھا کہ دودھ کا ایک پیالہ میرے سامنے پیش کیا گیا، میں نے پیا، اس کی طراوت مجھے اپنے ناخنوں کی جڑ تک معلوم ہوئی، پھر جس قدر بچ رہا وہ میں نے سیدنا عمرؓ کو دے دیا، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کی تاویل (حقیقت اصل) کیا ہے؟ فرمایا علم۔

یہ حدیث بہت بڑی شان کی ہے اور صحت کے لحاظ سے درجہ اعلیٰ پر ہے، ہم لوگ امیر المؤمنین سیدنا علیؓ کو شان علم کے لحاظ سے بلند ترین درجہ پر تسلیم کرتے ہیں مگر

جو الفاظ حدیث اس بارہ میں زبان زد عام ہیں وہ لحاظ سند بالکل غیر ثابت ہیں، وہ الفاظ یہ ہیں: **أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا۔**

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس روایت کو منکر بتلایا۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے منکر کہنے کے ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ اس کے لیے کوئی بھی وجہ صحیح نہیں پائی جاتی۔

امام ابن معین نے کہا یہ کذب ہے، اس کی اصل کچھ بھی نہیں۔

ابن الجوزی اور ذہبی نے اس کا شمار موضوعات میں کیا ہے۔

سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ اور سیدنا مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے تعلقات: مسلمانوں میں ایسے لوگ بھی ہیں جو ہردو بزرگواروں کے تعلقات کو بھیانک اور گھناؤنی صورت میں دکھلایا کرتے ہیں لیکن اس کی کچھ اصلیت نہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشہور وزیر اعظم اور معتمد علیہ تھے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دوبارہ بجانب شام سفر کیا اور ہردو موقع پر اپنی جگہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو قائم مقام بنایا۔

سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ نے جن چھ اشخاص کا شایان خلافت شمار کیا ان میں سے سب سے پہلے جناب سیدنا علی رضی اللہ عنہ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی بتایا تھا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی دختر ام کلثوم رضی اللہ عنہا از بطن سیدہ زہرا کا نکاح سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ اعظم کے ساتھ چھ خلافت فاروقی میں کر دیا تھا، ان کے بطن سے زید فرزند اور رقیہ دختر عمر فاروق پیدا ہوئی۔ مشیر اعظم ہونے کے ثبوت میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ المرتضیٰ کے خود الفاظ موجود ہیں۔

نہج البلاغہ جناب امیر ہی کی کتاب ہے اور اس لیے فرقہ امامیہ نے اس کی حفاظت و نگہداشت میں بہت اہتمام کیا ہے، کتاب مذکور میں درج ہے کہ جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سلطنت ایران میں بذات خود جہاد کرنے کا مشورہ لیا تو جناب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ لَمْ يَكُنْ قَصْرُهُ وَلَا حُذُّهُ لِأَنَّهُ بِكَثْرَةِ وَلَا بِقِلَّةٍ وَهُوَ دِينُ اللَّهِ
الَّذِي أَظْهَرَهُ وَجُنْدُ الذِّبْنِ أَعَدُّهُ وَأَمَدُّهُ حَتَّى بَلَغَ مَا بَلَغَ وَظَلَعَ حَيْثُ مَا
ظَلَعَ وَنَحْنُ عَلَى مَوْعُودٍ مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ مُنْجِزُ وَعْدِهِ وَنَاصِرُ جُنْدِهِ وَمَكَانُ
الْقِيَمِ بِالْأَمْرِ مَكَانُ النِّظَامِ مِنَ الْحَزَرِ يَجْمَعُهُ وَيُضَمُّهُ فَإِذَا انْقَطَعَ النِّظَامُ
تَفَرَّقَ الْحَزَرُ وَذَهَبَ ثُمَّ لَمْ يَجْتَمِعْ بِحَذَائِرِهِ أَبَدًا۔ وَالْعَزَبُ الْيَوْمَ وَإِنْ

كَانُوا قَلِيلًا فَهُمْ كَثِيرُونَ بِالْإِسْلَامِ عَزِيزُونَ بِالْإِجْتِمَاعِ فَكُنْ قُطْبًا
وَاسْتَبِرِ الرِّحَى بِالْعَرَبِ وَأَصْلِهِمْ دُونَكَ نَارَ الْعَرْبِ - فَإِنَّكَ إِنْ
شَخَصْتَ مِنْ هَذِهِ الْأَرْضِ اسْتَقْصَتْ عَلَيْكَ الْعَرَبُ مِنْ أَظْفَارِهَا
وَأَقْطَارِهَا حَتَّى يَكُونَ مَا تَدْعُ وَرَأْسَكَ مِنَ الْعَوَارِثِ أَهَمَّ إِلَيْكَ مِمَّا يَنْ
يَذَلِكَ - إِنَّ الْأَعَاجِمَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَيْكَ غَدًا يَقُولُوا هَذَا أَصْلُ الْعَرَبِ
فَيَكُونُ ذَلِكَ أَشَدَّ لِقَلْبِهِمْ عَلَيْكَ وَظَمِعِهِمْ فِيكَ - فَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ
مَسِيرِ الْقَوْمِ إِلَى قِتَالِ الْمُسْلِمِينَ فَإِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ هُوَ أَكْثَرُهُ لِمَسِيرِهِمْ
وَمِنْكَ وَهُوَ أَقْدَرُ عَلَى تَغْيِيرِ مَا يَكُونُ - وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ عَدَدِهِمْ فَإِنَّا لَمْ
نَكُنْ نَقَائِلَ فِيمَا مَضَى بِالْكَثُورَةِ وَإِنَّمَا كُنَّا نَقَائِلَ بِالنَّصْرِ وَالْمُؤَنَةِ - (ص ۱۳۳)

”ہماری حکومت کی کامیابی و ناکامی کثرت یا قلت پر نہیں، یہ تو وہ دین الہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ظہور بخشا ہے اور وہ الہی لشکر ہے جسے اسی نے تیار کیا ہے اور پھیلایا ہے، حتیٰ کہ جہاں تک پہنچنا تھا وہاں پہنچا، جہاں سے نور اٹھن ہوا تھا ہوا۔ ہمارے ساتھ تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ موجود ہے، اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا فرمائے گا اور اپنی فوج کی مدد بھی کرے گا۔ حکومت کو تھامنے والا صاحب الامر کا درجہ ایسا ہے جیسے موتیوں کی مالا میں ڈور کا ہوتا ہے، اگر ڈور ٹوٹ جائے تو موتی بکھر جائیں گے اور پھر وہ سب کے سب کبھی جمع نہ ہو سکیں گے۔ اہل عرب والے آج گو تعداد میں کم ہیں مگر وہ اسلام کے طفیل بڑے ہیں اور جمعیت کی وجہ سے عزت اور وقار والے ہیں۔ اب آپ تو قطب بنے رہیں، عرب کی ہچکی آپ کے گرد گرد گھوما کرے، دشمنوں میں آپ ہمیں رہ کر آتش جنگ کو تیز کر سکتے ہیں، لیکن اگر آپ یہاں سے چلے گئے، عرب اور اس کے حدود آپ کے وجود سے محروم ہو گئے تو وہ حالت ہو جائے گی کہ پیچھے (اپنے وطن) کا سنبھالنا اگلے (متوعد) ملک کے سنبھالنے سے زیادہ ضروری ہو جائے گا۔ یہ بھی ہے کہ جب عجمی آپ کو دیکھ لیں گے اور معلوم کر لیں گے کہ عرب کی بخ و بنیاد یہی شخص ہے تو ان کے حملے زیادہ سخت ہو جائیں گے اور وہ بلند حوصلگی کے ساتھ آپ کی مخالفت میں مستعد ہو جائیں گے۔ آپ نے کہا کہ سارا

فارس مسلمانوں سے جنگ کے لیے آرہا ہے، سو آپ یاد رکھیں جو چیز آپ کو ناپسند ہے وہ اللہ تعالیٰ کو اور بھی ناپسند تر ہے اور جسے وہ پسند نہیں کرتا اسے دور کرنے کی قدرت بھی اس میں بہت زیادہ ہے، رہی کثرت تعداد سو ہم زمان ماضی میں بھی کبھی کثرت تعداد سے جنگ آور نہیں ہوئے، ہماری لڑائی تو نصرت الہی اور معونت ربانی پر منحصر رہی ہے۔“

سیدنا علی المرتضیٰ کی اس تقریر پر غور مزید ضروری ہے۔

(۱) انہوں نے فتوحات فاروقی کو وعدہ الہی انجام فرمایا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ اس وعدہ سے کلام اللہ کی آیت استحکاف ہی کی جانب اشارہ ہے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے یہ اقرار واضح ہے کہ خلافت فاروق رضی اللہ عنہ منجانب اللہ ہے۔

(۲) اس تقریر میں خالد اور ابو عبیدہ اور فیروز دہلی وغیرہ قائدین عساکر کو جند اللہ کہا گیا ہے اور ان کی فتوحات کو نصرت الہی اور معیت ربانی کا نتیجہ قرار دیا ہے اور یہی روشن علامت خلیفہ راشد کی قرآن پاک میں ہے۔

(۳) سیدنا فاروق اعظم کو قیم بالامر کے لفظ سے یاد فرمایا ہے، حدیث شریف میں ہے اللہ تعالیٰ کو قِیمُ السَّعْیَاتِ وَالْأَزْوَاجِ فرمایا ہے یعنی قیم اقتدار نام کے معنی بھی رکھتا ہے اور اقتدار حق کا لزوم بھی اس معنی میں ہے۔

(۴) پھر اس مثال پر غور کرو جو مالائے مروارید اور رشتہ ملاکی اسلوب میں پیش کی گئی ہے۔

(۵) سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو قطب فرمایا ہے۔

ان الفاظ اور ان اسالیب سے ثابت ہو جاتا ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ میں مصداقت و موافقت اور اتحاد کلی کس قدر تھا۔

علیٰ ہذا سلطنت روما کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے جانے کا بھی ارادہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کیا اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مشورہ لیا تو انہوں نے ان الفاظ میں مشورہ پیش کیا تھا :

قَدْ تَوَكَّلَ اللَّهُ لِأَهْلِ هَذَا الدِّينِ بِأَعَزَّزِ الْخَوْزَةِ وَسَتَرِ الْعَوَزَةِ وَالَّذِي نَصَرَهُمْ وَهُمْ قَلِيلٌ لَا يَنْتَصِرُونَ وَمَتَعَهُمْ وَهُمْ قَلِيلٌ لَا يَمْنَعُونَ حَتَّى لَا يَمُوتَ إِنَّكَ مَتَى تَسِيرَ إِلَى هَذَا الْعُدُوِّ بِنَفْسِكَ فَتَلْقَهُمْ فَتَكُتَبَ لَا تَكُنْ

لِلْمُسْلِمِينَ كَافَّةً دُونَ أَقْصَى بِلَادِهِمْ لَيْسَ بِغَلْكَ مَرْجِعُ يَرْجِعُونَ إِلَيْهِ
فَابْعَثْ إِلَيْهِمْ رَجُلًا مُجَرَّبًا وَأَخْفِزْ مَعَهُ أَهْلَ الْبَلَاءِ وَالنَّصِيحَةِ فَإِنْ أَظْهَرَ
اللَّهُ فَذَلِكَ مَا تُحِبُّ وَإِنْ تَكُنِ الْأُخْرَى كُنْتَ رِذْءَ لِلنَّاسِ وَمَثَابَهُ
لِلْمُسْلِمِينَ۔ (نہج البلاغہ ص ۱۱۰ چاپ تہریر)

”اس دین والوں کا اللہ خود کار ساز بن گیا ہے“ اسی نے اندرون ملک عزت دی
اور اسی نے بیرونی کمزوری سے ہماری حفاظت کی، اسی نے ہماری مدد کی جبکہ ہم
کم تھے اور ہمارا کوئی مددگار نہ تھا، اسی نے ہم سے مدافعت کی جبکہ ہماری
تھوڑی تعداد مدافعت بھی نہ کر سکتی تھی، اللہ تعالیٰ زندہ ہے لایموت ہے، جب
آپ اس دشمن کی طرف خود جائیں گے اور اس کی طاقت توڑ دیں گے اس
وقت مسلمانوں کے لیے ملک کے انتہائی کنارہ تک کوئی پناہ نہ رہے گی اور کوئی
مرجع نہ رہے گا جس کی طرف وہ رجوع لاسکیں، آپ کسی جنگ آزمودہ کو بھیج
دیجئے اور اس کے ساتھ امتحان اور خلوص والے لوگوں کو بھیج دیجئے اگر اللہ
نے فتح دے دی تب تو آپ کی آرزو پوری ہوگئی اور اگر صورت دیگر گوں
ہوئی تب لوگوں کے لیے قوت و شوکت اور مسلمانوں کے لیے ملجا و ماویٰ تو آپ
موجود ہی ہوں گے۔“

قابل غور یہ ہے کہ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس تقریر میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو
کافۃ للمسلمین اور مرجع المسلمین رِذْءَ لِلنَّاسِ اور مثابۃ للمسلمین کے اوصاف
سے یاد کیا ہے۔ لفظ رِذْءَ کا استعمال قرآن مجید میں بحوالہ درخواست موسیٰ و ہارون علیہما
السلام کے متعلق فرمایا گیا ہے: أَرْسَلْنَا مَعَهُ رِذْءَ الْبُصْدِ فُتَيْنِ اور مَثَابَةً لِلنَّاسِ۔ خانہ کعبہ کو
فرمایا ہے، یہاں سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ کو سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے رِذْءَ اور مَثَابَةً قرار دیا ہے
اور یہ عجیب نکتہ ہے کہ رِذْءَ اور لفظ مثابۃ کا استعمال صرف ایک ایک مقام پر سیدنا ہارون
رضی اللہ عنہ اور بیت اللہ کے لیے ہوا ہے اور کسی کے لیے ان کا استعمال قرآن مجید میں نہیں
ہے۔ اب سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا۔ اس سے واضح
ہو جاتا ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنے دل سے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کس قدر عزت کرتے
تھے اور ان کی شان میں کیسے لاطائفی الفاظ استعمال کرتے تھے۔

یہ مختصر رسالہ اس مسئلہ کو بلاستیعاب بیان کرنے کے لیے موزوں نہیں۔
 سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی یہ برکت تھی کہ عراق و فلسطین، دمشق، حمص، حماہ،
 جزائر، آذربائیجان، مصر اور فارس کے ممالک داخل اطاعت اسلام ہو گئے۔
 پارسیوں نے توفیح فارس کا انتقام بھی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پورا پورا لے لیا۔ وہ
 مسلمانوں میں ملے اور انہی میں سے بعض نے عقائد میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنا
 داخل ایمان کر دیا۔ انہی کے حکم سے بصرہ و کوفہ آباد کیے گئے، انہی نے جملہ ممالک مفتوحہ
 کا قانونی بندوبست کیا۔

فتوحات ملکی کے بعد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فتوحات علمی بھی بہت زیادہ ہیں، دوادین
 احادیث میں مرویات فاروق کی تعداد ۵۳۹ ہے، ازاں جملہ متفق علیہ ۲۶، انفرادہ البغاری
 ۳۴، انفرادہ المسلم ۲۱ ہیں۔

سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مرویات کی تعداد جملہ کتب احادیث میں ۵۸۶ ہے یعنی عمر
 فاروق رضی اللہ عنہ سے ۴۷ زیادہ۔ جب یہ غور کیا جاتا ہے کہ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سیدنا عمر
 فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد قریباً ۷۷ سال تک زندہ رہے تو مرویات عمر کی تعداد کی وقعت بڑھ جاتی
 ہے۔

ان صحابہ کے نام جنہوں نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت حدیث کی ہے:

- (۱) سیدنا عثمان ذوالنورین (۲) سیدنا علی المرتضیٰ (۳) سیدنا طلحہ بن عبید اللہ (۴) سیدنا
 سعد بن ابی وقاص (۵) سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ یہ پانچوں عشرہ مبشرہ میں سے
 ہیں۔ (۶) سیدنا ابن مسعود فقیہہ کامل (۷) سیدنا ابوذر زاہد کامل (۸) سیدنا عبداللہ بن عمر (۹)
 سیدنا جبر الامۃ ابن عباس (۱۰) سیدنا ابن زبیر (۱۱) سیدنا ابو موسیٰ اشعری (۱۲) سیدنا انس بن
 مالک خادم الرسول (۱۳) سیدنا جابر بن عبداللہ (۱۴) سیدنا عمرو بن القاضی (۱۵) سیدنا ابولبابہ
 (۱۶) سیدنا براء بن عازب (۱۷) سیدنا ابوسعید خدری (۱۸) سیدنا ابو ہریرہ (۱۹) سیدنا ابن السدی
 (۲۰) سیدنا عقبہ بن عامر (۲۱) سیدنا نعمان بن بشیر (۲۲) سیدنا عدی بن حاتم (۲۳) سیدنا یحییٰ
 بن امیہ (۲۴) سیدنا سفیان بن وہب (۲۵) سیدنا عبداللہ بن سرجس (۲۶) سیدنا قتلان بن
 عاصم (۲۷) سیدنا خالد بن عرفطہ (۲۸) سیدنا اشعث بن قیس (۲۹) سیدنا ابوامامہ الباہلی (۳۰)
 سیدنا عبداللہ بن انیس (۳۱) سیدنا بریدہ بن حصیب الاسلمی (۳۲) سیدنا فضالہ بن عبید (۳۳)

سیدنا شداد بن اوس (۳۳) سیدنا سعید بن العاص (۳۵) سیدنا کعب بن عجرہ (۳۶) سیدنا مسعود بن مخزوم (۳۷) سیدنا صائب بن یزید (۳۸) سیدنا عبداللہ بن ارقم (۳۹) سیدنا جابر بن سمرہ (۴۰) سیدنا حبیب بن مسلمہ (۴۱) سیدنا عبدالرحمن بن ابی بکر (۴۲) سیدنا عمرو بن حریث (۴۳) سیدنا طارق بن شہاب (۴۴) سیدنا معمر بن عبداللہ (۴۵) سیدنا مسیب بن حزن (۴۶) سیدنا سفیان بن عبداللہ (۴۷) سیدنا ابوالطفیل (۴۸) ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ (۴۹) ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا۔

اگر پڑھنے والے کے سامنے ان صحابہ رضی اللہ عنہم کے حالات ہوں اور اسے ان کے علمی کمالات سے اطلاع ہو تب یہ اکتشاف بہترین معلومات کا ذریعہ ہو گا کہ صحابہ اکرم کی جماعت میں سے ۴۹ مقدسین نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے علوم سے استفادہ کیا ہے اور ان علوم کو خلافت تک پہنچایا ہے، صحابہ کی اتنی جماعت کا مستفیض ہونا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے کمالات علمی پر شاہد عدل ہے۔

ان تابعین کے نام جنہوں نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت حدیث کی ہے: تابعین کی جماعت کثیرہ نے بھی فاروق اعظم سے روایت کی ہے، ان کا شمار کرنا دشوار ہے، صرف چند نام لکھ دیے جاتے ہیں:

(۱) سیدنا عاصم بن عمر (۲) سیدنا مالک بن اوس (۳) سیدنا علقمہ بن وقاص (۴) سیدنا ابو عثمان تہدی (۵) سیدنا اسلم (۶) سیدنا قیس بن ابو حازم رحمہم اللہ اجمعین۔ ان بزرگوں کی روایات کتب احادیث میں بکثرت ہیں۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کیاست و فراست، عدل و سیاست، جو دھنسا، زہد و ورع، صلابت فی الدین اور شفقت علی الخلق کے متعلق اس قدر روایات صحیح موجود ہیں کہ اس کے لیے ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے۔ ان کے خطبات اور فتاویٰ اور فرامین کا اتنا بڑا مجموعہ ہے جو ایک جلد میں جمع نہیں ہو سکتا۔

اولیات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ:

- (۱) یہ پہلے خلیفہ راشد ہیں جنہوں نے دیوان مرتب کیا یعنی باقاعدہ دفتر قائم کیا۔
- (۲) یہ پہلے خلیفہ ہیں جن کے ہاں نشست میں اور ملاقات میں ترتیب علی قدر مراتب ملحوظ رہتی تھی یعنی سب سے اول اہل بدر ہوتے تھے اور ان میں بھی نشست اول

پر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ روئے افروز ہوتے تھے۔

(۳) یہ پہلے خلیفہ راشد ہیں جنہوں نے جملہ اہل اسلام کا بیت المال سے وظیفہ مقرر کیا، اس فہرست کی تیاری میں قربت رسول ﷺ کو تقدیم دی گئی تھی۔ یعنی سب سے پہلے بنی ہاشم کا اندراج ہوا پھر بنو مطلب کا، چند وظائف کی شرح بھی درج ہے : عباس عم رسول ﷺ (۲۵) ہزار، ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا و حسین رضی اللہ عنہما (۱۳) ہزار، دیگر ازواج نبی ﷺ فی زوجہ (دس) ہزار، اصحاب بدر فی صحابی ہزار، اصحاب اُحد و بیعة الرضوان فی العمر ہزار، اہل قادسیہ و شام فی ہزار، اہل یرموک ال ہزار، دیگر مسلمان اطراف فی کس مماسے ڈھائی سو سے کم کسی کا سالانہ وظیفہ نہ تھا۔

(۴) انہی کے عہد میں سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے نماز تراویح کی امامت شروع کی۔

(۵) یہی پہلے خلیفہ راشد ہیں جن کا لقب امیر المؤمنین ہوا، سب سے پہلے اس خطاب سے عدی بن حاتم طائی اور لبید بن ربیعہ نے جناب سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ کو مخاطب کیا، پھر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بھی، تب جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس مسئلہ کو شورائی میں پیش کر دیا، اس وقت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ رسول کما کرتے تھے، آپ نے فرمایا کہ آئندہ جانشینوں کے وقت میں یہ فقرہ اور بھی لبیا ہو جائے گا، اس لیے اس پر غور ضروری ہے، غور کے بعد قرار پایا کہ سب اہل ایمان مؤمنین ہیں اور آپ سب برابر ہیں اس لیے امیر المؤمنین ہی موزوں اور صحیح لقب ہے، اسی پر عمل درآمد ہوا۔ خلفاء راشدین عثمان علی و حسن رضی اللہ عنہما بھی اسی لقب سے بجا طور پر مقرب ہوئے مگر بعد میں ہر ایک تخت نشین (بنو امیہ، بنو عباس حکمران چین و مصر) نے بھی اس لقب کو اپنے نام کا جزو قرار دے لیا۔

(۶) یہ پہلے خلیفہ راشد ہیں جنہوں نے اپنے دوران حکومت میں ہر سال حج کیا اور حج ہی کے مواقع پر جملہ ولات ممالک اور حکام علاقہ جات اور قائدین عساکر کو جمع کیا کرتے تھے، ان کے جملہ افعال و اعمال کا تجسس کیا جاتا تھا۔

(۷) یوم الفتح کو بیعت کرنے والوں کو نبی اکرم ﷺ کے حضور میں بھی پیش کرنے والے تھے۔

قرض: مرض الموت میں انہوں نے اپنے قرض کا حساب کرایا تو معلوم ہوا کہ ۸۶ ہزار روپیہ کا قرض دینا ہے، یہ قرض ان کے جود و سخا اور صرف فی سبیل اللہ کا نتیجہ تھا، ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اس کی ادائیگی کا ذمہ دار ٹھہرایا۔

حکومت پر عام رائے: دس سال تک ایسی خلافت کی کہ بقول سیدنا علی المرتضیٰؓ بعد کے جانشینوں کے لیے انہی کے نقش قدم پر چلنا دشوار تر تھا۔

اسم عمر کی اہل بیت میں قبولیت اور نماز:

(۱) سیدنا علی المرتضیٰ نے اپنے ایک فرزند کا نام (جو ام البنین بنت حزام کے بطن سے

ہیں اور عباس طہدار کربلا شہید کے مات بھائی بھی ہیں) عمر ہے اور علماء نسب میں وہ عمر (اطراف) کے نام سے معروف ہیں۔

(۲) امام زین العابدین کے ایک فرزند کا نام (جو زید شہید کے مات بھائی ہیں) عمر ہے اور علماء نسب میں وہ عمر اشرف کے نام سے معروف ہیں۔

(۳) امام زین العابدین کے ایک پوتے کا نام (جو حسین بن علی اصغر بن زین العابدین کے فرزند ہیں) عمر تھا۔

(۴) امام زین العابدین کے ایک نواسہ کا نام (جو خدیجہ خاتون بنت زین العابدین کے بطن اور محمد بن عمر بن علی کی نسل سے ہیں) عمر ہے اور ان کی نسل بلخ و خراسان موجود ہے۔

(۵) سبط الرسول حسنؓ کے بارہ فرزندوں میں سے ایک کا نام عمر ہے، اس سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ آل رسول میں اسم عمر کس قدر مقبول و جبرک تھا، آج لوگ اگر سیدنا علی المرتضیٰؓ، سیدنا حسن مجتبیٰؓ اور سجاد زین العابدینؓ کے عمل پر عمل نہ کریں تو ان کی اپنی مرضی ہے۔

مشاہد غزوات: جملہ مشاہد و غزوات میں ملتزم رکاب نبویؐ تھے، کسی ایک مشہد میں بھی نبی اکرمؐ سے علیحدہ نہیں ہوئے، احد و حنین کے غزوات میں سے ان بزرگوں میں تھے جنہوں نے میدان جنگ میں شہادت و استقامت کا کامل نمونہ دکھلایا، جہنم۔

(۴) امیر المؤمنین سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ

سرور عالم کے ساتھ نسب میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد سے سے اقرب سیدنا عثمان ذوالنورین ہیں، نبی اکرم ﷺ کی پھوپھی ان کی مائی ہیں، یہ دوہری قربت ہے۔

ولادت سنہ ۶ عام الفیل، خلافت یکم محرم سنہ ۲۴ھ، مدت خلافت ۱۲ سال سے ۱۳ دن کم، شہادت ۱۸ ذی الحجہ یوم الجمعہ سنہ ۳۵ھ، عمر ۸۲ سال۔

نبی اکرم ﷺ کی دختر سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور ان کی وفات کے بعد سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے شوہر بنے اور اسی لیے ذوالنورین کے لقب سے مقرب ہوئے۔

ذوالجبر تین ہیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا :

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُ لَا أَوَّلَ مَنْ هَاجَرَ بَعْدَ إِبْرَاهِيمَ وَلُوطَ - (الحديث)

”اس ذات کی قسم جس ہاتھ میں میری جان ہے کہ ابراہیم اور لوط (علیہما السلام)

کے بعد یہ سب سے پہلے شخص ہجرت کرنے والے ہیں۔“

نبی اکرم ﷺ سے انہوں نے ۱۳۶ روایات بیان کی ہیں : متفق علیہ ۳، انفرادی البخاری ۸، انفرادی المسلم ۵۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی خلافت میں اصرار و بلدان کی فتوحات عظیمہ اہل اسلام کو ارزانی فرمائیں، فتح فارس کو مکمل کیا، خراسان و سجستان و مرورد کلل کو فتح کیا، افریقہ و بربر شامل ممالک اسلامیہ ہوئے، جزائر، مالٹا، کرٹ، طرابلس فتح کیے گئے، انہی کے عہد میں قوت بحری قائم کی گئی، جس نے جزائر کو بھی فتح کیا، مشرق میں سائبیریا تک ان کی حکومت پہنچ گئی تھی۔

یہ جہاد بالمال میں پیش پیش تھے، جنگ تبوک میں انہوں نے ۹۵۰ شتر مکمل سامان کے ساتھ ۵۰ فرس اور ایک ہزار دینار چندے میں دیے تھے، ہرجہ کو ایک غلام آزاد کیا کرتے تھے، باغیان مصر نے جب ان کو محصور کیا تب بھی ۲۰ غلام آزاد کیے، ایام محاصرہ میں ان سے سوال کیا گیا کہ آپ تو امام الملق ہیں پھر باغیوں کے خلاف حکم کیوں نہیں دیتے؟ فرمایا! میں نبی اکرم ﷺ سے ایک عہد کر چکا ہوں اور اسی عہد پر قائم ہوں، جس روز آپ کو شہید کیا گیا اسی روز انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا، فرماتے تھے

عثمان آج کا روزہ تم ہمارے پاس افطار کرو گے، روزہ سے تھے اور قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے جب باغیان نانہجار نے آپ کو شہید کر دیا، اس گناہ عظیم کا وبال امت محمدیہ پر ایسا پڑا کہ اس تاریخ سے محبت اور الفت اور اخوت و مصداقت اٹھ گئی۔ آج تک ہزاروں لاکھوں مسلمان خود مسلمان کلمہ خوانوں کے ہاتھ سے قتل ہو چکے ہیں (اور ہو رہے ہیں)۔ وہ خاص شرف جو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو صحابہ میں امتیاز خاص عطا کرتا ہے خدمت قرآن کریم ہے، آج جملہ عالم اسلام قرأت عثمانی اور ترتیب عثمانی پر متفق ہے، آج کوئی بھی قرآن مجید ہاتھ میں لیتا ہے، وہ زیر بار احسان سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ہے۔

(۵) امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

سرور عالم کے ساتھ نسب میں اقرب جملہ صحابہ سے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں، نبی اکرم ﷺ اور سیدنا علی المرتضیٰ کے دادا عبدالمطلب اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے والد ابوطالب نبی اکرم ﷺ کے والد عبد اللہ کے برادر شفیق (ایک ماں باپ) سے ہیں۔

عمر وقت اسلام دس سال کی تھی، اسلام میں یوم نبوت کے پہلے ہی دن داخل ہوئے اور اسی روز سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی اسلام میں داخل ہوئے۔ مواغات مکہ میں نبی اکرم ﷺ نے ان کو اپنا بھائی بنایا تھا، یہ خصوصیت حضور کو دیگر نبی اعمام سے ممتاز کر دیتی ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ ان چار خلفاء میں سے ہیں جو راشدین المہدیین کے لقب سے نبی اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے موصوف کیے گئے۔ ان چھ میں سے پہلے ہیں جن کو سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے آخری کلام میں شایان خلافت بتلایا۔ ان دس میں سے ہیں جن کو نام بنام بشارت جنت اس زندگی ہی میں دے دی گئی تھی۔

آپ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جگر گوشہ رسول کے خاوند ہیں، ابوالسبین ہیں، امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما کے والد ہیں۔

جملہ مشاہدات میں ملترم رکاب نبوی رہے، جو کہ میں اس لیے حاضر نہ تھے کہ خود نبی اکرم ﷺ نے آپ کو مدینہ منورہ میں چھوڑ دیا تھا۔ اسی سفر میں اَمَّا تَرْضٰی اَنْ تَكُوْنُوْا مِثْلَ بَنُوْلَةِ هٰذَاوْنَ مِنْ مُّؤَسَّی غَیْرِ اَنَّهُ لَا یَبِیْ بَغْدِی (صحیحین عن سعید بن ابی

وقاص کے شرف سے آپ کو مشرف فرمایا گیا۔

بدر میں انہوں نے شاندار کارنامے دکھائے، کفار کے نو سرداروں کو یکے بعد دیگرے حیدر کرار ہی نے خاک و خون میں سلا دیا اور جہنم میں پہنچا دیا۔

آپ بلاء ذی الحجہ سنہ ۳۵ھ میں خلیفہ ہوئے اور بلاء ۱۷ رمضان سنہ ۴۰ھ یوم جمعہ کو اشقی الناس ابن ملجم کے ہاتھ سے زخمی ہو کر بعمر ۶۳ سال یوم الاحد کو وصال رفیق اعلیٰ سے خورسند و کامیاب ہوئے۔

اولاد: سیدہ زہرا فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا کے بطن سے دو فرزند (حسن و حسین) دو دختران (ام کلثوم و زینب) اور دیگر آٹھ ازواج سے ۱۸ بیٹے ۱۲ بیٹیاں آپ کی اولاد ہیں۔

ابو الحسن کنیت فرماتے تھے اور ابو تراب کنیت پر جو عطیہ رسول ہے مفتخر و شادمان ہوتے تھے۔ علم و عمل، زہد و ورع، شجاعت و مروت میں آپ امام المثلث تھے۔

حلیہ مبارک: سفید سرخ، میانہ قد، اصلع، سر اور ریش مبارک کے بال سفید تار و گھٹتہ رو، کشادہ جبیں، خدا ال رخ، حسین و جمیل، قوی بازو، آہنی پنجہ۔

ترمذی میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منافقین کی شناخت ہم بغض علی رضی اللہ عنہ سے کر لیتے ہیں، نفع البلاء میں امیر المؤمنین نے فرمایا:

سَنَهْلِكُ فِيَّ صِنْفَانِ مُحِبِّ مُفْرِطٍ يَذْهَبُ بِهِ الْحُبُّ إِلَى غَيْرِ الْحَقِّ
وَمُبْغِضٍ إِلَى غَيْرِ الْحَقِّ وَخَيْرُ النَّاسِ فِي حَالِ التَّمَطُّ الْأَوْسَطِ۔

”میرے بارہ میں دو گروہ ہلاک ہوں گے جو افراط تک پہنچ جائے، اسے محبت ہی غیر حق کی طرف لے جائے گی اور مبغض جو تفریط میں ہو اسے بغض ہی غیر حق کی طرف لے جائے گا، میرے متعلق سب میں بہتر وہ ہے جو درمیانی راہ میں چلنے والا ہے۔“

نبی اکرم ﷺ سے آپ نے ۵۸۶ روایات بیان کی ہیں، ان میں سے ۲۰ متفق علیہ اور ۹ صرف بخاری اور ۱۵ صرف مسلم میں ہیں۔

صحابہ میں سے بزرگوار ان ذیل نے آپ سے روایت حدیث کی ہے۔ حسن و حسین، محمد بن حنفیہ، ابن مسعود، ابن عمر، ابن عباس، ابو موسیٰ اشعری، عبد اللہ بن جعفر طیار، عبد اللہ بن زبیر، ابو سعید، زید بن ارقم، جابر بن عبد اللہ، ابوامامہ، صہیب، ابو رافع،

ابو ہریرہ، جابر بن سمرہ، حذیفہ بن اسید، سفینہ، عمرو بن حریث، ابو یعلیٰ، براء بن عازب، طارق بن شہاب، طارق بن اثیم، جریر بن عبداللہ، عمارہ بن رویت، ابو الطفیل، عبدالرحمن بن ابزی، بشر بن حکیم اور ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

تابعین میں سے تو خلافت کثیر نے آپ سے روایت کی ہے، ابن مسعود جیٹھ کہتے ہیں ہم لوگ کہا کرتے تھے کہ اہل مدینہ میں سب سے بڑی قاضی (جج) سیدنا علی جیٹھ ہیں۔

سیدنا علی جیٹھ کو ۹/۱۰ھ صے علم کے ملے تھے اور دسویں صے میں بھی وہ دوسروں کے ساتھ شریک تھے، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ جب کوئی مسئلہ ہم کو سیدنا علی المرتضیٰ جیٹھ سے مل جاتا تو پھر دوسرے سے اس کی بابت پوچھنے کی ضرورت نہ رہتی۔

ابن المسیب جیٹھ کہتے ہیں کہ سیدنا علی المرتضیٰ جیٹھ کے سوا صحابہ میں سے اور کوئی بھی نہیں کہا کرتا تھا سَلُّوْنِیْ (مجھ سے پوچھ لو جو پوچھا ہے)۔

آپ کے فضائل میں صحیحین کی حدیث سل بن سعد جیٹھ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے خیبر میں فرمایا تھا :

لَا أُعْطِيَنَّ الْاَيُّهَ غَدًا رَّجُلٌ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ يُحِبُّ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ

”میں کل نشان فوج اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح دے گا، وہ اللہ اور رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور رسول اس سے محبت رکھتے ہیں۔“

اگلے روز یہ رات لشکر سیدنا علی جیٹھ کے سپرد کیا گیا۔

آپ کے کمال زہد میں یہ تھا کہ کبھی آپ نے اپنے لیے کوئی عمارت نہیں بنائی اور ہزاروں کی آمدنی ہونے پر بھی کبھی کچھ جمع نہیں کیا، بوقت شہادت آپ کے خزانہ میں صرف ۶۰۰ درہم پائے گئے، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۶) سیدنا ر قم بن ابوالار قم رضی اللہ عنہ

(عبد مناف) بن اسد بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم بن یحظ بن مرہ بن کعب بن لوی

القرشی المخزومی۔

ان کی والدہ بنو سہم میں سے ہیں، ابو عبداللہ کنیت، قدیم اسلام اور مہاجرین اولین

میں سے یہ ہیں، یہ اسلام میں ساتویں یا گیارہویں ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کے گھر کو دارالتبلیغ بنایا تھا، یہ گھر کوہ صفا پر تھا، اس گھر میں جماعت کثیرہ داخل اسلام ہوئی، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان میں سے آخری ہیں۔

یہ حلف الفضول کے قائم کرنے والوں میں سے ہیں، ان کا انتقال اسی روز ہوا جس روز سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تھا، بعض نے ان کا سن وفات سنہ ۵۵ھ بتایا ہے اور اندریں صورت یوم وفات صدیق رضی اللہ عنہ ان کے والد کا انتقال ہونا سمجھا جاتا ہے۔

مزید حالات از مرتب: ان کے دادا ابو جندب اسد بن عبد اللہ اپنے زمانہ میں مکہ کے ایک نہایت سرور آورده رئیس تھے۔ سیدنا ارقم رضی اللہ عنہ نے دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہجرت فرمائی۔ سیدنا ابو طلحہ زید بن سہیل رضی اللہ عنہ آپ کے اسلامی بھائی بنے۔ جنگ بدر میں رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک تلوار عنایت فرمائی۔ اُحد، خندق، خیبر اور تمام دوسرے اہم معرکوں میں شریک ہوئے اور بہادری سے لڑے۔ آپ کو عبادت کا بہت شوق تھا، شب بیدار تھے۔ ایک دفعہ آپ نے بیت المقدس کا قصد کیا اور رخت سرفراںدہ کر رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی، آپ نے پوچھا کہ تجارت کی غرض سے جانا چاہتے ہو یا کوئی اور کام ہے؟ فرمانے لگے میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، کوئی اور کام نہیں صرف بیت المقدس میں نماز پڑھنا چاہتا ہوں۔ ارشاد ہوا کہ میری اس مسجد میں ایک نماز مسجد حرام کے سوا باقی تمام مساجد کی ہزار نمازوں سے بہتر ہے۔ سیدنا ارقم رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر ارادہ ملتوی کر دیا۔

سیدنا ارقم رضی اللہ عنہ نے دو لڑکے عبید اللہ اور عثمان چھوڑے اور تین لڑکیاں امیہ، مریم اور صفیہ چھوڑیں، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ۔

(۷) سیدنا ایاس بن البکیر رضی اللہ عنہ

یہ قبیلہ بنو لیث سے ہیں، بنو عدی (قبیلہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ) کے حلیف تھے۔ سیدنا ایاس رضی اللہ عنہ بدر، اُحد اور خندق اور دیگر جملہ مشاہد میں ہم رکاب نبوی ﷺ حاضر ہوئے۔

جن دنوں نبی اکرم ﷺ ارقم بن ابی ارقم رضی اللہ عنہ کے گھر میں چکے چکے تبلیغ اسلام فرمایا

کرتے تھے انہی دنوں میں سیدنا ایاسؓ ہجرت معہ برادر خورد خالد داخل اسلام ہوئے اور غزوہ بدر میں سیدنا ایاسؓ ہجرت خود ہر سہ برادران خود خالدؓ عامر اور عاقل حاضر ہوئے تھے۔ یہ شاعر بھی تھے، ان کا بیٹا محمد بن ایاسؓ ابن عباسؓ وابن عمرؓ ابو ہریرہؓ (رضی اللہ عنہما) سے حدیث مَنْ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَلَا تَأْتِيهِ أَنْ يَمْسُهَا إِنَّهَا لَا تَحِلُّ لَكَ۔ ترجمہ حدیث یہ ہے : ”جس نے اپنی عورت کو ہاتھ لگانے سے پہلے تین طلاق دے دی ہو پھر وہ اسے حلال نہیں رہتی“ روایت کیا کرتا تھا۔

(۸) سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ

حبشی النسل ہیں۔ لبائقد، چمر رابدن، رنگ گمرا سانولا، موضع سراقہ (یا مکہ) میں پیدا ہوئے، یہ ان سات سابقین میں سے ہیں جو ابتداء اسلام ہی میں مسلمان ہو گئے تھے، اسلام کے لیے ان پر سخت سخت ظلم ہوئے، ایذائیں دی گئیں، شریر لڑکے ان کو جانوروں کی طرح لیے پھرتے تھے، یہ آحد آحد ہی کے نعرے لگا رہے تھے، یا اللہ یا اللہ ہی پکارا کرتے تھے، ایک روز نبی اکرم ﷺ نے دیکھا کہ ان کو سخت ایذا دی جاتی ہے، سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے آکر فرمایا کہ اگر روپیہ ہوتا تو سیدنا بلالؓ کو خرید لیا جاتا، سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے سیدنا عباسؓ ہجرت سے جا کر کہا کہ مجھے بلالؓ خرید دو۔

سیدنا عباسؓ ہجرت نے پانچ سات یا نو چھٹانک چاندی کے بدلہ ان کو خرید لیا، سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے ان کو آزاد کر دیا۔ یہ نبی اکرم ﷺ کے مؤذن اور سیدنا ابو بکر صدیقؓ کے خازن تھے، ابو عبد اللہ یا ابو عبد اللہؓ یا ابو عبد الرحمنؓ ان کی کنیت تھی۔

ان کے والد کا نام رباحؓ، ماں کا نام حملہؓ، بھائی کا نام خالدؓ، بہن کا نام عفرا تھا، وفات سیدنا ابو بکر صدیقؓ ہجرت کے بعد یہ جلاشام میں شریک ہوئے اور دمشق میں سنہ ۲۰ھ کو بعمر ۶۳ سال وفات پائی اور باب مقبرہ کی طرف مدفون ہوئے، رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۹) سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ

قبیلہ لخم بن عدی سے تھے اور سیدنا زبیر بن العوامؓ ہجرت کے حلیف تھے، یہ عبد اللہ بن حمید کے غلام تھے، اپنی قیمت ادا کر کے انہوں نے آزادی حاصل کر لی تھی۔ غزوات

بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہوئے۔

سنہ ۶ھ میں نبی اکرم ﷺ نے ان کو مقوقش شاہ مصر و اسکندریہ کے پاس اپنا سفیر بنا کر بھیجا تھا، ایک دن بادشاہ نے جو عیسائی المذہب تھا کہا اگر محمد نبی اللہ ہیں تو قوم نے ان کو مکہ سے کیوں کر نکال دیا، سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ نے فرمایا! مسیح کی بابت تو تمہارا عقیدہ بہت کچھ ہے پھر قوم نے ان کو کیوں کر پھانسی پر چڑھا دیا، بادشاہ اور پادری جواب سے عاجز رہ گئے، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی ان کو بار دوم مقوقس کے پاس سفیر بنا کر بھیجا تھا۔ انہوں نے سنہ ۳۰ھ میں مدینہ منورہ کے اندر وفات پائی اور امیر المؤمنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ ادا کی 'رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ'۔

(۱۰) سید الشہداء حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

نبی اکرم ﷺ کے چچا ہیں، سنہ ۶ھ نبوت کو اسلام لائے، یہ نبی اکرم ﷺ کے برادر رضاعی بھی ہیں یعنی ہر دو نے ثویہ کا دودھ پیا تھا، جنگ بدر میں شجاعت و مردانگی کے اعلیٰ جوہر دکھائے، جنگ اُحد میں بھی بڑے بڑے دشمنوں کو خاک و خون میں سلایا، وحشی غلام نے ایک پتھر کے پیچھے چھپ کر بزدلانہ حملہ ان پر کیا، زخم ناف کے قریب ہوا اور شہید ہو گئے، دشمنوں نے ان کا جگر نکالا، کان کاٹے، چہرہ بگاڑا، پیٹ چاک کر ڈالا، نبی اکرم ﷺ نے یہ حالت دیکھی تو سخت اندوہ گیس ہوئے اور سید الشہداء اور اسد اللہ و رسولہ کا خطاب عطا فرمایا، ان کے دو فرزند عمارہ اور یعلیٰ تھے، عمارہ کا ایک فرزند حمزہ ہوا اور یعلیٰ کے ۵ فرزند ہوئے، یہ نسل آگے نہ چلی۔

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی دو لڑکیاں تھیں، ام الفضل جن سے عبد اللہ بن شداد نے ایک حدیث روایت کی ہے۔

دوسری بیٹی امامہ جس کا نکاح سلمہ فرزند ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہوا تھا، اسی کے حق خصانت کے متعلق سیدنا علی و سیدنا جعفر و سیدنا زید رضی اللہ عنہما نے اپنے اپنے دلائل بارگاہ نبوی میں پیش کیے تھے۔

(۱۱) سیدنا خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ

یہ قرشی السمی ہیں، ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح اول انہی کے ساتھ ہوا تھا، انہوں نے ہجرت حبشہ بھی کی تھی اور وہیں سے واپس آکر جنگ بدر میں شامل ہوئے تھے، جنگ اُحد میں مجروح ہوئے اور انہی زخموں سے مدینہ میں وفات پائی، مہاجرین اولین میں ان کا شمار ہے۔

عبداللہ بن حذافہ السمی ان کے حقیقی بھائی ہیں جو نبی اکرم ﷺ کا فرمان کسریٰ ایران کے پاس لے کر گئے تھے، ابوالاخنس تیسرے بھائی ہیں، یہ سب مہاجرین اولین میں سے ہیں۔

مزید حالات از مرتب: خنیس نام، ابو حنیفہ کنیت ہے۔ ان کا نسب نامہ یہ ہے :
خنیس بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعد بن سم بن عمرو بن ہمیس بن کعب بن لوی قرشی۔

ان کے انتقال کے بعد ان کی بیوہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ نے نکاح کیا۔ ہجرت مدینہ کی تو رسول اللہ ﷺ نے ابو مس بن جبیر رضی اللہ عنہ سے ان کی مواخات کرائی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے پہلو میں ان کو دفن کیا گیا۔ وفات کے وقت ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔

(۱۲) سیدنا ربیعہ بن اکثم بن سخرۃ الاسدی رضی اللہ عنہ

یہ بنو اسد بن خزیمہ کے قبیلے سے ہیں، خزیمہ کا نام و نسب نامہ نبوی میں ۱۵ نمبر ہے۔ یہ بنو عبد شمس کے حلیف بھی تھے، پست قامت مگر بلند ہمت ۳۰ سال کی عمر تھی، جب بدر میں شامل ہوئے پھر اُحد، خندق اور حدیبیہ میں بھی حاضر تھے، جنگ خیبر میں قلعہ فطاة پر حارث یسودی کے ہاتھ سے مقتول ہو کر درجہ شہادت کو فائز ہوئے۔

(۱۳) سیدنا زاہر بن حرام الاشجعی رضی اللہ عنہ

جواز کے رہنے والے تھے مگر بادیہ نشین تھے، نبی اکرم ﷺ کے خدمت میں جب آتے تو

کوئی نہ کوئی تحفہ لے کر آتے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا! ہر ایک شہری کا کوئی نہ کوئی جنگل میں رہنے والا دوست ہوتا ہے، آل محمد ﷺ کا جانگلی دوست سیدنا زاہر بن حرام ہے۔

ایک روز بازار مدینہ میں کھڑے تھے کہ نبی اکرم ﷺ پیچھے سے آگئے، اس کی آنکھوں پر آپ نے اپنے دستے مبارک رکھ دیے اور فرمایا! اس غلام کو کون خریدتا ہے؟ وہ بولا یا رسول اللہ! تب تو میں بہت ہی کم قیمت ثابت ہوں گا۔ فرمایا نہیں تو بارگاہ الہی میں بہت قیمتی ہے۔

آخر عمر میں یہ کوفہ میں جا آباد ہوئے تھے۔

(۱۴) سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ

سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ ام المؤمنین سیدہ خدیجہ الکبریٰ کے برادر زادہ اور نبی اکرم ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی یعنی صفیہ بن عبد المطلب کے بیٹے، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے داماد (یعنی اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا) کے شوہر ہیں۔ امام عروہ بن زبیر کی روایت میں ہے کہ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کی عمر ۱۶ سال تھی جب داخل اسلام ہوئے، یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ میں شمشیر کو میان سے نکالا اور دو دفعہ (أحد وقریظہ) میں ان کو نبی اکرم ﷺ نے فِذَاكَ أَهْنِي وَأَمِنِي فرمایا۔ ان کو نبی اکرم ﷺ نے اپنا حواری فرمایا ہے اور سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان کو اشجع العرب کہا کرتے تھے۔ سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان کو جملہ صحابہ پر ترجیح دی ہے جیسے کہ سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی نسبت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کہا ہے۔ یہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، یہ ان چھ میں سے ہیں جن کو سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد شایان خلافت بتلایا۔ یہ بہت بڑے امیر اور بہت بڑے خفی تھے، ان کے پاس ایک ہزار غلام تھے جن کی سب آمدنی اللہ کی راہ میں صرف ہوتی تھی۔

ان سے غلطی یہ ہوئی کہ جنگ جمل میں امیر المؤمنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں نکلے مگر جناب امیر نے ان کو ایک حدیث نبوی یاد دلائی تو تائب اور تادم ہو کر جنگ سے علیحدہ ہو گئے، ابن جرmoz نے فریب دے کر ان کا سر کاٹا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس لایا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ قاتل زبیر کو دوزخ کی بشارت دے دیتا۔ یہ جملہ مشاہد میں ملتزم رکاب نبوی ﷺ رہے، ان کی قبر بصرہ کے متصل ہے۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد والی حجاز ہوئے اور گیارہ سال تک سلطنت کی اور بالآخر حجاج بن یوسف کے حملہ میں شہید ہوئے۔
 عروہ بن زبیر آنکہ حدیث میں سے ہیں۔ سیدنا زبیر کے کل دس فرزند تھے، ان کی شہادت ۱۰ جمادی الاول سنہ ۳۶ یوم النعمیس کو بعمر ۷۲ سال ہوئی۔

(۱۵) سیدنا زید بن خطاب القرشی العدوی رضی اللہ عنہ

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں، سیدنا زید رضی اللہ عنہ کی والدہ اسماء بنت وہب ہے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی والدہ حنتمہ بنت ہاشم۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ قد کے بہت لمبے تھے، ان کا اسلام سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام سے پہلے کا ہے۔ بدر، احد، خندق، بیعت الرضوان اور جملہ مشاہد میں ہر کاب نبوی رہے۔

یہ اس لشکر کے علمبردار تھے جو مسیلہ کے مقابلہ میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے روانہ کیا تھا، دشمن کے ایک حملہ میں ان کا لشکر متفرق ہو گیا تو انہوں نے کہا کہ اب مرد مرد نہیں رہے، پھر بلند ترین آواز سے کہا اٹھی میں اپنے ساتھیوں کے فرار کا تیرے حضور میں عذر پیش کرتا ہوں اور مسیلہ اور محکم بن طفیل کی سازشوں سے برأت کا اظہار کرتا ہوں۔ یہ آگے بڑھے، حملہ کیا اور مرتدین اور کافرن کو قتل کرتے ہوئے شہید ہو گئے، ان سے دو حدیثیں مروی ہیں۔

(۱۶) سیدنا زیاد بن کعب بن عمرو رضی اللہ عنہ

یہ بنو کلب جہنی ہیں، بدر اور احد میں حاضر ہوئے۔ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۷) سیدنا سالم بن معقل رضی اللہ عنہ

یہ اصلی باشندے اصطخر کے تھے، بعض نے ان کا وطن موضع کمد (علاقہ فارس) بھی لکھا ہے، قبیلہ بنت تعار انصاریہ کے غلام تھے، یہ خاتون ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف کی زوجہ ہیں، انہوں نے ان کو آزاد کر دیا اور ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنی تربیت میں لے لیا حتیٰ کہ متبنی بنا لیا، جب تنبیخ لہنت کا حکم اترا تو اپنی برادر

زادی قافلہ بنت ولید بن عقبہ فرشیہ کا نکاح ان سے کر دیا۔

سیدنا سالمؓ کو انصاری اس لیے کہتے ہیں کہ وہ انصاریہ کے آزاد کردہ تھے اور ماجر اس لیے شمار کرتے ہیں کہ انہوں نے مکہ میں ابو حذیفہؓ کے ہاں پرورش پائی اور مکہ سے ہجرت کر کے اس قافلہ میں مدینہ منورہ پہنچے جس میں سیدنا عمر فاروقؓ بھی شامل تھے۔

ان کا شمار فضلاء الموالیٰ اور اخیار الصحابہ اور کبار الصحابہ میں کیا جاتا ہے، ان کو عجمی اصل وطن کے لحاظ سے کہا جاتا ہے، قرآن مجید کے جید قاری تھے، نبی اکرم ﷺ نے معلمین قرآن میں ان کے نام کا تعین فرمایا تھا، بدر میں حاضر تھے، سنہ ۱۲ھ کو جنگ یمامہ میں یہ اور ان کے مربی ابو حذیفہؓ، شہید ہوئے۔ سیدنا سالمؓ کا سر ابو حذیفہؓ کے ہاتھوں کی جانب تھا۔ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۸) سیدنا سائب بن مظعون القرشی المحمّی رضی اللہ عنہ

سائب بن مظعون بن حبیب بن حذافہ بن جمح۔ عثمان بن مظعون کے برادر شفیق ہیں۔ ہجرت حبشہ و ہجرت مدینہ کی وجہ سے ذوالحجرتین ہیں۔ بدر میں شامل تھے، سال وفات معلوم نہیں ہو سکا۔

سائب اور عثمان ہر دو بھائیوں کی نسل منقطع ہو گئی۔

مزید حالات از مرتب: ان کا نسب نامہ یہ ہے: سائب بن عثمان بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح بن عمرو بن مہصہ بن کعب بن لؤی بن غالب قرشی المحمّی۔ ان کی ماں کا نام خولہ تھا۔

بدر سے پہلے اپنے پورے خاندان کے ساتھ مکہ کی سرزمین چھوڑ کر یشب کی سکونت اختیار کی۔ رسول اللہ ﷺ نے حارثہ بن سراقہ انصاریؓ کے ساتھ ان کی مواخات کرا دی۔ آپ ﷺ جب سریہ لواط میں نکلے تو سائبؓ کو مدینہ میں اپنی قائم مقامی کا شرف عطا فرمایا۔ سائبؓ مشہور تیر انداز تھے، اس لیے غزوات میں بڑے جوش اور ولولہ کے ساتھ شریک ہوتے تھے۔ بدر، احد، خندق اور ان کے علاوہ دیگر جنگوں میں شریک ہوئے اور خوب داد شجاعت دی، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۹) سیدنا سائب بن عثمان بن مظعون القرشی المحمّی رضی اللہ عنہ

یہ سائب بن مظعون کے برادر زادے ہیں، ان کے والد عثمان بن مظعون اور ان کے چچاؤں قدامہ، عبداللہ اور سائب نے ہجرت حبشہ کی تھی، یہ بھی حبشہ کی ہجرت دوم میں شامل تھے۔

یوم الیمامہ کو شہید ہوئے، اس وقت ان کی عمر تیس سال سے اوپر تھی۔ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۰) سیدنا سبرہ بن فاتک الاسدی رضی اللہ عنہ

ان کا شمار باشندگان شام میں ہوتا ہے، یہ اور ان کے بھائی خرم بن فاتک دونوں بدری ہیں، بشر بن عبداللہ اور جبر بن نصیر نے ان سے روایت حدیث کی ہے۔ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۱) سیدنا سعد بن ابی وقاص قرشی الزہری رضی اللہ عنہ

سعد بن مالک بن ابیہ بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب۔

نبی اکرم ﷺ کے نسب نامہ میں کلاب کے ساتھ شامل ہو جاتا ہے، نبی اکرم ﷺ ان کو ماموں کہا کرتے تھے، اسلام میں یہ ساتویں ہیں، ان سے پہلے صرف چھ آدمی مسلمان ہوئے تھے، بوقت اسلام ان کی عمر ۱۹ برس تھی، یہ ان دس صحابہ میں سے ہیں جن کو نبی اکرم ﷺ نے جنت کی بشارت دی، ان چھ صحابہ میں سے ہیں جن کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے شایان خلافت بتایا، یہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اللہ کے رسول میں تیرا فکھی کی۔

فتح ایران اور بانی کوفہ بھی یہی ہیں، خلافت فاروقی میں یہ دوبارہ امارت کوفہ پر مستمکن ہوئے اور ایک بار خلافت عثمانیہ میں بھی امیر کوفہ بنائے گئے۔

نبی اکرم ﷺ نے ان کے حق میں دعا فرمائی تھی :

اَللّٰهُمَّ اَجِبْ دَعْوَتَهُ وَ مَبْدُ ذَمِّهِ

”اے اے اس کی دعا قبول فرمایا کر اور اس کی تیرا فکھی درست رہے۔“

ایک بار رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ”میرے ماں باپ تجھ پر قربان تیر چلاؤ“ یہ ایسا فقرہ ہے جو سیدنا زبیر بن العوام اور ان کے سوا نبی اکرم ﷺ نے کسی دوسرے کو نہیں فرمایا۔

ایام فتنہ میں یہ سب سے الگ رہے، وادی عقیق میں انہوں نے مدینہ سے دس میل کے فاصلہ پر محل بنا رکھا تھا وہیں رہتے، سب سے کہہ دیا تھا کہ مسلمانوں کے اختلاف اور جنگ کی کوئی بات مجھے نہ سنایا کرو۔

ان سے مرویات حدیث کی تعداد ۲۷۰، متفق علیہ ۱۵، بخاری ۵، مسلم ۸ ہیں۔ سنہ ۵۵ھ میں بعمر ۷۵ سال وفات پائی اور مدینہ میں دفن ہوئے۔ جملہ مشاہد میں ہم رکاب نبوی رہے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۲) سیدنا سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ

یمن کے باشندے تھے اور بنو عامر بن لوی کے حلیف تھے، ان کا شمار مہاجرین اولین میں ہے، بدر میں حاضر تھے۔

مزید حالات از مرتب: سیدنا سعد پہلے سابقین اسلام میں سے ہیں، دو ہجرتیں کیں۔ پہلی دفعہ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ دوسری دفعہ مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ مدینہ میں کلثوم بن ہدم کے یہاں قیام پذیر ہوئے۔ جنگ بدر، احد، خندق اور حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک تھے۔ جگہ جنگ بدر میں شریک ہوئے اس وقت ان کی عمر پچیس سال تھی۔ حجتہ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ گئے، وہاں بیمار ہو گئے، اس بیماری سے شفایاب نہ ہو سکے۔ مکہ میں ہی ان کا انتقال ہوا، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۳) سیدنا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل قرشی العدوی رضی اللہ عنہ

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے چچیرے بھائی ہیں اور فاطمہ اخت عمر کے شوہر ہیں۔ فاطمہ ہی کے ذریعہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسلام تک پہنچے تھے۔ یہ مہاجرین اولین سے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ان کو بدر کے موقع پر کسی خدمت کے لیے بجانب شام بھیجا تھا۔ غنیمت

بدر میں سے ان کو حصہ دیا گیا۔ دیگر مشاہد میں یہ مہترم رکاب نبوی رہے، یہ ان دس صحابہ میں سے ہیں جن کو نبی اکرم ﷺ نے بشارت جنت عطا فرمائی۔

ان کے والد زید بن عمرو بن نفیل ان بزرگوں میں سے ہیں جنہوں نے دین ابراہیمی کی تلاش میں موصل، شام وغیرہ کے سفر کیے تھے۔ ایک راہب نے ان کو عیسائی ہو جانے کو کہا، یہ بولے کہ مجھے ابراہیم علیہ السلام کا خالص دین مطلوب ہے، مگر وہ بولا جہاں سے تم آئے ہو یہ دین وہاں کا ہے۔ بہشت نبوی سے پیشتر ان کا انتقال ہو گیا تھا، یہ بزرگ جوں اور استخوانوں کے چڑھاوے کا گوشت نہیں کھایا کرتے تھے۔

سیدنا سعید جہش نے نبی اکرم ﷺ کو اپنے والد کے حالات بتا کر درخواست کی کہ یا رسول اللہ! ان کے لیے دعائے مغفرت عطا فرمائیں، نبی اکرم ﷺ نے ان کے لیے دعائے مغفرت فرمائی تھی۔

سیدنا سعید بن زید جہش کو امیر المؤمنین سیدنا عثمان جہش نے کوفہ میں ایک جاگیر عطا فرمادی تھی جو دیر تک ان کی اولاد کے پاس رہی۔

سیدنا سعید بن زید جہش نے سنا ۱۱ھ میں بمقام وادی عقیق وفات پائی اور مدینہ میں مدفون ہوئے، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۲۴) سیدنا سلیط بن عمرو القرشی العامری

سیدنا سلیط بن عمرو بن عبد شمس بن عبد دوس نصر بن مالک بن حصل بن عامر بن لوی۔

نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نسب نامہ میں لوی میں شامل ہو جاتے ہیں۔

صحابہ جہش اولین میں سے ہیں۔ ہجرت حبشہ، ہجرت مدینہ سے مشرف ہوئے، موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ بدر میں شامل ہوئے۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ان کو نبی اکرم ﷺ نے ہوزہ بن علی حنفی کے پاس اپنا سفیر بنا کر بھیجا تھا، ابن ہشام کہتے ہیں کہ ثمامہ بن اثال رئیس نجد کے پاس بھی بطور سفارت گئے تھے، سنہ ۱۳ھ میں شہید ہوئے۔

مزید حالات از مرتب: سیدنا سلیط جہش اسلام کے ابتدائی دور ہی میں مشرف باسلام ہوئے۔ جنگ بدر میں شریک ہوئے۔ سنہ ۶ھ میں جب رسول اللہ ﷺ نے سلاطین عالم کو

خطوط لکھے اور دعوت اسلام دی تو ہوزہ بن علی کے پاس آپ خط لے کر گئے۔ ہوزہ نے بڑی مہمان نوازی اور عزت افزائی کی اور انعام و اکرام سے بھی نوازا اور اس نے خط کا جواب یہ لکھا: ”کہ تم جس چیز کی دعوت دیتے ہو وہ بہت بہتر ہے۔ میں عرب کا ایک معزز اور صاحب اقتدار ہوں، میں مشروط طور پر آپ کی پیروی کر سکتا ہوں۔ میری شرط یہ ہے کہ بعض امور میں مجھے بھی شریک کر لو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر زمین کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا بھی مانگے تو میں نہیں دوں گا۔“

سیدنا سلیط بن جہش نے سیدنا ابو بکر جہش کے عہد خلافت میں جنگ یمامہ میں جام شہادت نوش کیا۔ اولاد میں صرف ایک لڑکا سلیط بن سلیط چھوڑا، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۵) سیدنا سوید بن مخش الطائی رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو مخش کنیت میں مشہور ہیں، بدر میں شامل ہوئے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۶) سیدنا سویط بن سعد القرشی العبدری

سیدنا سویط بن سعد بن حرمہ بن مالک بن عیلہ بن سباق بن عباد بن قصی۔ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ان کا نسب قصی میں شامل ہو جاتا ہے۔ مہاجرین حبشہ میں سے بھی ہیں، بڑے خوش مزاج اور خوش طبع تھے، بدر میں شامل ہوئے۔ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۷) سیدنا سہل بن بیضاء القرشی الفہری

سہل بن وہب بن ربیعہ بن عمرو بن عامر بن ربیعہ بن ہلال بن اہیت بن مالک بن ضبہ بن حارث بن فہر۔

ان کی والدہ بیضاء کا نام رعد ہے اور اس کا نسب بھی ضبہ بن الحارث میں شوہر کے ساتھ جاملتا ہے، سیدنا سہل جہش کا نسب نبی اکرم ﷺ کے ساتھ فہر (نمبر ۱۱) میں جاملتا ہے۔ سہل و صفوان ان دونوں کے بھائی بھی صحابی ہیں۔

سہل جہش ان بزرگوں میں سے ہیں جو مکہ میں اسلام لائے تھے مگر یہ اپنے ایمان کو

چھپاتے تھے۔ بدر میں کفار ان کو اپنے ساتھ لے گئے تھے، ابن مسعودؓ نے شہادت دی کہ انہوں نے سل جیٹھ کو نماز پڑھتے دیکھا، نبی اکرم ﷺ نے اس کو اسیری سے رہائی فرمائی تھی۔

سل جیٹھ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے صحیفہ قریش کی مخالفت کی تھی، جو نبی اکرم ﷺ اور ہاشمیہ کے خلاف لکھا گیا تھا۔ ان کے نام یہ ہیں۔

ہشام بن عمرو بن ربیعہ، مطعم بن عدی بن نوفل، زمعہ بن اسود بن مطلب بن اسد، ابوالبحری بن ہشام بن حارث بن اسد، زہیر بن ابوامیہ بن مغیرہ۔

ان کا انتقال مدینہ میں ہوا، یہ باصلاح علماء بدری نہیں گو اس وقت مسلمان ہی تھے۔

(۲۸) سیدنا شجاع بن ابی وہب الاسدی رضی اللہ عنہ

شجاع بن ابی وہب (ابن وہب) بن ربیعہ بن اسد بن صہیب بن مالک بن کثیر (کبیرا) بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔

ان کا نسب نبی اکرم ﷺ کے ساتھ خزیمہ میں شامل ہو جاتا ہے، یہ بھی حبش کو ہجرت ثانیہ میں گئے تھے اور پھر یہ سن کر کہ اہل مکہ مسلمان ہو گئے ہیں حبش سے واپس آ گئے تھے، یہ اور ان کے بھائی عقبہ بن ابی وہب بدر اور دیگر جملہ مشاہد میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حاضر رہے۔ مواخلت میں نبی اکرم ﷺ نے ان کو ابن خولی کا بھائی بتایا تھا۔

یہی وہ بزرگ ہیں جو حارث بن ابی شمر غسانی اور جلد بن ابیہم غسانی کے پاس سفیر نبوی ہو کر گئے تھے، یہ لمبے قد اور چھریے بدن کے انسان تھے۔

یوم بیمانہ کو شہید ہوئے، اس وقت ان کی عمر چالیس سال سے کچھ اوپر تھی۔

مزید حالات از مرتب: سیدنا شجاعؓ جیٹھ ان خوش نصیب لوگوں میں ہیں جنہوں نے ابتدا ہی میں دعوت اسلام کو قبول کیا۔ مشرکین کے ظلم و ستم کی وجہ سے حبش کی دوسری ہجرت میں شامل ہوئے۔ جنگ بدر، احد اور دیگر اہم غزوات میں شامل ہوئے۔

ماہ ربیع الاول سنہ ۸ھ میں بنو ہوازن کی ایک جماعت کی سرکوبی کے لیے مامور ہوئے۔ یہ جماعت مدینہ سے پانچ دن کی مسافت پر مقام رسی میں خیمہ اٹھانے لگی تھی۔ سیدنا

شجاع جوش نے اپنے ساتھ چوبیس جانباز مجاہدین کی ایک جماعت لے کر دن کو چھپتے ہوئے رات کو ان پر اچانک شدید یلغار کر دی اور ان کو شکست دی۔ بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ مال غنیمت کی کثرت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ہر ایک صحابی کو پندرہ پندرہ اونٹ ملے جبکہ دیگر مسلمان اس کے علاوہ تھلے

سیدنا شجاع جوش چالیس برس سے کچھ زیادہ عمر پا کر جنگ یمامہ میں شہید ہوئے ' رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۹) سیدنا شقران حبشی رضی اللہ عنہ

نبی اکرم ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے، نبی اکرم ﷺ کے غسل میت میں حاضر تھے، ان کی نسل ہارون الرشید کے عہد میں ختم ہو گئی تھی، ان کا نام صالح ہے۔

مزید حالات از مرتب: صالح نام، شقران لقب تھلے یہ سیدنا عبدالرحمن بن عوف جوش کے حبشی نژاد غلام تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے ان کو اپنی خدمت کے لیے پسند فرمایا اور سیدنا عبدالرحمن جوش سے ان کو خرید لیا۔ بعض روایات میں ہے کہ سیدنا عبدالرحمن جوش نے بغیر کسی قیمت کے آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔

غزوات میں عام طور پر مال غنیمت اور قیدیوں کی حفاظت پر ان کی ذمہ داری ہوتی تھی۔ چنانچہ غزوہ بدر میں بھی قیدیوں کی نگرانی پر مامور تھے۔ غزوہ بدر میں انہوں نے نہایت احتیاط و مستعدی کے ساتھ اپنے فرائض سرانجام دیئے۔ رسول اللہ ﷺ ان کے کام پر بہت خوش ہوئے اور ان کو آزاد کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ ان کی خدمات پر اس قدر خوش تھے کہ وفات کے وقت ان کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت فرمائی۔ سیدنا شقران جوش اہل بیت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی تجنیز و تکفین میں شامل ہوئے اور یہ آخری خدمت تھی جو اس غلام نے اپنے آقا کی سرانجام دی۔

اس بات میں اختلاف ہے کہ وفات نبوی کے بعد سیدنا شقران جوش نے مدینہ سکونت اختیار کی یا کہ بصرہ میں چلے گئے۔ ان کا ایک مکان بصرہ میں بھی تھا، ان کی وفات کی تاریخ اور جگہ بھی معلوم نہیں ہے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۳۰) سیدنا شماس بن عثمان بن شریذ القرشی المخزومی رضی اللہ عنہ

شماس ان کا لقب ہے، اصلی نام عثمان تھا، لقب ہی سے مشہور ہیں، ان کی والدہ صفیہ بن ربیعہ بن عبد شمس ہے، مہاجرین حبشہ سے ہیں، بدر میں حاضر ہوئے، اُحد میں سخت زخمی ہوئے۔

میدان جنگ سے ان کو مدینہ میں بھیج دیا گیا، وہاں ایک دن رات زندہ رہے، ام سلمہ رضی اللہ عنہا ان کی تیمارداری کرتی رہیں، پھر جب جاں بحق ہوئے تو مدینہ سے حسبِ اہکم نبوی اُحد میں لائے گئے اور شہیدان اُحد کے ساتھ مدفون ہوئے۔ جنگ اُحد میں اتنی جان توڑ کر لڑے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چپ و راست جدھر نظر مبارک اٹھا کر دیکھتے شماس ہی کھوار چلا تا ہوا نظر آتا تھا۔

مزید حالات از مرتب: ان کا اصلی نام عثمان تھا۔ شماس نام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ایک دفعہ ایامِ جاہلیت میں ایک نہایت حسین و جمیل نصرانی مکہ آیا۔ اس نصرانی کا چہرہ آفتاب کی طرح روشن تھا۔ لوگ اسے دیکھ کر محجب ہوئے۔ اس موقع پر سیدنا شماس جویش کے ماموں عتبہ بن ربیعہ نے دعویٰ کیا کہ اس کے پاس اس سے زیادہ حسین و جمیل لڑکا ہے اور مقابلہ میں سیدنا ابنِ عثمان جویش کو پیش کیا۔ چنانچہ اس دن سے ان کا نام شماس پڑ گیا۔ سیدنا شماس جویش اور ان کی والدہ سیدہ صفیہ بنت ربیعہ رضی اللہ عنہا نے ابتدا ہی میں دعوتِ توحید پر لبیک کہل۔ حبشہ کی طرف ہجرت بھی کی اور اس کے بعد مدینہ کی ہجرت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مواخات سیدنا حنظلہ بن ابی عامر انصاری جویش سے کرا دی۔

جنگ بدر میں شریک ہوئے، غزوہ اُحد میں جب مسلمانوں کی ایک غلطی کی وجہ سے جنگ کا پانسہ پلٹ گیا تو سیدنا شماس جویش اس وقت ان پروانوں میں تھے جو شمعِ نبوت کے ارد گرد فداکاری اور جانثاری کے جوہر دکھا رہے تھے۔ انہوں نے اپنے آپ کو اللہ کے رسول کے لیے سپردِ دیا یہاں تک کہ زخموں سے چور ہو کر گر گئے۔ جنگ کے ختم ہونے کے بعد جب ان کو دیکھا گیا تو چند سانس باقی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مدینہ لائے گئے اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا تیمارداری پر مامور ہوئیں لیکن جاتہر نہ ہو سکے، جام

شہادت نوش فرمایا۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کو انہی خون آلود کپڑوں میں احد کے شہداء کے ساتھ دفن فرمایا۔ اس وقت ان کی عمر چونتیس سال تھی۔

سیدنا شمسؓ بیٹھ نہایت خوبصورت و خوبو تھے۔ انہوں نے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیچھے چھوڑی لیکن وہ دونوں لاولد فوت ہوئے اس لیے سلسلہ نسل منقطع ہو گیا۔ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۳۱) سیدنا صفوان بن بیضاء القرشی الفہری رضی اللہ عنہ

صفوان بن بیضاء (کانت امہ) وہو صفوان بن وہب بن ربیعہ بن جلال بن وہب بن ضبہ بن حارث بن فہر بن مالک۔

نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نسب میں فہر کے ساتھ جا ملتے ہیں، یہ اور ان کے بھائی سہیل بن وہب دونوں بدر میں حاضر تھے، ان کی وفات پر اختلاف ہے، بعض نے لکھا ہے کہ رمضان سنہ ۳۸ھ میں انتقال ہوا۔ اور بعض نے لکھا ہے کہ وہ بدر میں شہید ہوئے، یہ مواخت میں رافع بن عجلان کے بھائی تھے اور دونوں بدر میں شہید ہوئے۔

مزید حالات از مرتب: یہ سیدنا سہل اور سہیل رضی اللہ عنہما کے بھائی تھے۔ انہوں نے مکہ مکرمہ میں اسلام قبول کیا اور پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت بھی کی۔ کلثوم بن ہدم کے پاس اترے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان میں اور رافع بن معلیؓ میں بھائی چارہ قائم فرمایا۔ ہجرت کے بعد سیدنا عبد اللہ بن جحشؓ کے ساتھ ایک سریہ میں شرکت کی پھر بدر میں شامل ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ ایک روایت کے مطابق جنگ بدر میں طعیم بن عدی کے ہاتھ سے جام شہادت نوش کیا اور ایک دوسری روایت کے مطابق سیدنا عمرؓ کے زمانہ میں طاعون عمواس میں وفات پائی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۳۲) سیدنا صہیب بن سنان الرومی رضی اللہ عنہ

لمحافظ نسل یہ عرب تھے اور نمر بن قاسط سے ان کا سلسلہ کنیت جا ملتا ہے، ان کا والد سنان بن مالک یا ان کا چچا سلطنت ایران کی طرف سے حاکم ابلہ تھا، ان کی رہائش موصل کے متصل تھی۔

اہل رومان نے اس علاقہ پر حملہ کیا، اس وقت مصیبؓ بہت ہی کم عمر تھے پکڑے گئے، پھر قبیلہ قلب میں سے کسی نے ان کو خرید کر مکہ میں فروخت کر دیا، عبد اللہ بن جعدان تمیمی نے ان کو آزاد کر دیا، یہ مکہ ہی میں رہنے لگ گئے، ان کا چہرہ بہت سرخ تھا، رومی زبان خوب جانتے تھے، یہ اور عمار بن یاسرؓ ایک ہی دن داخل اسلام ہوئے تھے، ان سے پچھتر تئیں سے زیادہ لوگ مسلمان ہو چکے تھے، حمران بن ابان جو سیدنا عثمانؓ کے بعد کے آزاد کردہ غلام ہیں مصیبؓ کے چچا زاد بھائی ہیں، انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے بعد ہجرت کی، قریش نے کہا کہ تم یہاں سے چلے جاؤ اور اپنے مال بھی جو یہاں بیٹھ کر کھایا ہے لے چلو، مصیبؓ نے اپنا مال قریش کے حوالے کر دیا، کہتے ہیں کہ یہ آیت وَمِنْ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ کا نزول انہی کے واقعہ پر ہوا ہے۔

مصیبؓ کی نشست و برخاست قبل از نبوت بھی نبی اکرم ﷺ کے ساتھ رہتی تھی، نبی اکرم ﷺ نے مصیبؓ کو سابق الروم سلمانؓ کو سابق فارس اور بلالؓ کو سابق حبشہ فرمایا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا! جو کوئی اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ مصیبؓ سے محبت کرے، ایسی محبت جیسی والدہ کو اپنے بچے سے ہوتی ہے، سفر ہجرت میں یہ اور سیدنا علیؓ دونوں ہم سفر تھے، ان کے مزاج میں عداوت تھی، ایک روز نبی اکرم ﷺ کھجور کھا رہے تھے مصیبؓ بھی شامل ہو گئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تیری آنکھ دکھتی ہے پھر بھی کھجور کھاتا ہے، انہوں نے عرض کیا کہ میں دوسری طرف کے جڑے سے کھا رہا ہوں، جس طرف کی آنکھ نہیں دکھتی، نبی اکرم ﷺ کل کھلا کر ہنس پڑے۔

سیدنا عمر فاروقؓ نے زخمی ہو جانے کے بعد سیدنا مصیبؓ کو امام نماز مقرر فرمایا تھا۔ فرمایا تھا کہ جب تک کسی خلیفہ کا تقرر نہ ہو مصیبؓ نماز پڑھایا کرے۔ ان کا انتقال شوال سنہ ۳۹ھ بمصر ۷۳ سال مدینہ میں ہوا۔ ان کی سخاوت بہت بڑھی ہوئی تھی، رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۳۳) سیدنا طفیل بن حارث القرشی المطلبی رضی اللہ عنہ

طفیل بن حارث بن مطلب بن عبد مناف بن قصی

نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سلسلہ نسب میں عبد مناف میں شامل ہو جاتے ہیں، بدر میں طفیل، حصین اور عبیدہ تینوں بھائی شامل تھے، عبیدہ جو بدر ہی میں شہید ہو گئے تھے، طفیل اور حصین رضی اللہ عنہما جملہ مشاہد میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ رہے۔ دونوں بھائیوں نے سنہ ۳۳ھ میں انتقال کیا، پہلے طفیل جو بدر اور حصین جو بدر ان سے چار ماہ بعد جنت کو سداہارے تھے۔

مزید حالات از مرتب: ان کی والدہ کا نام مجلہ تھا اور یہ ثقفی قبیلہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ سیدنا طفیل جو بدر سے پہلے مسلمان ہوئے اور ہجرت مدینہ بھی کی۔ جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو نبی اکرم ﷺ نے ان میں اور سفیان بن نسر میں اسلامی اخوت قائم فرمادی۔ تمام اہم غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے۔ بدر، احد اور خندق وغیرہ سب غزوات میں شریک ہوئے۔ ستر سال کی عمر میں سنہ ۳۲ھ میں وفات پائی۔ باوجود ہمت سے غزوات میں شریک ہونے کے شہادت نہ مل سکی۔ ان کی اولاد میں صرف عامر بن طفیل کا پتہ چلتا ہے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۳۴) سیدنا طلحہ بن عبید اللہ القرشی التیمی رضی اللہ عنہ

طلحہ بن عبد اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب۔

نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ان کا سلسلہ نسب کعب بن لوی میں شامل ہو جاتا ہے، یکے از عشرہ مبشرہ ہیں۔ جنگ بدر سے پیشتر ان کو نبی اکرم ﷺ نے سرحد شام میں ادھر کے حالات معلوم کرنے کے لیے بھیجا تھا، اس لیے غزوہ بدر میں شامل نہ تھے، نبی اکرم ﷺ نے ان کو حصہ شمولیت بھی دیا اور اجر کے عطیہ کی بھی بشارت دی، ان کو طلحہ الخیر اور طلحہ الفیاض کہتے ہیں، جنگ احد میں انہوں نے شجاعت اور ایثار کے بڑے بڑے جوہر دکھائے، نبی اکرم ﷺ کی حفاظت میں خود سامنے پہنچے رہے، ایک ہاتھ سے دشمن کے

نیزہ کا وار روکا وہ ہاتھ شل ہو گیا، دیگر جملہ مشاہد میں بھی یہ مہترم رکاب مصطفوی رہے، یہ ان چھ صحابہ میں سے ایک ہیں جن کو سیدنا عمرؓ نے شلیان خلافت قرار دیا تھا۔ یہ جنگ جمل میں سیدنا علیؓ کے مقابلہ میں اترے، سیدنا علیؓ نے میدان جنگ میں ان کو ہلایا اور واقعات سابقہ یاد دلائے اور یہ جنگ سے علیحدہ ہو گئے، اس وقت مردان نے ان کے سینہ میں تیر مارا اور اسی زخم سے ان کا انتقال ہوا، یہ صف جنگ سے علیحدہ ہوئے تو یہ شعر پڑھ رہے تھے :

ندامت ندامة السعی لما شربت رضی بن جرم نیر عمی
سیدنا علیؓ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ میں اور عثمان اور طلحہ اور زبیرؓ اس آیت کے مصداق بنیں گے : وَتَرْغَبُنَا فِي ضُلُوبِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُورٍ مُتَّفَعِينَ۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کو دیکھ کر ایک بار فرمایا تھا جو کوئی زندہ شہید کو دیکھنا چاہے وہ طلحہؓ کو دیکھ لے۔ بوقت شہادت ۶۳ سال کی عمر تھی، ان کے لنگر میں ہر روز ایک ہزار دینار کے وزن کا غلہ پکا کرتا تھا۔

مروایات حدیث ۸۸، متفق علیہ ۲، بخاری میں ایک اور مسلم میں ۳ ہیں، وَرَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۳۵) سیدنا طلیب بن عمیر بن وہب القرشی العبد ری رضی اللہ

طلیب بن عمیر بن وہب بن ابی کثیر بن عبد بن قصی۔ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ قصی نمبرہ میں شامل ہو جاتے ہیں، ان کی والدہ اروی بن عبد المطلب نبی اکرم ﷺ کی چھوٹی بیوی ہیں، دارار قم میں داخل اسلام ہوئے تھے، مسلمان ہو کر والدہ کو اطلاع دی تو انہوں نے کہا کہ بہترین شخص جس کی امداد واعانت تجھے کرنا چاہیے وہ یہی تیرے ماموں زاد بھائی ہیں، اگر عورتیں بھی مردوں کے سے کام کر سکتیں تو ہم خود اس کی حمایت کیا کرتیں۔

یہ مہاجرین حبشہ میں سے ہیں اور حاضرین بدر میں سے ہیں، اجنادین یا یرموک کی جنگ میں شہادت نوش فرمایا۔

مزید حالات از مرتب : ان کی والدہ کا دل شروع ہی سے رسول اللہ ﷺ کی جانب

مائل تھا۔ سیدنا طیبؓ نے والدہ کو اسلام کی ترغیب دلائی تو وہ مسلمان ہو گئیں۔ رسول اللہ ﷺ کی مدد فرمائیں۔

ابتداءً اسلام میں جب نبی اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جاتا تھا تو سیدنا طیبؓ آپ کی مدد فرماتے اور حمایت کرتے۔ مشرکین کا سرغنہ ابولہب ان کا حقیقی ماموں تھا۔ جب اس نے مسلمانوں کو قید کیا تو طیبؓ نے اس کو مارنے سے بھی دریغ نہ کیا۔ اس جرات پر مشرکین نے ان کو باندھ دیا لیکن اس کے بعد ابولہب نے خود چھوڑ دیا لیکن ابولہب نے اپنی بہن سے سیدنا طیبؓ کے رویے کی شکایت کی تو ان کی والدہ نے ابولہب اپنے بھائی کو جواب دیا طیبؓ کی زندگی کا بہترین دن وہی ہے جس میں وہ محمد ﷺ کی مدد کریں۔

انہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت بھی کی پھر مدینہ آئے اور عبد اللہ بن سلمہ عجلانی کے مہمان ہوئے۔ معرکہ بدر میں شریک ہو کر حق شجاعت ادا کیا۔ ان کے بدر کے بعد کے حالات نامعلوم ہیں لیکن قرآن سے پتہ چلتا ہے کہ غزوات اور جہاد میں شریک ہوئے۔ سنہ ۱۳ھ میں شہادت حاصل کی۔ وفات کے وقت ان کی عمر ۳۵ سال تھی۔ انہوں نے پیچھے کوئی اولاد نہیں چھوڑی، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۳۶) سیدنا عاقل بن ابی بکر رضی اللہ عنہ

بن عبد اللیل بن ناشب بن غیرہ بن سعد بن یث بن بکر بن عبد مناة بن کنانہ بن بنو عدی بن کعب بن لوی کے حلیف تھے۔ دار ارقم میں سب سے پہلے اسلام لانے والے یہی ہیں، ان کا نام عاقل تھا، نبی اکرم ﷺ نے عاقل تجویز فرمایا۔

غزوہ بدر میں خود بھی حاضر تھے اور ان کے بھائی عامرؓ، ایاسؓ و خالدؓ بھی حاضر تھے۔

مزید حالات از مرتب: سیدنا عاقلؓ چار بھائی تھے۔ دوسرے بھائیوں کے نام ایاسؓ، خالدؓ اور عامرؓ ہیں۔ ان کے والد کا نام ابی بکر ہے۔ سیدنا ارقمؓ کے گھر سب سے پہلے ان چار خوش نصیب بھائیوں نے اسلام قبول کیا پھر چار بھائیوں نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ نبی اکرم ﷺ نے مدینہ میں سیدنا عاقلؓ کی مہذب بن زیادؓ سے

مواخات کرادی۔ مدینہ آنے کے بعد چار بھائی غزوات میں شریک ہوتے رہے۔ جنگ بدر میں چاروں بھائی شریک ہوئے۔ سیدنا عاقلؓ بیٹھ خوش نصیب ہیں کہ انہوں نے جنگ بدر میں جام شہادت نوش کیا۔ ان کے بھائی خالد اور عامر رضی اللہ عنہما بھی شہادت سے سرفراز ہوئے۔ سیدنا خالدؓ نے تو سریہ رجیع میں شہادت حاصل کی جبکہ سیدنا عامرؓ نے جنگ یمامہ میں جام شہادت نوش کیا۔ ان کے تیسرے بھائی ایاس نے سنہ ۳۴ھ میں انتقال فرمایا۔ سیدنا عاقلؓ بیٹھ خوش نصیب ہیں کہ بھائیوں میں سب سے پہلے انہیں شہادت ملی، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۳۷) سیدنا عامر بن حارث القرظی رضی اللہ عنہ

بعض نے ان کا نام عمر بھی بتایا ہے، 'مویٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ یہ بدر میں حاضر ہوئے تھے' رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۳۸) سیدنا عامر بن ربیعہ الغزی العدوی رضی اللہ عنہ

ان کا سلسلہ نسب زرار بن معد بن عدنان تک ختمی ہوتا ہے، 'عدوی ان کو اس لیے کہتے ہیں کہ خطاب بن نفیل نے ان کو متبنیٰ بنا لیا تھا' یہ قدم الاسلام ہیں، اسلام کے بعد حبشہ کو ہجرت کر کے چلے گئے، ان کی بیوی بھی مہاجرات حبشہ میں سے ہے، 'پھر بدر اور جملہ مشاہد میں خدمت نبوی ﷺ کا شرف حاصل کیا، ان کے بیٹے سے روایت ہے کہ جس شب باغیوں نے امیر المؤمنین سیدنا عثمانؓ پر حملہ کیا تھا یہ اس شب مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے، درمیان میں ذرا سے سو گئے، انہوں نے خواب دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس فتنہ کی پناہ کا سوال کرو، جس فتنہ سے اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو بچالے گا، انہوں نے اس طرح دعا مانگی گھر گئے تو بیمار ہو گئے، شہادت عثمانؓ سے چند روز بعد ان کا جنازہ ہی ان کے گھر سے نکلا۔

مزید حالات از مرتب: سیدنا عامر کے سلسلہ نسب میں اختلاف ہے۔ ان کا خاندان سیدنا عمرؓ کے والد خطاب کا حلیف تھا۔ انہوں نے محبت کی وجہ سے سیدنا عامرؓ کو متبنیٰ بنا لیا تھا، اس لیے وہ عامر بن خطاب کے نام سے مشہور تھے لیکن جب اسلام میں

اپنے اصلی آباء کی طرف انتساب کا حکم ہوا تو سیدنا عامرؓ اپنے والد ربیعہ کی نسبت سے مشہور ہوئے۔

ملیفانہ تعلق کی وجہ سے ان کے سیدنا عمرؓ کے ساتھ نہایت بہترین تعلقات تھے جو آخر وقت قائم رہے۔ جب سیدنا عمرؓ نے بیت المقدس کا سفر کیا تو یہ ساتھ تھے۔ اسی حج کے سفر میں بھی ان کے ساتھ گئے۔ انہوں نے ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ کی۔ بدر، احد، خندق اور دوسرے غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے۔

اپنے بیٹے سیدنا عبداللہ کو ایک دفعہ بتانے لگے کہ رسول اللہ ﷺ ہم کو مہمات پر بھیجتے اور عسرت کی وجہ سے صرف تھوڑی سی کھجوریں ساتھ دیتے جو پہلے ایک ایک مٹی سب کو ملتی تھیں اس کے بعد کم ہوتے ہوتے ایک ایک کھجور ملتی۔ بیٹے نے پوچھا ابا جان ایک ایک کھجور سے کس طرح کام چلتا تھا؟ تو فرمانے لگے جب کھجوریں ختم ہو جاتی تھیں تو ہم لوگ ایک کھجور کے لیے بھی ترس جاتے تھے۔

سیدنا عثمانؓ کی شہادت کے چند دن بعد وفات پائی، دُحِی اللہ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۳۹) سیدنا عامر بن عبداللہ بن جراح القرشی رضی اللہ عنہ

عامر بن عبداللہ بن جراح بن بلال بن اہیب بن حبہ بن حارث بن فہر۔ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ان کا نسب فہر نمبر ۱۱ میں شامل جو جاتا ہے۔

قدیم الاسلام ہیں، سابقین اولین میں داخل فضلا و کبراء صحابہ میں شامل تھے، بدر اور جملہ مشاہدات میں حاضر رہے، حبشہ کی ہجرت دوم سے مشرف تھے۔ جنگ احد میں ان کے اگلے دونوں دانت ٹوٹ گئے تھے، اس طرح کہ خود آہنی کی جو میخیں نبی اکرم ﷺ کے فرق مبارک میں کھب گئی تھیں، ان میخوں کو انہوں نے دانتوں سے پکڑ کر نکالا تھا، پہلی میخ نکالی اور ایک دانت ساتھ نکل گیا، دوسری میخ نکالی تو دوسرا دانت نکل گیا، کہتے ہیں کہ پھر بھی یہ نہایت حسین تھے۔

لباقد، پھر ابدن، ہلکا چرو، نبی اکرم ﷺ نے ان کو کبھی امین حق امین فرمایا، کبھی امین الامتہ فرمایا۔ علاقہ نجران پر حکومت کے لیے اور یمن میں تعلیم اسلام کے لیے ان کو سرور عالمؐ نے بھیجا تھا، سیدنا عمرؓ نے ان کو ملک شام کا سپہ سالار بنایا تھا۔

سنہ ۱۸ھ کے طاعون عمواس میں ان کا انتقال بعمر ۵۸ سال ہوا۔ ان کے فضائل بہت ہیں، یہ یکے از عشرہ مبشرہ ہیں۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے انتخاب سے بیشتر مستحق خلافت بتایا تھا، رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۴۰) سیدنا عامر بن فہیرہ ازدی رضی اللہ عنہ

قوم ازد سے تھے، سیاہ چہرہ ابو عمرو کنیت تھی، شروع میں طفیل بن عبد اللہ کے غلام تھے، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو خریدا اور راہ خدا میں آزاد کر دیا، یہ یکمراں چرایا کرتے تھے۔

بوقت ہجرت جب رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ عار ثور میں آرام گزریں ہوئے تو یہ رات کو اپنا ریوڑ عار پر لے جاتے، نبی اکرم ﷺ کو دودھ پہنچاتے اور اسماء رضی اللہ عنہا و عبدالرحمن رضی اللہ عنہ وغیرہ خاندان صدیق رضی اللہ عنہ آنے والوں کے نشام قدم ریوڑ پھرا کر معدوم کر جاتے اور ہجرت میں رسول اللہ ﷺ اور سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کے خدمت گزار بھی تھے، بدر اور احد میں حاضر تھے، واقعہ بزمعونہ سنہ ۴ھ میں شہید ہوئے۔

عامر بن طفیل قاتل کا بیان ہے کہ میں نے نیزہ لگایا تو ان کے بدن سے ایک نور نکلا، بعد ازاں دیکھا کہ ان کی لاش کو اوپر اٹھالیا گیا حتیٰ کہ آسمان اس سے نیچے رہ گیا، امام ابن المبارک اور امام عبدالرزاق کی روایات میں ہے کہ مقتولین میں ان کی لاش نہیں ملی تھی۔

ان کا اسلام دارالارقم کی تبلیغ گاہ سے پیشتر کا ہے، رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۴۱) سیدنا عبد اللہ بن جحش بن رباب الاسدی رضی اللہ عنہ

ان کا نسب نبی اکرم ﷺ کے ساتھ خزیمہ میں جا کر ملتا ہے، یہ حرب بن امیہ کے حلیف تھے، ان کی والدہ نبی اکرم ﷺ کی پھوپھی امیہ بنت عبدالمطلب ہیں۔

یہ مہاجرین اولین میں سے ہیں، ہجرت حبشہ بھی کی اور ہجرت مدینہ بھی، ان کا اسلام اس وقت کا ہے کہ ابھی نبی اکرم ﷺ نے دارالارقم میں تعلیم و تبلیغ کو شروع نہ فرمایا تھا۔ ان کے بھائی ابو احمد عبد بن جحش بھی ذوالجرتین ہیں، ان کا لقب الجودع فی اللہ ہے،

ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ان کے تیسرے بھائی عبید اللہ کی بیوہ ہیں۔ ام المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ان کی ہمیشہ ہیں، بدر میں حاضر ہوئے، 'أحد میں شہید ہوئے' رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

سیدنا سعد بن ابود قاصؓ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن جحشؓ نے مجھے میدانِ اُحد میں کہا آؤ تمنا ہو کہ اللہ تعالیٰ سے ہم کچھ دعا کر لیں، ہم دونوں سب سے الگ جا بیٹھے۔ میں نے دعا کی اُمی کل میرا مقابلہ ایک بہادر تلواریں دشمن کے ساتھ ہو، ہم خوب لڑیں پھر میں اسے گرا لوں، عبداللہؓ نے کہا آمین۔ پھر اس نے یوں دعا مانگی اُمی کل ایک بہادر تلواریں دشمن کے ساتھ مقابلہ ہو، ہم خوب لڑیں بالآخر وہ مجھے گرا لے اور قتل کر ڈالے، میری ناک کان کاٹے، میں اسی شکل میں تیرے سامنے حاضر ہوں۔ یا اللہ! تو مجھ سے پوچھے کہ عبداللہ تیرے ناک کان کیوں کاٹے گئے؟ میں عرض کروں کہ تیری راہ میں اور تیرے رسول کی راہ میں اور تو فرمائے کہ سچ ہے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۴۲) سیدنا عبدالرحمن بن سہل الانصاری رضی اللہ عنہ

بیان کیا گیا ہے کہ یہ بدر میں حاضر تھے، ابو عمرؓ کہتے ہیں کہ یہ عبداللہ مقتولِ خیبر کے بھائی ہیں، حویصہ و حبیصہ ان کے چچا ہے۔ ایک دفعہ ان کو اثنائے راہ میں ایک قافلہ ملا جو مشکوں میں شراب لیے جاتا تھا، انہوں نے سب مشکوں میں نیزہ سے چھید کر دیے، پھر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو منع فرمایا ہے کہ ہم شراب کو اپنے گھروں میں داخل کریں، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۴۳) سیدنا عبداللہ بن سراقہ القرشی العدوی رضی اللہ عنہ

عبداللہ بن سراقہ بن معتمر بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب القرشی العدوی۔

سیدنا عمر فاروقؓ کے ساتھ نسب نامہ میں عبداللہ بن قرط میں شامل ہو جاتے ہیں اور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کعب میں۔

ابن اسحاق نے ان کو اور ان کے بھائی عمرو بن سراقہ کو اہل بدر میں شمار کیا ہے مگر

موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر کا قول ہے کہ یہ بدر میں شامل نہ تھے، اُحد اور مشاہد ماجد میں برابر حاضر رہے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۴۴) سیدنا عبد اللہ بن سعید القرشی الاموری رضی اللہ

عبد اللہ بن سعید بن عاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔
نبی اکرم ﷺ کے ساتھ عبد مناف میں سلسلہ نسب جاتا ہے، یہ عمدہ خوش انشاء نگار تھے، ان کو نبی اکرم ﷺ نے اہل مدینہ کی کتابت آموزی پر مقرر فرمایا تھا، ان کے مقام شہادت میں اختلاف ہے، کسی نے بدر کسی نے مودہ کسی نے یوم بمامہ تحریر کیا ہے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۴۵) سیدنا عبد اللہ بن سہیل بن عمرو القرشی العامری رضی اللہ

عبد اللہ بن سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن جبل بن عامر بن لوی۔

یہ ابو جندل جیش مشہور صحابی کے بڑے بھائی ہیں، قدیم الاسلام حبش کی ہجرت ثانیہ میں شامل تھے، پھر مکہ میں لوٹ آئے تھے، باپ نے ان کو پکڑ کر قید کر دیا تھا، پھر جنگ بدر میں لشکر کفار کے ساتھ مل کر میدان جنگ میں آئے اور پھر موقع پاکر کفار میں سے نکل کر اور صحابہ سے جا ملے اور کفار سے نبرد آزما ہوئے اور دیگر جملہ مشاہد میں ملتزم رکاب محمدی رہے، ان کا شمار فضلاء صحابہ میں ہے، عہد نامہ حدیبیہ پر ان کے بھی دستخط بطور گواہ ہوئے تھے، فتح مکہ کے دن انہوں نے ہی اپنے باپ سہیل کے لیے نبی اکرم ﷺ سے امان حاصل کی تھی۔

سہیل بن عمرو وہی مشہور شخص ہیں جو حدیبیہ میں منتخب کفار بطور کشف مزعلیہ کام کرتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سل کو اللہ کی امان ہے، اسے ظاہر ہو جانا چاہیے۔ پھر فرمایا! سہیل میں ایسی عقل و شرف موجود ہے کہ حقیقت اسلام سے بے خبر نہیں رہ سکا اور اسے پتہ بھی لگ گیا اس کی سابقہ حالت نے اسے کیا نفع دیا۔ عبد اللہ جیش نے باپ کو سارا واقعہ سنا دیا۔ وہ بولا واللہ نبی اکرم ﷺ بچپن ہی سے احسان دوست رہے ہیں۔

عبد اللہ جیش یوم بمامہ میں سنہ ۳ھ کو بعمر ۳۰ سال شہید ہوئے تھے، رَضِیَ اللہُ

تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۴۶) سیدنا عبد اللہ بن عبد الاسد بن ہلال القرشی

المخزومی رضی اللہ عنہ

ان کا سلسلہ نسب نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کعب بن لوی میں شامل ہو جاتا ہے، ان کی والدہ برہ بنت عبد المطلب ہیں، نبی اکرم ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی اور نبی اکرم ﷺ کے اور سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ کے دودھ بھائی بھی ہیں۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا پہلے انہی کے نکاح میں تھیں۔ انہوں نے اول ہجرت حبشہ مع زوجہ خود ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی تھی پھر مدینہ میں آ شامل ہوئے تھے، جمادی الاخریٰ سنہ ۳ھ میں وفات پائی، نبی اکرم ﷺ نے ان کے نابالغ بچوں سلمہ، عمرو اور دختر زینب کی تربیت کی غرض سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا، ذہبی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۴۷) سیدنا عبد اللہ بن محرمہ رضی اللہ عنہ

بن عبد العزیٰ بن ابی قیس بن عبد اود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی القرشی العامری نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ان کا نسب فہرستہ میں شامل ہو جاتا ہے، ان کی والدہ ام نیک بنت صفوان ہیں۔

یہ مہاجرین اولین میں سے ہیں اور بقول ذوالجرتین بھی ہیں۔ مواہات میں یہ اور فردہ بن عمرو بن دوقہ البہاضی دینی بھائی تھے۔ جنگ یمامہ میں بعمر ۴۱ سال شہید ہوئے۔ انہوں نے دعا کی تھی کہ الہی مجھے اس وقت تک موت نہ آئے جب تک میں اپنے بند بند کو تیری راہ میں زخم رسیدہ نہ دیکھ لوں، جنگ یمامہ میں ان کے جسم کے زخموں کا یہی حال تھا کہ جملہ مفاصل پر ضربات موجود تھیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب ان کے پاس آخری وقت پہنچا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ روزہ داروں نے روزے کھول لیے ہیں؟ کہا ہاں، کہا میرے منہ میں پانی ڈال دو۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما حوض پر گئے اور ڈول میں پانی لے کر آئے، دیکھا کہ وہ سانس پورے کر چکے تھے، ذہبی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۴۸) سیدنا عبداللہ بن مسعود الہذلی رضی اللہ عنہ

عبداللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب بن ثعلبہ بن مخزوم بن صلبہ بن کل بن حارث بن حمیم بن سعد بن ہزمل بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر۔
ان کے والد مسعود ایام جاہلیت میں عبداللہ بن الحارث بن زہرہ کے حلیف بن گئے تھے، ان کی والدہ ام عبد بنت عبدود بھی صلبہ بن کل کی نسل سے ہیں اور ان کی مثنی قیلہ بنت الحارث بن زہرہ (زہریہ) ہیں۔

یہ قدم الاسلام ہیں، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کچھ پہلے مشرف باسلام ہوئے، ان کی اہلیہ فاطمہ بنت الخطاب رضی اللہ عنہا ہیں، انہوں نے بیان کیا ہے کہ یہ عقبہ بن ابی معیط کا رچوڑ چرایا کرتے تھے، ایک روز نبی اکرم ﷺ مع سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ وہاں سے گزرے پوچھا ان کے دودھ ہے، انہوں نے کہا ہاں! مگر میرا نہیں میں تو امانت دار ہوں، فرمایا! ایسی بکری لے آؤ جس پر نہ چڑھا ہو، یہ لے آئے، نبی اکرم ﷺ نے تھن کو ہاتھ لگایا اور دودھ نکال لیا، خود بھی پیا اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی پلایا، بکری کا تھن پھر خشک ہو گیا، انہوں نے عرض کی کہ مجھے بھی یہ کام سکھادیا جائے، فرمایا! ہاں تم تو معلم جو ان ہو۔

بعد ازاں ابن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہنے لگے، نبی اکرم ﷺ کو جوتا پہناتے، آگے آگے چلا کرتے، خواب سے جگایا کرتے تھے، امام ابن عبدالبر نے ایک روایت بیان کی ہے جس میں ان کا نام بھی مشرہ مشرہ میں آجاتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ قرآن چار مضمونوں سے سیکھو، ابن مسعود رضی اللہ عنہ، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور سالم مولیٰ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ۔

ایک بار انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے اپنی یہ آرزو پیش کی :

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَلْکَ اِنْسَانًا لَا یَرْتَدُّ وَ نَعِیْشًا لَا تَنْفَدُ وَ مَرْاَقَةً نِّیْسَکَ مُحَمَّدًا
فِیْ اَعْلٰی جَنَّةِ الْخُلْدِ۔

نبی اکرم ﷺ نے اس دعا کی قبولیت کی بشارت عطا فرمائی۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ قد کے چھوٹے تھے، لمبے قد کا آدمی بیضا ہوا اور یہ کھڑے ہوئے برابر برابر نظر آیا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے جگہ بدر کے دن ابوجہل کو انہی کے ہاتھوں

سے قتل کرایا تھا۔

حذیفہؓ حلفاً بیان کرتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ کے طریق روایت اور عمل کا واقف ابن مسعودؓ سے بڑھ کر ہم کو کوئی معلوم نہیں۔

ابن مسعودؓ کہتے ہیں لوگ جانتے ہیں کہ میں ان سب میں سے کتب اللہ کا خوب عالم ہوں۔ قرآن مجید میں کوئی سورہ یا آیت نہیں مگر جانتا ہوں میں کہ وہ کب اتری اور کہاں اتری۔ ابوواکل راوی کہتا ہے کہ ان کے اس بیان کا کسی نے انکار نہیں کیا۔ سیدنا عمر فاروقؓ ان کو علم کی تہلی کہا کرتے تھے، سیدنا عمر فاروقؓ نے جب عمار بن یاسرؓ اور ابن مسعودؓ کو کوفہ کا منصب دار کر کے بھیجا تو اپنے فرمان میں اہل کوفہ کو یہ الفاظ لکھے تھے :

”میں عمار بن یاسر کو امیر اور ابن مسعود کو معلم و وزیر بنا کر بھیجتا ہوں، یہ دونوں

اصحاب رسول میں سے نجباء میں شامل ہیں، اہل بدر ہیں، ان کی اقتداء کرو اور ان کی

بات سنو، ابن مسعودؓ کے لئے تو میں نے اپنی جان پر ایثار کیا ہے۔“

سیدنا عثمان غنیؓ کے عہد میں کوفہ سے مدینہ واپس پہنچ گئے تھے۔ اسی جگہ سنہ ۳۳ھ کو وفات پائی اور حسب وصیت رات ہی میں بقیع کے قبرستان میں دفن کیے گئے۔

مواخات مکہ میں ان کو سیدنا زبیرؓ کا بھائی بنایا گیا تھا۔

ان کی زندگی میں باغیان عثمانیؓ کے فتنوں کی ابتداء ہو گئی تھی۔ ابن مسعودؓ نے فرمایا، اگر لوگوں نے ان کو قتل کر دیا تو پھر ان کو ایسا خلیفہ نہ ملے گا۔

مرویات حدیث ۳۸، ازاں جملہ متفق علیہ ۶۴، صرف بخاری میں ۲۱، صرف مسلم میں

۳۵ ہیں، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۴۹) سیدنا عبد اللہ بن مظعون قرشی المحمّی رضی اللہ عنہ

عبد اللہ بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن نجح۔
نہایت قدیم الاسلام ہیں، ان کے تین بھائی اور تھے: عثمان، سائب اور قدام۔
چاروں بھائی قدیم الاسلام ہیں، چاروں نے اول ہجرت حبشہ کی اور پھر ہجرت مدینہ، پھر
شامل بدر ہوئے۔

عبد اللہ بن مظعون نے سنہ ۳ھ میں بعمر ۶۰ سال وفات پائی، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۵۰) سیدنا عبیدہ بن حارث بن مطلب بن عبد مناف

قرشی المطلبی رضی اللہ عنہ

نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ان کا نسب عبد مناف میں شامل ہو جاتا ہے۔ مطلب وہاں
حقیقی بھائی تھے، یہ دونوں اور ان کی اولاد ہمیشہ متحد و متفق رہے۔
بزرگوار عبیدہ ہجرت قدیم الاسلام ہیں یعنی دار ارقم کے تعلیم گاہ بنائے جانے سے پیشتر
مشرک باسلام ہو چکے تھے، ہجرت مدینہ کے وقت طفیل اور حصین ان کے دونوں بھائی بھی
رفیق سفر تھے۔

نبی اکرم ﷺ ان کی قدر و منزلت خاص طور پر فرمایا کرتے تھے۔ اہل بدر میں سب سے
زیادہ عمر کے یہی تھے، ان کی پیدائش نبی اکرم ﷺ سے دس برس پہلے کی ہے۔ اسلام میں پہلا
سردار جو آسی (۸۰) مساجرین کے لشکر کے ساتھ دشمن کے تجسس میں بھیجا گیا، یہی ہیں۔

غزوہ بدر میں انہوں نے عطاء عظیم برداشت کی اور شہد کرم حاصل کیا۔
دشمن کے مقابلہ میں ان کا پاؤں کٹ گیا تھا، بدر سے ایک منزل پر واپس ہوتے ہوئے ان
کا انتقال ہوا اور راہ ہی میں دفن ہوئے۔ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ اس راہ سے گزرے،
ہمراہیوں نے عرض کیا کہ ادھر سے کستوری کی خوشبو آ رہی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، ہاں
کیونکہ وہ یہاں ابو معاویہ ہجرت کی قبر بھی تو ہے (ان کی کنیت ابو معاویہ ہے)۔

خوش اندام اور خوبو تھے، بوقت شہادت ۶۳ سال کی عمر تھی، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۵۱) سیدنا عبدالرحمن بن عوف القرشی رضی اللہ

عبدالرحمن بن عوف بن عبد عوف بن عبد بن حارث بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی۔

نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نسب میں کلاب نمبر ۲ میں شامل ہو جاتے ہیں۔ ان کی والدہ شفاء بنت عوف بھی قریشیہ زہریہ ہیں، واقعہ فیل سے دس سال بعد پیدا ہوئے، قدیم الاسلام ہیں، دار ارقم میں آغاز تعلیم سے پیشتر مسلمان ہو چکے تھے، یہ ان دس صحابہ میں سے ہیں جن کو نبی اکرم ﷺ نے بشارت جنت عطا فرمائی تھی۔ یہ ان چھ میں سے ہیں جو خلافت کے اصحاب شوری ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے ان کو اَنْتَ اَمِيْنٌ فِیْ اَهْلِ السَّعَاءِ وَ اَمِيْنٌ فِیْ اَهْلِ الْاَرْضِ فرمایا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کو دومتہ الجندل کی طرف بنو کلب کی جانب بھیجا تھا اور اپنے ہاتھ سے ان کے سر پر علامہ باندھا تھا اور فرمایا تھا کہ بسم اللہ جاؤ، جب فتح ہو جائے تو وہاں کے حکمران کی بیٹی سے شادی کر لیتے۔

بدر میں حاضر تھے۔ جنگ اُحد میں ان کے جسم میں اکیس زخم آئے تھے، ایک زخم ٹانگ پر تھا جس کی وجہ سے یہ لنگڑا نے لگے تھے۔ قریش میں سب سے زیادہ مالدار تھے اور سخی بھی اعلیٰ درجے کے تھے۔ ایک روز تمیں غلام اللہ کی راہ میں آزاد کیے تھے۔ نبی اکرم ﷺ کے بعد اہمات المؤمنین کے مصارف کے بھی کفیل تھے۔

ابن عیینہ نے بیان کیا ہے کہ جب ان کی میراث تقسیم ہونے لگی تو ان کی مطلقہ عورت کو (جسے مرض الموت میں طلاق دی تھی) ۱/۸ کے حصہ سوم میں سے ۸۳ ہزار روپیہ آیا تھا۔

نقدی کے علاوہ ایک ہزار اونٹ، تین ہزار بکریاں، ایک سو گھوڑا ورش میں چھوڑا تھا۔ انہوں نے سنہ ۳۱ھ میں یا سنہ ۳۲ھ میں بعمر ۷۲ سال مدینہ منورہ میں انتقال کیا تھا۔ ان کی اولاد حسب ذیل ہے :

اولاد

ابو سلمہ فقیہ

محمد، سالم، واثم، القاسم

تمام زوجہ

تماضر بنت الاصبغ

ام کلثوم بنت عقبہ

ام کلثوم بن عتبہ

ابراہیم، حمید، اسماعیل

بحیرہ بنت ہانی

عروہ جو افریقہ میں شہید ہوئے

سہلہ بنت سہیل بن عمرو العاصری

سالم اصغر

ام حکم بنت قارظہ بن خالد

ابوبکر

بنت انس بن رافع انصاری

عبداللہ اکبر (شہید افریقہ) قاسم

اسماء بنت سلامت بن مخرمہ

عبداللہ، اصغر، عبدالرحمن بن عبدالرحمن

نفیسہ

معصب

مجد بنت یزید بن سلامت

سہیل

غزال بنت کسرئ (مدائن میں گرفتار ہوئی)

عثمان

بادیہ بنت غیلان

جویریہ (زوجہ مسور بن مخرمہ)

سہلہ صفری بنت عاصم بن عدی

محمد، محسن، زید

سیدنا عمرؓ نے خلافت کے لیے چھ بزرگوں کو شوری میں داخل کیا اور ان ہر شخص

کو مستحق خلافت فرمایا۔ علیؓ، عثمانؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، سعد بن وقاصؓ

اور عبدالرحمن بن عوفؓ۔

سیدنا زبیرؓ نے علیؓ کو، طلحہؓ نے عثمانؓ کو اور سعد بن وقاصؓ نے

عبدالرحمنؓ کو اپنی اپنی رائے کا وکیل کر دیا۔ اب چھ میں سے علیؓ اور عثمانؓ کو

عبدالرحمنؓ نے فرمایا :

هَلْ لَكُمْ اَنْ اخْتَارَكُمْ وَ اتَّقَى مِنْهَا۔

”میں تو انا ہوں اور تم کو تو تمہارا فیصلہ کر دتا ہوں“

سیدنا علیؓ نے فرمایا :

اَنَا اَوَّلُ مَنْ رَضِيَ فَلْيَنْتِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ

اَلَتَّ اَمِيْنٌ فِيْ اَهْلِ السَّمَاءِ وَ اَمِيْنٌ فِيْ اَهْلِ الْاَرْضِ۔

”سب سے پہلے میں رضامندی کا اظہار کرتا ہوں کیونکہ میں نے نبی اکرم ﷺ

کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عبدالرحمنؓ (ؓ) آسمان والوں میں بھی امین ہے

اور زمین والوں میں بھی۔“

اس کے بعد انہوں نے امیر المؤمنین عثمانؓ کو ترجیح دی اور ان کے ہاتھ پر سب کی بیعت ہو گئی۔

مرویات حدیث ۶۵، متفق علیہ ۲، صحیح بخاری ۵ ہیں، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۵۲) سیدنا عبد یلیل بن ناشب الیشی رضی اللہ عنہ

بنو سعد بن یث کے قبیلہ سے ہیں، بنو عدی بن کعب کے حلیف تھے۔ بدر میں حاضر ہوئے، خلافت فاروقؓ جوہر میں وفات پائی، انتہائی ضعیف تھے۔ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۵۳) سیدنا عمرو بن الحارث بن زہیر القرشی الفہری رضی اللہ عنہ

عمرو بن (یا عمر) حارث بن زہیر بن ابی شہاد بن ربیعہ بن بلال بن مالک بن ضبہ بن حارث بن فہر۔

ان کا نسب نبی اکرم ﷺ کے ساتھ فرمبرا کے ساتھ شامل ہو جاتا ہے۔ قدیم الاسلام میں، مکہ میں اسلام لائے اور حبشہ کو ہجرت دوم میں ہجرت فرمائی۔ عقبہ نے ان کو اہل بدر میں شمار کیا ہے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۵۴) سیدنا عمرو بن سراقہ القرشی العدوی رضی اللہ عنہ

یہ عبداللہ بن سراقہ کے بھائی ہیں، جن کا نسب نامہ لکھا جا چکا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مرہ نمبر۴ میں شامل ہو جاتے ہیں۔ بدر، اُحد اور دیگر جملہ مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے حضور میں حاضر رہے۔ امیر المؤمنین سیدنا عثمانؓ جوہر کی خلافت میں وفات پائی۔

مزید حالات از مرتب: عمرو نام، والد کا نام سراقہ تھا، ان کا شجرہ نسب اس طرح ہے: عمرو بن سراقہ بن معتمر بن انس بن اواہ بن زراح بن عدی بن کعب بن لوی قرشی عدوی۔

یہ ان خوش نصیب لوگوں میں سے ہیں جو اسلام کے ابتدائی دور میں مشرف باسلام ہوئے۔ یہ مہاجرین میں سے ہیں، ہجرت مدینہ کی۔ رفاعہ بن عبد المنذر کے ہاں مسمان ہوئے۔ یہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں آپ کے ہمراہ رہے۔ بدر، اُحد اور

خندق میں شرف جہاد حاصل کیا۔ یہ بڑے غزوات کے ساتھ ساتھ چھوٹے سرایا میں بھی شامل ہوتے رہے۔

عامر بن ربیعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک سریہ میں عمرو بن سراقہؓ ہمارے ساتھ تھے، راستہ میں فاقہ کی نوبت آگئی۔ عمرو چھوڑے بدن کے نازک اندام اور لمبے آدمی تھے۔ اس لیے ان کی حالت زیادہ نازک ہو گئی، پیٹ پر پتھر باندھ کر چلنے کے قابل ہوئے۔

ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔ سیدنا عثمانؓ کے زمانہ میں انہوں نے وفات پائی، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۵۵) سیدنا عمرو بن ابی عمرو بن شداد القرشی الفہری رضی اللہ عنہ

ابو شداد کنیت رکھتے تھے، بنو ضبہ میں سے اور اولاد حارث بن فہر میں سے ہیں۔ ۳۲ سالہ تھے جب غزوہ بدر میں شامل ہوئے، ۳۶ سالہ تھے جب گھنٹی ٹپانیدار سے انتقال فرمایا، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۵۶) سیدنا عمرو بن ابی سرح بن ربیعہ القرشی الفہری رضی اللہ عنہ

عمرو بن ابی سرح بن ربیعہ بن ہلال بن اسیب بن عقبہ بن حارث بن فہر۔ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ فہر نمبر ۱۱ میں شامل ہو جاتے ہیں۔ ابو سعید کنیت ہے، یہ اور ان کے بھائی وہب بن ابی سرح مہاجرین حبشہ میں سے ہیں۔ دونوں بھائی بدری ہیں، اُحد و خندق و دیگر مشاہد میں بھی انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رہنے کا شرف حاصل کیا ہے۔

سنہ ۳۰ کو مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۵۷) سیدنا عثمان بن مظعون القرشی المحضی رضی اللہ عنہ

عثمان بن مظعون بن حبیب بن وہب بن خذاذ بن محج بن عمرو بن مہضم۔ ابو السائب کنیت کرتے تھے، ان کی اہلیہ مسخولہ بنت العنس کاتب بھی محج میں جا کر

شامل ہو جاتا ہے 'سیدنا عثمان بن مظعونؓ ۱۳ آدمیوں کے داخل اسلام ہوئے۔ ہجرت حبشہ و مدینہ کا شرف حاصل کیا' بدر میں حاضر ہوئے' بدر کے بعد ان کا انتقال داخلہ مدینہ سے ۲۲ ماہ بعد ہوا' مہاجرین میں سے پہلے شخص ہیں جو مدینہ میں فوت ہوئے اور پہلے شخص ہیں جو جنت البقیع میں مدفون ہوئے' غسل و کفن کے بعد نبی اکرم ﷺ نے ان کی پیشانی کو چوم لیا تھا' ایک عورت نے یہ دیکھا تو کہا کہ عثمانؓ کو جنت مبارک ہو' نبی اکرم ﷺ نے ادھر تیز نگاہوں سے دیکھا اور پوچھا تجھے اس کا پتہ کیونکر ہوا' اس حدیث میں یہ تعلیم دی گئی کہ کسی شخص کو جنتی کہنے کا منصب صرف اللہ اور رسول کو ہے' دوسرا شخص قرآن یا قیاس سے ایسا حکم نہیں لگا سکتا۔

سیدنا عثمانؓ فضلاً (صحابہ) میں سے تھے' انہوں نے ایام جاہلیت میں ہی شراب کو چھوڑ دیا تھا۔ کسی نے ان سے وجہ پوچھی' کہا میں کیوں ایسا کام کروں کہ اپنی عقل کھو بیٹھوں اور ادنیٰ ادنیٰ درجہ کے شخص کو ہنسنے کا موقعہ دوں' بیٹی بہن کی تمیز سے بھی جاتا رہوں۔

انہوں نے ازراہ زہد خاصی بننے کا ارادہ کر لیا تھا' نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا۔ فرمایا روزے زیادہ رکھا کرو۔ ان کی موت پر ان کی بیوی کے یہ اشعار ہیں :

یاعین جودی بدمع غیر ممنون	علیٰ زریہ عثمان ابن مظعون
علیٰ امری کان فی رضوان خالقہ	طوبیٰ لہ من فقید الشخص مدفون
طاب البقیع لہ سکنی و غرقہ	واشرقت ارضہ من بعد تفتین
واورث القلب حزناً لا انقطاع لہ	حتی الحماۃ وما ترقیٰ لہ شیون

نبی اکرم ﷺ نے ان کی قبر پر شناخت کے لیے ایک پتھر کھڑا کروا دیا تھا۔ جب ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو ان کو بھی سیدنا عثمانؓ کے سامنے دفنایا تھا' رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۵۸) سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ

ان کے والد یاسرؓ چھ کاتب منس بن مالک سے جا ملتا ہے' یہ عرفی خطابی مذہبی الاصل ہیں' یاسر کا ایک بھائی گم ہو گیا تھا' اس کی تلاش میں یاسر اور حارث اور مالک

تینوں بھائی مکہ پہنچے، حارث اور مالک تو یمن کو واپس چلے گئے اور یاسر مکہ میں ٹھہر گئے اور ابو حذیفہ بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمرو بن مخدوم کے حلیف بن گئے، ابو حذیفہ نے ان کا نکاح اپنی لوتھی سمیہ بنت خیاط سے کر دیا، جب عمار پیدا ہوئے تو سمیہ کو آزاد کر دیا گیا، اس مناسب سے آپ کو مخدومی بھی کہتے ہیں۔

یاسر اور سمیہ اور عمار تینوں اسلام میں ابتداء ایام ہی میں داخل ہو گئے تھے۔ سمیہ وعامر نے اسلام کے لیے سخت ترین تکلیف کو برداشت کیا۔ خاتون سمیہ پہلی خاتون ہیں جو اسلام کے لیے قتل کی گئیں۔

سیدنا عمار بن یاسر مہاجرین اولین میں سے ہیں، ذوالحجرتین اور نماز گزار قبلتین ہیں۔ جنگ بدر میں حاضر تھے اور ان کو سخت امتحان دینا پڑا تھا۔ جنگ یمامہ میں بھی خصوصیت کے ساتھ انہوں نے تکالیف شاقہ کو برداشت کیا تھا۔ اسی جنگ میں ان کا ایک کان اڑ گیا تھا۔

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جنگ یمامہ میں سیدنا عمار رضی اللہ عنہ زخم خوردہ ایک پتھر پر پڑے ہوئے تھے، خون جاری تھا اور وہ باواز بلند کہہ رہے تھے مسلمانو! کدھر جا رہے ہو، کیا جنت سے بھاگتے ہو، ادھر آؤ میں عمار بن یاسر (رضی اللہ عنہ) ہوں۔

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں عمر میں نبی اکرم ﷺ کا ہم سن ہوں۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ عمار رضی اللہ عنہ قدموں تک (کانوں تک) ایمان سے بھرپور رہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اَوْ مِنْ كَانَ مِثْلًا خَيْرًا وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَفْشِي بِهِ النَّاسُ كَعَصَاكَ عَمَارُ بْنُ يَاسِرٍ رضی اللہ عنہ ہیں۔ امیر المؤمنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ عمار رضی اللہ عنہ آئے اور اندر آنے کی اجازت مانگی، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا! مَرْحَبًا بِالظَّنِّبِ الْمُظْلَمِ۔

عبدالرحمن بن ابزی کہتے ہیں کہ جنگ صفین میں امیر المؤمنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیعت الرضوان والے ۸۰۰ بزرگ آدی تھے، جن میں سے ۳۳ شہید ہوئے تھے، عمار رضی اللہ عنہ بھی شہداء میں تھے۔

امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو گور ز کوفہ بنایا تھا اور اپنے فرمان میں لکھا تھا کہ عمار رضی اللہ عنہ کو حاکم اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو وزیر و معلم بنا کر بھیجتا ہوں، ان کی

اطاعت و اقتدا کرو۔

نبی اکرم ﷺ نے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا: تَقْتُلُكَ الْفِتْنَةُ الْبَاطِنِيَّةُ ”جتنے باغی گروہ قتل کرے گا۔“

مغین میں داد شجاعت دے رہے تھے کہ انہوں نے پانی مانگا، ان کے سامنے دودھ پیش کیا گیا، دودھ پی کر کہا اَلْيَوْمَ اَلْقَى الْاَحْبَبَةَ۔ ”آج پیارے دوستوں سے ملاقات ہوگی“ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تیری آخری خوراک دودھ ہو گا۔ ایک اور عورت دودھ لے آئی، وہ بھی پیا اور فرمایا! اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْجَنَّةُ تَحْتَ الْاَسْنَةِ۔ ”جنت تو نیروں کے نیچے ہے۔“

ایک حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر ایک نبی کو وزراء، رفقاء و نجباء سات سات ملتے رہے، مجھے چودہ ملے ہیں۔ سیدنا حمزہ، سیدنا جعفر، سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا علی، سیدنا حسن و حسین، سیدنا عبداللہ بن مسعود، سیدنا عمار، سیدنا ابوذر، سیدنا حذیفہ، سیدنا مقداد، سیدنا بلال رضی اللہ عنہما۔

جنگ مغین بماء ربیع الآخر ۳ھ کو ہوا، عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی عمروقت شہادت قریب نوے سال تھی۔ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے ہم سن ہیں کہ ان کی عمر ۸۹ سال شمار آتی ہے۔

مرویات حدیث ۶۲، متفق علیہ ۲، صرف بخاری میں ۳ اور مسلم میں صرف ایک ہے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۵۹) سیدنا عمیر بن ابی وقاص القرشی الزہری رضی اللہ عنہ

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (احد العشرة المبشرة) کے بھائی ہیں۔ بدر میں حاضر ہوئے، نبی اکرم ﷺ نے ان کو چھوٹا سمجھا اور واپس کر دینے کا ارادہ فرمایا۔ یہ رونے لگ گئے، نبی اکرم ﷺ نے اجازت جماد عطا فرمائی۔ لڑے اور شہید ہو گئے، اس وقت عمر مبارک ۲۱ سال کی تھی۔

مزید حالات از مرتب: ان کا نسب نامہ یہ ہے: عمیر بن ابی وقاص بن وہیب بن سفیان بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی القرشی۔

ان کی والدہ کا نام حمنہ بنت سفیان ہے۔ ان کے بھائی سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ ہجرتِ فارحِ ایران ہیں۔ ان کے بڑے بھائی سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ ہجرتِ ابتداء ہی میں مسلمان ہو گئے تو انہوں نے بھی عہدِ طفولیت میں اسلام کو قبول کر لیا۔ جب ہجرتِ مدینہ کی تو ان کی عمر صرف چودہ سال تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کی دل بستگی کے لیے سیدنا سعد بن معاذؓ کے چھوٹے بھائی سیدنا عمرو بن معاذؓ سے اسلامی اخوت کا رشتہ قائم فرمایا، یہ دونوں تقریباً ہم عمر تھے۔
'رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ'

(۶۰) سیدنا عمیر بن عوف مولیٰ سہیل بن عمر العامری

رضی اللہ عنہ

کہہ میں پیدا ہوئے، سہیل بن عمرو کے مولیٰ آزاد کردہ غلام تھے۔ بدر، احد، خندق اور دیگر مشاہدِ نبوی ﷺ میں حاضر تھے، خلافتِ فاروقی میں وقتِ پائی، 'رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ'۔

(۶۱) سیدنا عقبہ بن وہب رضی اللہ عنہ

ابن وہب بھی مشہور ہیں اور ابن ابی وہب بھی، ان کا سلسلہ نسب اسد بن خزیمہ سے جا ملتا ہے۔ بدر میں خود بھی حاضر تھے اور ان کے بھائی شجاع بن وہب بھی حاضر تھے۔ یہ دونوں بنو عبد شمس کے حلیف تھے، 'رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ'۔

(۶۲) سیدنا عوف بن اثاثہ قرشی المطلبی رضی اللہ عنہ

عوف بن اثاثہ بن عباد بن مطلب بن عبد مناف بن قصی۔
مطعم کے عرف سے زیادہ مشہور ہیں، ان کی والدہ مسلٰی بنت ابورہم بھی مطلبی ہیں، ان کی ثانی ربطہ بنت صخر بن عامر سیدنا ابوبکرؓ کی خالہ ہیں۔ بدر میں حاضر تھے، سنہ ۳۳ھ میں بعمر ۵۶ سال انتقال کیا، 'رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ'۔

(۶۳) سیدنا عیاض بن زہیر بن ابوشہداد القرشی الفہری رضی اللہ عنہ

ابوسعید کنیت، مہاجرین حبشہ میں سے ہیں، ان کا نسب یہ ہے: عیاض بن زہیر بن ابوشہداد بن ربیعہ بن ہلال بن وہب بن ضبہ بن حارث بن فہر۔
یہ عیاض بن غنم کے چچا ہیں اور ابن غنم کے کارنامے فتوحات شام میں بہت مشہور ہیں۔ عیاض بن زہیر کا انتقال سنہ ۳۰ھ کو شام میں ہوا، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۶۴) سیدنا قدامہ بن مظعون القرشی المہجی رضی اللہ عنہ

قدامہ بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن مجہ۔
ابو عمرو کنیت کرتے تھے، مہاجرین حبشہ میں سے ہیں۔ اپنے برادران عثمان و عبداللہ کی معیت میں ہجرت کی تھی۔ ام المؤمنین سیدہ حفصہ بن عمر رضی اللہ عنہا کے ماموں بھی یہی ہیں، ان کی والدہ بھی بنو مجہ سے تھی۔
بدر اور جملہ مشاہد میں برابر حاضر رہے۔

ان کی بہن سیدنا عمر بنت جحش کے گھر میں اور سیدہ صفیہ بن الخطاب ان کے گھر میں تھی۔ سیدنا عمر فاروق جحش نے ان کو حاکم بحرین بنا دیا تھا، پھر وہاں سے معزول کر کے عثمان بن ابو العاص کو ان کا جانشین بنایا تھا۔ وجہ معزول یہ بیان کی جاتی ہے کہ جارود سید قبیلہ عبدالقیس نے سیدنا عمر فاروق جحش سے آکر عرض کیا کہ قدامہ نے شراب پی ہے اور میں نے اس کی اطلاع کا آپ تک پہنچانا فرض شرعی سمجھا ہے۔ سیدنا فاروق جحش نے پوچھا کوئی آدمی دوسرا گواہ؟ کہا ابو ہریرہ جحش ہیں، سیدنا ابو ہریرہ جحش نے آکر یہ شہادت دی کہ میں نے اسے پیتے نہیں دیکھا، میں نے اسے نشہ میں دیکھا اور وہ قے کر رہا تھا۔ فرمایا تم تو گہرے لفظوں میں شہادت دیتے ہو۔

بعد ازاں قدامہ جحش کو حاضری کا حکم دیا گیا۔ قدامہ آگئے تو جارود نے کہا اس پر حد جاری کی جائے۔ سیدنا فاروق جحش نے کہا تم مدعی ہو یا گواہ ہو؟ جارود نے کہا گواہ ہوں۔ پھر کہا کہ اس پر حد جاری کی جائے۔ سیدنا عمر فاروق جحش نے کہا تم مدعی معلوم ہوتے ہو اور گواہ ایک رہ جاتا ہے۔ جارود نے کہا کہ میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں، سیدنا عمر

فاروقؓ نے کہا کہ زبان بند کرو ورنہ اچھا نہیں ہو گا۔ جارود بولا بخدا یہ تو ٹھیک نہیں کہ آپ کا ابن العلم شراب پئے اور شامت ہماری آئے۔ سیدنا ابو ہریرہؓ نے کہا اگر آپ کو ہماری شامت میں شک ہے تو دختر ولید یعنی البیہ قدامہ سے دریافت کر لیجئے۔ سیدنا عمرؓ نے ہند بن الولید کے پاس معتبر شخص کو بھیجا اور قسم دے کر دریافت کیا، اس نے شوہر کے خلاف شامت دے دی۔

اب سیدنا عمر فاروقؓ نے قدامہ سے کہا کہ تم پر حد جاری کی جائے گی۔ قدامہ بڑھ بولے اچھا اگر یہی بات ہے جیسا کہا جاتا ہے کہ میں نے شراب پی تب بھی مجھ پر حد نہیں لگائی جاسکتی۔ سیدنا فاروقؓ نے پوچھا کیوں؟ قدامہ نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِیْ مَا طَعَمُوا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَاْمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾

سیدنا فاروقؓ نے کہا کہ تم نے اس کے معنی میں غلطی کھائی ہے۔ اگر تو تقویٰ اختیار کرتا تو حرام شے سے پرہیز کرتا۔

بعد ازاں عمر فاروقؓ نے شورعی کا اجلاس بلایا اور دریافت کیا کہ قدامہ پر حد جاری کرنے میں ان کی رائے کیا ہے؟ سب نے کہا کہ جب تک وہ تیار ہے اس پر حد نہ لگنی چاہیے۔ سیدنا عمر فاروقؓ چند روز خاموش رہے، پھر عمرؓ نے شورعی میں پوچھا اور لوگوں نے کہا کہ ابھی اسے درد کی شکایت ہے حد نہ چاہیے۔ سیدنا عمرؓ نے فرمایا اگر وہ کوڑے کھاتا ہوا اللہ سے جا ملے تو مجھے زیادہ اچھا معلوم ہوتا ہے، اس سے کہ میں اللہ کے سامنے حاضر ہوں اور اس کی جواب دہی میری گردن پر ہو۔ اچھا کوڑہ لاؤ پورا پورا۔ بعد ازاں قدامہ کو حد لگائی گئی، قدامہ نے اس روز سے سیدنا عمر فاروقؓ کے ساتھ بولنا چھوڑ دیا۔ بعد ازاں سیدنا عمرؓ حج کو گئے تو قدامہؓ بھی ساتھ تھے۔ سیدنا عمرؓ خواب سے اٹھے تو کہا کہ قدامہ کو لاؤ، مجھے اس خواب میں کہا گیا ہے کہ قدامہؓ سے صلح کر لو۔ قدامہؓ کو بلوایا اور بات چیت کی گئی اور بالآخر صلح صفائی ہو گئی۔ قدامہؓ ۳۶ھ کو بمر ۶۸ سال فوت ہوئے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۶۵) سیدنا کثیر بن عمرو السلمی رضی اللہ عنہ

یہ حلفاء بنو اسد میں سے ہیں، ابن اسحاق کہتے ہیں کہ بدر میں کثیر بن عمرو اور ان کے دونوں بھائی مالک بن عمرو اور ثعب بن عمرو بھی شریک ہوئے تھے۔ ابن عبد البر کہتے ہیں کہ کثیر نام صرف ایک ہی روایت میں آیا ہے اور ممکن ہے کہ کثیر ہی کا لقب لقب ہو۔
رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۶۶) سیدنا کناز بن حصین ابو مرثد الغنوی رضی اللہ عنہ

ان کا نسب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مضر میں شامل ہو جاتا ہے۔ کناز اور ان کے فرزند مرثد دونوں بدری ہیں اور ابو مرثد امیر حمزہ بن عبد المطلب کے حلیف ہیں اور کبار صحابہ میں سے ہیں۔

مرثد یوم الرجیع کو شہید ہوئے اور ان کے والد ابو مرثد نے سنہ ۱۴ھ کو خلافت سیدنا ابو بکرؓ میں لبر ۶۶ سال انتقال کیا، مواخت میں یہ عبادہ بن صامت کے بھائی تھے، ان کے پوتے انیس بن مرثد بھی صحابی ہیں، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۶۷) سیدنا مالک بن امیہ بن عمرو السلمی رضی اللہ عنہ

یہ بنو اسد بن خزیمہ کے حلیف ہیں، بدر میں حاضر ہوئے اور جنگ یمامہ میں شہید ہوئے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۶۸) سیدنا مالک بن ابو خولی الجعفی رضی اللہ عنہ

مالک بن ابو خولی بن عمر بن عثم بن حارث معاویہ بن عوف بن سعد بن جعت (من حج) یہ بنو عدی بن کعب کے حلیف ہیں۔ بدر میں حاضر ہوئے، ان کے بھائی خولی بن ابو خولی بھی بدری ہیں، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۶۹) سیدنا مالک بن عمرو السلمی رضی اللہ عنہ

یہ بنو عبد شمس کے حلیف ہیں، بدر میں حاضر تھے۔ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے، ان کے بھائی ثقف بن عمرو اور مد بن عمرو بن بدری ہیں، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۷۰) سیدنا مالک بن عمیلہ بن السباق رضی اللہ عنہ

یہ بنو عبد الدار میں سے ہیں۔ امام موسیٰ بن عقبہ نے ان کو بدریوں میں شمار کیا ہے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۷۱) سیدنا محرز بن نضلہ الاسدی رضی اللہ عنہ

محرز بن نضلہ بن عبد اللہ بن مرہ بن کبیر بن فہم بن دودان بن اسد۔ یہ بنو اسد بن خزیمہ میں سے ہیں، بنو عبد شمس کے حلیف تھے، بنو عبد الاشہل ان کو اپنا حلیف بتایا کرتے تھے۔ بدر، احد اور خندق میں حاضر تھے، غزوہ ذی قردہ ۶ھ میں انہوں نے بڑے کارنامے دکھائے اور مسعدہ بن حکمہ کے ہاتھ سے شہرت شہادت نوش فرمایا، اس وقت ان کی عمر ۳۷ سال کی تھی۔ ان کا لقب اخرم ہے۔

مزید حالات از مرتب : سیدنا محرز سفید رنگ کے حسین، خوبصورت اور بہادر نوجوان تھے۔ یہ مومنین سابقین میں سے ہیں۔ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ پہنچے۔ انصار کے قبیلہ عبد الاشہل نے ان کو اپنا حلیف بنا لیا۔ ان کی سیدنا عمار بن حزم جیٹھ سے اسلامی اخوت قائم ہوئی۔

غزوہ بدر، احد اور خندق میں نہایت شجاعت اور بہادری سے لڑے۔
خواب : شہادت سے چند دن پہلے انہوں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان کے دروازے ان کے لیے کھول دیئے گئے ہیں اور وہ عالم بالا کی سیر کرتے ہوئے ساتویں آسمان اور سدرة المنتہی تک پہنچ گئے ہیں پھر ان سے کہا گیا یہ تمہارا مکمن ہے۔
 دوسرے دن انہوں نے یہ خواب سیدنا ابو بکر صدیق جیٹھ سے بیان کیا۔ انہوں نے اس خواب کی تعبیر یہ فرمائی کہ تمہیں شہادت کی مبارک ہو۔ چنانچہ چند دن بعد غزوہ ذی

قرہ کی شہادت نے ان کو سدرۃ المنتہی کے دائمی سکن میں پہنچا دیا۔

شہادت : ان کی شہادت کا واقعہ اس طرح ہے کہ بنو فزارہ نے مدینہ کی چراگاہ میں نبی اکرم ﷺ کے اونٹوں پر چھاپہ مارا اور گلہ بان کو قتل کر کے اونٹوں کو اپنے ساتھ لے چلے۔ سیدنا سلمہ بن الاکوعؓ بیٹھ موقع واردات کے قریب موجود تھے، انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے غلام سیدنا رباحؓ کو گھوڑے پر سوار کر کے اطلاع کے لیے مدینہ بھیجا اور خود پہاڑ پر چڑھ کر دیر تک تما تیروں اور پتھروں سے ان عارت گروں کا مقابلہ کرتے رہے۔ اسی اثناء میں درختوں کے جھنڈ سے نبی اکرم ﷺ کے سوار نکلے ہوئے نظر آئے۔ سب سے آگے سیدنا محرز بن فضلہ اسدیؓ بیٹھ تھے۔ ان کے پیچھے سیدنا ابو قتادہ انصاریؓ بیٹھ اور سیدنا مقداد بن اسودؓ بیٹھ تھے۔ سیدنا سلمہ بن الاکوعؓ بیٹھ نے سیدنا محرز بن فضلہ الاسدیؓ بیٹھ کے گھوڑے کی لگام پکڑ کر کہا آگے نہ بڑھو، مجھے ڈر ہے کہ تم گھیرے جاؤ گے تو سیدنا محرزؓ بیٹھ بولے سلمہ! اگر تم اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو تو میری شہادت میں حائل نہ ہو۔ سیدنا سلمہؓ بیٹھ نے باگ چھوڑ دی اور وہ گھوڑا دوڑاتے ہوئے عبدالرحمن فزاری کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور ایک ایسا وار کیا کہ عبدالرحمنؓ کا گھوڑا کٹ کر ڈھیر ہو گیا لیکن اس کا نیزہ بھی خالی نہ گیا، سیدنا محرزؓ بیٹھ شہید ہو گئے۔ وہ اچھل کر سیدنا محرزؓ بیٹھ کے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ سیدنا ابو قتادہؓ بیٹھ پیچھے موجود تھے، انہوں نے اس کو واصل جہنم کر کے ان کا انتقام لیا۔

شہادت کے وقت سیدنا محرز بن فضلہؓ کی عمر تقریباً ۳۷ سال یا ۳۸ سال تھی، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۷۲) سیدنا مدلاج بن عمرو السلمی رضی اللہ عنہ

مدلاج (یا مدلیج) بنو عبد شمس کے حلیف ہیں، بدر میں معہ برادران خود مالک بن عمرو و ثقیف بن عمرو حاضر تھے۔ بدر کے علاوہ مدلاج دیگر مشاہد میں بھی مہرکاب نبوی حاضر تھے، سنہ ۵ھ میں انتقال ہوا، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۷۳) سیدنا مرثد بن ابو مرثد الغنوی رضی اللہ عنہ

مرثد بن ابو مرثد (کنانا بن حصین ان کاتب غیلان بن مصر تک جاتا ہے۔
مرثد مواخت میں اوس بن صامت کے بھائی تھے ' بدر اور احد میں حاضر تھے۔ واقعہ
رجع سنہ ۳ھ میں شہید ہوئے۔ اس واقعہ کی بھی ابتدا یوں ہوئی کہ فضل اور قارہ اور
لیمان کے اشخاص نے رسول اللہ ﷺ سے التماس کی کہ ہمارے قبائل کی تعلیم اور تبلیغ
کے لیے چند اہل علم کو معذور فرمایا جائے۔ نبی اکرم ﷺ نے چند صحابہ کو جس میں مرثد
ہشتر اور عاصم بن ثابت ہشتر اور ضعیب بن عدی ہشتر اور خالد بن کبیر ہشتر اور زید بن
وثن ہشتر اور عبد اللہ بن طارق ہشتر شامل تھے مامور فرمایا۔ مرثد ہشتر یا بقول بعض عاصم
ہشتر ان کے سردار تھے۔ جب یہ صحابہ اور یہ غدار لوگ ہذیل کے علاقہ میں پہنچ گئے تو
انہوں نے ہذیل سے جمعیت حاصل کر کے صحابہ پر حملہ کر دیا۔ مرثد وعاصم و خالد رضی اللہ
عنہم تو مقابلہ کرتے کرتے شہید ہو گئے اور ضعیب وزید وعبد اللہ رضی اللہ عنہم اسیر
ہوئے۔ عبد اللہ ہشتر راہ میں سے بھاگ گئے اور بالآخر کفار کے ہتھوڑے سے شہید ہوئے اور
ضعیب اور زید رضی اللہ عنہما پھانسی پر لٹکائے گئے۔

سیدنا مرثد بڑے بہادر پہلوان تھے ' ان کی عادت تھی کہ مکہ مکرمہ میں چھپ چھپا کر
آتے اور ان مسلمان اسیروں میں سے جن کو کفار نے صرف جرم اسلام میں قید کیا ہوا تھا
ایک قیدی کو جیل سے نکال کر لے جاتے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ یہ مکہ میں اسی غرض
سے آئے ' ان کو راستہ میں عتاق مل گئی۔ یہ ایک بد چلن عورت تھی اور قبل از اسلام
اس کے تعلقات مرثد ہشتر کے ساتھ بہت گہرے رہے تھے۔ ان کو دیکھ کر پہچان گئی ' بولی
مرثد ہشتر ہو ' انہوں نے کہا ہاں! بولی خوب میرے ساتھ چلو ' وہیں رات کو آرام کر لے
مرثد ہشتر نے کہا عتاق تو کس خیال میں ہے ' میں مسلمان ہوں اور اسلام میں زنا حرام
ہے۔ یہ سننے ہی عورت کے تیور بدل گئے ' گلی چلانے لگو آؤ تمہارا ملزم موجود ہے جو
قیدیوں کو نکال لے جایا کرتا ہے۔ یہ سن کر آٹھ آدمی ان کے پیچھے بھاگے ' یہ ایک عار میں
جا چھپے۔ دشمن بھی وہاں تک پہنچ گیا ' مگر وہ ان کو نہ دیکھ سکے۔ وہ واپس چلے گئے تو یہ کچھ
عرصہ سستا کر پھر مکہ چلے گئے اور بھاری بھر کم قیدی کو جیل سے اپنے کندھے پر اٹھا کر نکال
لائے اور بخیریت تمام مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

(۷۳) سیدنا مرثد بن ابو مرثد الغنوی رضی اللہ عنہ

مرثد بن ابو مرثد (کنانا بن حصین ان کاتب غیلان بن مصر تک جاتا ہے۔
مرثد مواخت میں اوس بن صامت کے بھائی تھے ' بدر اور احد میں حاضر تھے۔ واقعہ
رجع سنہ ۳ھ میں شہید ہوئے۔ اس واقعہ کی بھی ابتدا یوں ہوئی کہ فضل اور قارہ اور
لیمان کے اشخاص نے رسول اللہ ﷺ سے التماس کی کہ ہمارے قبائل کی تعلیم اور تبلیغ
کے لیے چند اہل علم کو معذور فرمایا جائے۔ نبی اکرم ﷺ نے چند صحابہ کو جس میں مرثد
ہشتر اور عاصم بن ثابت ہشتر اور ضعیب بن عدی ہشتر اور خالد بن کبیر ہشتر اور زید بن
وثن ہشتر اور عبد اللہ بن طارق ہشتر شامل تھے مامور فرمایا۔ مرثد ہشتر یا بقول بعض عاصم
ہشتر ان کے سردار تھے۔ جب یہ صحابہ اور یہ غدار لوگ ہذیل کے علاقہ میں پہنچ گئے تو
انہوں نے ہذیل سے جمعیت حاصل کر کے صحابہ پر حملہ کر دیا۔ مرثد وعاصم و خالد رضی اللہ
عنہم تو مقابلہ کرتے کرتے شہید ہو گئے اور ضعیب وزید وعبد اللہ رضی اللہ عنہم اسیر
ہوئے۔ عبد اللہ ہشتر راہ میں سے بھاگ گئے اور بالآخر کفار کے ہتھوڑے سے شہید ہوئے اور
ضعیب اور زید رضی اللہ عنہما پھانسی پر لٹکائے گئے۔

سیدنا مرثد بڑے بہادر پہلوان تھے ' ان کی عادت تھی کہ مکہ مکرمہ میں چھپ چھپا کر
آتے اور ان مسلمان اسیروں میں سے جن کو کفار نے صرف جرم اسلام میں قید کیا ہوا تھا
ایک قیدی کو جیل سے نکال کر لے جاتے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ یہ مکہ میں اسی غرض
سے آئے ' ان کو راستہ میں عتاق مل گئی۔ یہ ایک بد چلن عورت تھی اور قبل از اسلام
اس کے تعلقات مرثد ہشتر کے ساتھ بہت گہرے رہے تھے۔ ان کو دیکھ کر پہچان گئی ' بولی
مرثد ہشتر ہو ' انہوں نے کہا ہاں! بولی خوب میرے ساتھ چلو ' وہیں رات کو آرام کر لے
مرثد ہشتر نے کہا عتاق تو کس خیال میں ہے ' میں مسلمان ہوں اور اسلام میں زنا حرام
ہے۔ یہ سننے ہی عورت کے تیور بدل گئے ' گلی چلانے لگو آؤ تمہارا ملزم موجود ہے جو
قیدیوں کو نکال لے جایا کرتا ہے۔ یہ سن کر آٹھ آدمی ان کے پیچھے بھاگے ' یہ ایک عار میں
جا چھپے۔ دشمن بھی وہاں تک پہنچ گیا ' مگر وہ ان کو نہ دیکھ سکے۔ وہ واپس چلے گئے تو یہ کچھ
عرصہ سستا کر پھر مکہ چلے گئے اور بھاری بھر کم قیدی کو جیل سے اپنے کندھے پر اٹھا کر نکال
لائے اور بخیریت تمام مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

ان کا بیان ہے کہ میں نے مدینہ منورہ پہنچ کر نبی اکرم ﷺ سے التماس کی کہ میں عناق سے نکاح کر لوں، اس وقت تو نبی اکرم ﷺ نے جواب نہ دیا مگر بعد میں آیت اتری: **الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً** نبی اکرم ﷺ نے ان کو بلا کر یہ آیت بھی سنائی اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ تم ان سے نکاح نہ کرنا۔

اس قصہ میں ان لوگوں کے لیے سخت عبرت ہے جو غیر عورتوں کی محبت کا یقین کر لیا کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ غیر عورت کی چاہت اور لگاؤ اسی وقت تک رہتی ہے جب تک اسے یہ گمان رہتا ہے کہ وہ اس مرد سے عیش کر سکے گی۔ جہاں عورت کو یہ پتہ لگ جائے کہ اب وہ اس کام سے دور رہے گا، اس وقت عورت کی ساری محبت فوراً ہی غصہ، انتقام اور کینہ کشی سے مبدل ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کے قصہ میں بھی یہی بات سکھلائی ہے۔ کہاں تو امراۃ العزیز کی وہ شیطانی، وہ عشق اور کہاں سیدنا یوسف علیہ السلام کو پاک باز معلوم کرنے کے بعد یہ نفرت کہ شوہر کو کہہ کر ان کو جیل بھجوا دیا اور پھر کبھی بات بھی نہ پوچھی فقط **رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ**۔

(۷۴) سیدنا مسعود بن الربیع القاری رضی اللہ عنہ

ان کے والد کا نام ربیع اور ربیعہ بیان کیا گیا ہے۔ ان کو قاری اس لیے کہتے ہیں کہ بنو قارہ میں سے تھے، یہ قبیلہ خزیمہ بن مدرکہ کی شاخ ہے۔ یہ اس وقت اسلام لائے کہ ابھی نبی اکرم ﷺ نے دارالارقم میں خفیہ تعلیم کا آغاز نہ فرمایا تھا۔ مواغات میں یہ عبید بن تیمان کے بھائی ہیں۔

سنہ ۳۰ھ کو بصرہ سے از اسٹھ سال انتقال فرمایا، **رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ**۔

(۷۵) سیدنا مصعب بن عمیر القرشی العبدری رضی اللہ عنہ

مصعب بن عمیر بن ہاشم بن مناف بن عبدالدار بن قصی۔

نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نسب میں قصی میں شامل ہو جاتے ہیں۔

نوجوانان مکہ میں سیدنا مصعبؓ جو انی ورنعتائی، خوش پوشی و ناز پروردگی میں مشہور تھے۔ والدین کے لاڈ لے تھے، ماں کو ہمیشہ یہ خیال رہتا کہ مکہ بھر میں انہی کا لباس سب

سے قیمتی ہو اور ان کا ہی عطر سب سے زیادہ خوشبودار ہو۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے :

مَا زَأَيْتُ بِمَكَّةَ أَحْسَنَ لُثْمَةً وَلَا أَزُقِي حُلَّةً وَلَا أَلْعَمُ بِغَمَّةٍ مِّنْ مُّضْعَبِ بْنِ عَمْرِوٍ۔

ان کا اسلام دار ارقم میں ہوا، والدین کے خوف سے اظہار اسلام نہ کرتے تھے، آخر ایک روز عثمان بن طلحہ نے ان کو نماز پڑھتے دیکھ لیا اور انہوں نے قوم کو ان کا مسلمان ہونا بتا دیا۔ ماں باپ اور قوم سب مجز گئے، ان کو قید کر دیا۔ ان کو موقع ملا تو زنداں سے نکلے اور حبشہ کے مہاجرین اوٹی میں شامل ہو گئے اور کچھ عرصہ بعد پھر مکہ مکرمہ میں واپس آ گئے۔

عقبہ حانیہ کے بعد نبی اکرم ﷺ نے ان کو مدینہ جا کر تعلیم قرآن اور تدریس دین کے لیے مامور فرمایا۔ سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہما انہی کی تبلیغ سے مسلمان ہوئے۔ بنو عبد الاشہل کا سارا قبیلہ انہی کے ہاتھ پر اسلام لایا، مدینہ منورہ میں گھر گھر اسلام پہنچ گیا اور ہر طرف سے قرآن کریم کی آواز آنے لگی۔

جنگ بدر میں اسلام کا نشان اعظم انہی کے ہاتھ میں تھا، جنگ اُحد کے نشان بردار بھی یہی تھے، ان کی شہادت کے بعد یہ نشان سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سنبھالا تھا۔

ابو عبد اللہ ان کی کنیت تھی اور مدینہ منورہ میں القاری المقری کے لقب سے یاد کیے جاتے تھے۔ بزرگ ترین صحابہ اور فاضل ترین صحابہ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔

شہادت غزوہ اُحد میں ہوئی، اس وقت ان کی عمر پورے چالیس سال تھی یا کچھ زیادہ، کھنکھن کے وقت ان پر ایک تنگی سیاہ سفید دھاریوں والی چادر ڈالی گئی، وہ اتنی چھوٹی تھی کہ سر چھپاتے تھے تو پاؤں ننگے رہ جاتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سر پر کپڑا اور قدموں پر کھاس ڈال دو، یہ ان بزرگوں میں سے ہیں جن کی شان میں رَجُلَانِ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهُ عَلَيْهِ نَازِلَ هُوَ، ان کے زہد و رِع کو صحابہ ہمیشہ یاد کرتے تھے، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۷۶) سیدنا معتب بن حمراء الخزاعی السلولی رضی اللہ عنہ

معتب بن عوف بن عمر بن عامر بن فضل بن عقیف بن کلیب بن حبشیہ بن سلول

بن کعب بن عمرو۔ بنو مخزوم کے حلیف ہیں، ابو عوف کنیت تھی، یہ مہاجرین حبشہ میں سے ہیں۔

مواخات میں یہ شعلہ بن حاطب انصاری کے بھائی تھے، بدر میں حاضر ہوئے۔ بوقت انتقال ۷۸ سال کی عمر تھی، طبری نے سنہ وفات سنہ ۷۵ھ بتایا ہے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۷۷) سیدنا معمر بن ابی سرح بن ابی ربیعہ القرشی رضی اللہ عنہ

معمر بن ابی سرح بن ربیعہ بن ہلال بن مالک بن ضبہ بن حارث بن فہر القرشی الغفری۔ بدر میں حاضر تھے، سنہ ۳۰ھ میں وفات پائی۔ بعض نے ان کا نام بجائے معمر کے عمر لکھا ہے۔

مزید حالات از مرتب: سیدنا معمر بن ابی سرح جوڑھ کا نام مالی شجرہ یہ ہے: زینب بنت ربیعہ بن ہلال بن خباب بن معمر بن عبد بن معیص بن عامر بن لوی۔

سیدنا معمر بن ابی سرح جوڑھ ان خوش نصیب لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے ابتداء اسلام میں لیبیک کہا اور مشرف باسلام ہوئے۔ انہوں نے ہجرت فرمائی، دوسری ہجرت حبشہ میں یہ بھی شامل تھے۔ وہاں سے مدینہ ہجرت کی اور کلثوم بن ہدم کے مہمان ہوئے۔

بدر، احد اور خندق تمام اہم غزوات میں شرکت فرمائی۔ سیدنا معمر بن ابی سرح جوڑھ نے سیدنا عثمان جوڑھ کے عہد خلافت میں وفات پائی۔ سیدنا معمر بن ابی سرح جوڑھ کی دو بیویاں تھیں۔ پہلی کے بطن سے عبد اللہ تھے اور دوسری کے بطن سے عمیر تھے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۷۸) سیدنا مہجع بن صالح المہاجر رضی اللہ عنہ

مہجع بن صالح بن یمن کے باشندے ہیں، یا بقول ابن ہشام قوم عک سے ہیں۔ کچڑے گئے اور غلام بنا کر فروخت کر دیے گئے۔ سیدنا عرفاروق جوڑھ نے ان کو خرید لیا اور راہ اٹھی میں آزاد کر دیا تھا۔ جنگ بدر میں مسلمانوں میں سب سے پہلے شہید بھی ہیں۔ تیر کی زد سے شہید ہوئے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۷۹) سیدنا واقد بن عبد اللہ تمیمی الیربوعی رضی اللہ عنہ

یہ خطاب بن نفیل کے حلیف تھے۔ قدیم الاسلام ہیں، اس وقت اسلام لائے جبکہ نبی اکرم ﷺ نے دار ارقم میں تعلیم و تبلیغ شروع نہ فرمائی تھی۔

سلسلہ مواخات میں بشر بن براء بن معرور انصاری ان کے بھائی تھی۔ واقد اس سریر میں شامل تھے جو امیر المؤمنین عبد اللہ بن جحش جھٹھ کی ماتحتی میں سمجھا گیا تھا۔

عمرو بن الحضری کے قاتل بھی یہی ہیں، قریش نے قتل حضری پہ اس لیے احتجاج کیا تھا کہ اس روز یکم رجب تھی اور رجب کا احترام مسلمان کرتے ہیں۔ اسی واقعہ کی نسبت یُسْتَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ فِيْهِ (الایہ) کا نزول ہوا تھا۔

حضری پہلا شخص تھا جو مشرکین میں سے قتل کیا گیا تھا اور نبی اکرم ﷺ نے اس کی دیت ادا کی تھی۔ اس بارہ میں عمر فاروق جھٹھ کا شعر ہے :

لَقَبْنَا مِنْ ابْنِ الْحَضْرَمِيِّ رِمَاحَنَا
بِخَلْعَةٍ لَّمَّا أَوْ قَدَّ الْحَزْبُ وَاقِدًا
واقد جھٹھ بدر، اُحد اور دیگر جملہ مشاہد میں ملتزم رکاب مصطفوی رہے۔ خلافت فاروقی میں وفات پائی، رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۸۰) سیدنا وہب بن محسن الاسدی رضی اللہ عنہ

یہ بنو خزیمہ میں سے ہیں، عکاش بن محسن کے بڑے بھائی ہیں۔ بنو عبد شمس کے حلیف تھے۔ اپنی کنیت ابو سنان الاسدی سے معروف ہیں۔ بالاتفاق مسلم ہے کہ بیعت الرضوان میں سب سے پہلے حاضر ہوا انہوں نے کی تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے پوچھا کس بات کی بیعت کرتے ہو؟ عرض کیا جس بات کی بیعت رسول اللہ ﷺ کو مطلوب ہے۔ ۴۰ سال کی عمر تھی جب انہوں نے دنیائے ثانیہ ار کو ترک فرمایا، اس وقت محاصرونی قرینہ جاری تھا، رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۸۱) سیدنا وہب بن ابی سرح القرشی الفہری رضی اللہ عنہ

وہب بن ابی سرح بن ربیعہ بن ہلال بن مالک بن ضبہ بن حارث بن القریش۔ بدر میں معہ برادر اور خود عمرو بن ابی سرح حاضر تھے، رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۸۲) سیدنا وہب بن سعد بن ابی سرح القرشی رضی اللہ عنہ

وہب بن سعد بن ابی سرح بن حارث بن حبیب بن جذیمہ بن مالک بن حل بن عامر بن لوی۔

یہ عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کے بھائی ہیں۔ حدیبیہ بدر، احد، خندق اور خیبر میں موجود تھے، جنگ موتہ میں شہید ہوئے۔ مواخات میں یہ اور سوید بن عمرو بھائی بھائی تھے۔ دونوں ہی موتہ کے دن شہید ہوئے۔

مزید حالات از مرتب: سیدنا وہبؓ کے قبول اسلام کا زمانہ متعین نہیں ہو سکا، تاہم یہ مکہ مکرمہ میں ہی مسلمان ہوئے۔ اسلام کے بعد ہجرت مدینہ کا شرف حاصل کیا۔ یہ مدینہ میں کلثوم بن ہدم کے پاس اترے۔ نبی اکرم ﷺ نے سوید بن عمروؓ کے ساتھ ان کی اسلامی اخوت قائم فرمائی۔ مدینہ آنے کے بعد بدر اور خندق وغیرہ تمام معرکوں میں شریک رہے۔ حدیبیہ میں بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔

سنہ ۸ھ میں غزوہ موتہ میں شرکت کی اور لڑتے ہوئے اللہ کی راہ میں جام شہادت نوش فرمایا۔ ان کے اسلامی بھائی سیدنا سوید بن عمروؓ جنہوں نے زندگی میں رفاقت کی تھی موت میں بھی ساتھ دیا، چنانچہ سیدنا سویدؓ بھی اسی جنگ میں شہید ہوئے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۸۳) سیدنا ہلال بن ابی خولی رضی اللہ عنہ

ہلال بن ابی خولی (عمرو) بن زہیر بن خثیمہ البغنی۔ یہ خطاب بن نفیل کے حلیف ہیں، بدر میں حاضر تھے۔ ان کے دو بھائی خولی اور عبید اللہ بھی بدری ہیں، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۸۴) سیدنا یزید بن رقیس رضی اللہ عنہ

بن رباب بن یعمرو۔ یہ قبیلہ بنو اسد بن خزیمہ سے ہیں، بدر میں حاضر تھے۔ بعض نے ان کا نام ارید بن رقیس لکھا ہے جو صحیح نہیں ہے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۸۵) سیدنا ابو حذیفہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ

ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف قرشی العبسمی۔
 ان کا نام مہشم یا ہشیم یا ہاشم بیان کیا گیا ہے۔ لباقہ 'خبرو' احوال اعلیٰ تھے
 اعلیٰ اسے کہتے ہیں جس کے دانت کی جڑ میں دو سرادانت نکلا ہوا ہو۔
 فضلاء صحابہ میں سے ہیں۔ ابھی نبی اکرم ﷺ دار ارقم میں داخل نہ ہوئے تھے کہ
 یہ اسلام لا چکے تھے۔ اول ہجرت حبشہ کی 'پھر مکہ میں آئے' پھر مکہ سے ہجرت مدینہ کی۔
 ان کی بیوی سہلہ بنت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہا نے ہجرت حبشہ میں ساتھ دیا تھا۔
 بدر 'أحد' خندق اور حدیبیہ غرض جملہ مشاہد میں مہرکاب نبوی رہے۔ جنگ یمامہ میں
 بمر ۵۳ سال شہادت پائی۔

مزید حالات از مرتب: ہاشم نام 'ابو حذیفہ کنیت تھی۔ سیدنا ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے والد
 عتبہ قریش کے رؤساء میں سے تھے اور اسلام کے بدترین دشمن تھے۔ اسلام کی مخالفت میں
 اپنی پوری طاقت صرف کر دی لیکن اللہ کی شان خود عتبہ کا بیٹا ابو حذیفہ ہاشم رضی اللہ عنہ مسلمان
 ہو گیا۔ سیدنا ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیوی سیدہ سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا بھی مسلمان
 تھیں۔ سفر ہجرت میں شریک سفر تھیں۔ سیدنا ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ عہد نبوی کے تمام اہم اور
 مشہور معرکوں میں بڑی بہادری اور جوش سے لڑے۔

عبرت انگیز منظر : جنگ بدر میں ایک طرف سیدنا ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ تھے 'دوسری
 کفار کی طرف سے ان کے والد عتبہ تھے۔ اسلام کی محبت بیٹے کو باپ کے مقابلے میں
 لے آئی۔ سیدنا ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ کو لٹکا کر اس پر ان کی بن ہند بنت عتبہ
 نے ان کو ملامت بھی کی اور ملامت پر مشتمل اشعار کہے۔

معرکہ بدر میں عتبہ بن ربیعہ اور اکثر رؤساء قریش ۷۰ قتل ہوئے اور ایک
 کنوئیں میں ان کی لاشوں کو ڈال دیا گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فردا فردا نام لے کر فرمایا
 اے عتبہ! اے شیبہ! اے امیہ بن خلف! اے ابو جہل! کیا تم نے وعدہ الہی کو حق پایا
 مجھ سے تو جو اللہ نے وعدہ فرمایا تو وہ سچ ثابت ہوا۔

ابن اسحاق کی ایک روایت میں ہے کہ سیدنا ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کا چہرہ نہایت اداس

تھا، نبی اکرم ﷺ نے غمگین دیکھ کر پوچھا کہ ابو حذیفہ شاید تم کو اپنے باپ کے قتل کا افسوس ہے؟ عرض کیا اللہ کی قسم! نہیں مجھے اس کے مارے جانے کا صدمہ نہیں، لیکن میرا خیال تھا کہ وہ ایک صاحب عقل پختہ رائے والا ہے شاید مسلمان ہو جائے لیکن جب نبی اکرم ﷺ نے حالت کفر پر اس کے مرنے کا یقین دلایا تو مجھے اپنی غلط توقع پر افسوس ہوا۔

شہادت : نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد عہد صدیقی میں میلہ کذاب کے ساتھ جب جنگ ہوئی تو اس میں شریک ہوئے اور داد شجاعت دیتے ہوئے ۵۴ برس کی عمر میں جام شہادت نوش فرمایا، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۸۶) سیدنا ابو سبرہ قرشی العامری رضی اللہ عنہ

ابو سبرہ بن ابو رہم بن عبد العزیٰ بن ابو قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حل بن عامر بن لوی۔

ہجرت حبشہ و ہجرت مدینہ سے مشرف ہوئے۔ یہ ام کلثوم بنت سہیل بن عمرو کے شوہر ہیں۔ ان کی والدہ برہ بنت عبد المطلب نبی اکرم ﷺ کی پھوپھی ہیں۔ بدر، احد اور جملہ مشاہد میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ رہے۔

خلافت عثمان میں انہوں نے انتقال کیا، مواخات میں مسلمہ بن سلامت بن انس انصاری ان کے بھائی تھے۔

مزید حالات از مرتب : ان کی کنیت ابو سبرہ اتنی مشہور ہے کہ اصل نام کا علم نہ ہو سکا، بس اپنی کنیت ابو سبرہ سے ہی معروف ہیں۔ ابو سبرہ جھٹھ نبی اکرم ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں۔ سابقین مومنین میں سے ہیں۔ حبشہ کی دونوں ہجرتوں کا ان کو شرف حاصل ہے۔ دوسری ہجرت میں ان کی بیوی کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی ساتھ تھیں۔ مدینہ میں منذر بن محمد کے یہاں اترے۔ سلمہ بن سلام جھٹھ ان کے اسلامی بھائی ہیں۔ ان سے نبی اکرم ﷺ نے مواخات کرا دی تھی۔ مدینہ آنے کے بعد بدر، احد اور خندق وغیرہ جس قدر غزوات ہوئے سب میں شرکت کی۔ تاحیات نبوی ﷺ مدینہ میں قیام رہا۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد مکہ چلے آئے۔ بدری صحابہ میں یہ واحد صحابی ہیں جنہوں نے مدینہ کا

قیام ترک کر کے مکہ میں سکونت اختیار کی۔

مکہ ہی میں سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں وفات پائی، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۸۷) سیدنا ابو کبشہ رضی اللہ عنہ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یہ فارسی النسل ہیں، مکہ میں پیدا ہوئے، غلام تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خرید لیا اور آزاد کر دیا، ان کا نام سلیم تھا۔

بدری ہیں، جملہ دیگر مشاہد میں بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ حاضر رہا کرتے تھے۔ سنہ ۱۳ھ میں وفات پائی۔

مزید حالات از مرتب: سلیم نام اور ابو کبشہ کنیت ہے۔ وطن اور نسب کے بارہ میں اختلاف ہے۔ بعض فارسی، بعض دوسی اور بعض کی بتاتے ہیں۔ ابو کبشہ رضی اللہ عنہ غلام تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا۔

ان کے قبول اسلام کے زمانہ کا تعین واضح طور پر نہیں کیا جاسکتا تاہم شرف غلامی سے اندازہ ہوتا ہے کہ دعوت اسلام کے ابتدائی دور میں مشرف باسلام ہوئے۔

مکہ میں امیر و صاحب حیثیت مسلمانوں کی عزت و آبرو محفوظ نہ تھی، یہ تو غلام تھے ان کا پشت پناہ کوئی نہ تھا۔ اذن ہجرت کے بعد مدینہ چلے آئے اور کلثوم بن ہدم کے یہاں مقیم ہوئے۔ بدری ہونے کا شرف حاصل کیا، اُحد اور دوسرے غزوات میں بھی شریک ہوئے۔

۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ بس دن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے، انہوں نے وفات پائی، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۸۸) سیدنا ابو واقد اللیثی رضی اللہ عنہ

بنو لیث بن بکر بن عبدمناتہ میں سے ہیں۔ حارث نام ہے، قدیم الاسلام ہیں۔ بدر میں حاضر تھے اور یوم الفتح کو بنو لیث و حمزہ و سعد بن بکر کا نشان ان کے ہاتھ میں تھا۔ ۷۵ سال کی عمر میں سنہ ۶۸ھ کو مکہ مکرمہ میں وفات پائی، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

الانصار

(۱) سیدنا ابی بن ثابت الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ حسان بن ثابت کے بھائی یا برادر زادہ ہیں۔ ابوالشیخ کنیت ہے، بدر میں شامل ہوئے اور یزید بن معاویہ کے غزوہ میں شہید ہوئے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲) سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

ابی بن کعب بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار (دھویم اللات) بن ثعبہ بن عمرو بن الخرج الاکبر، الانصاری المعادی۔

بنو معاویہ بنو جدیلہ کے پتہ سے معروف ہیں۔ فلت جدیلہ معاویہ کی اہلیہ تھی۔ تیم لات کو نجار اس لیے کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک چہرہ پر تیشہ مار کر ان کا گوشت چھیل دیا تھا۔

ابی بن کعب حبشہ عقبہ کی ہجرت ثانیہ سے مشرف ہوئے تھے اور پھر بدر و دیگر مشاہد میں بھی حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو سب سے بڑا قاری فرمایا ہے۔

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو بلایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ میں تجھے اپنا قرآن سناؤں۔ ابی حبشہ نے عرض کیا میرا نام بھی اللہ تعالیٰ نے لیا ہے؟ فرمایا ہاں۔ یہ سن کر وہ رونے لگے، نبی اکرم ﷺ نے سورہ بینہ پڑھ کر سنائی۔

ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے ان کو فرمایا: لِتَهْنِكَ الْعِلْمُ ”تجھے علم مبارک ہو۔“ یہ کاتب وحی بھی تھے اور زید بن ثابت حبشہ سے پیشتر خدمت کتابت وحی انہی کے سپرد تھی۔ سیدنا عمر فاروق حبشہ نے تراویح کی جماعت قائم فرمائی تو انہی کو امام تراویح مقرر فرمایا تھا۔ یہ بیس یوم تک تراویح پڑھایا کرتے اور عشرہ آخر میں نہ پڑھاتے۔

ان کا انتقال سنہ ۱۹ھ یا ۲۰ھ کو خلافت فاروقی میں ہوا۔ بعض نے خلافت عثمانی میں بھی انتقال کا ہونا بھی تحریر کیا ہے۔

کتب حدیث میں ان سے ۱۹۳ روایات پائی جاتی ہیں جن میں سے متفق علیہ ۳ بخاری میں صرف ۳ اور مسلم میں صرف ۷ ہیں، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۳) سیدنا اسعد بن یزید بن فاکہ رضی اللہ عنہ

بن یزید بن خالد بن زریق بن عبد حارث الانصاری الزرقی۔
موسیٰ بن عقبہ نے ان کا نام ال بدر میں تحریر کیا ہے مگر کتب ابن اسحاق میں ان کا نام درج نہیں، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۴) سیدنا اسید بن خضیر بن سماک رضی اللہ عنہ

بن سیک بن رافع بن امراء القیس بن زید بن عبد الاشہل انصاری الاشہلی۔
ان کی مشہور کنیت ابو یحییٰ ہے، اسلام میں سعد بن معاذؓ سے بھی پیشوا داخل ہوئے اور معصب بن عمیرؓ کے ہاتھ پر ایمان لائے۔ بیعت عقبہ ثانیہ سے شرف ہوئے۔ بدر، احد اور جملہ مشاہد میں برابر حاضر رہے (صرف ابن اسحاق نے ان کا نام بدر میں درج نہیں کیا)۔

احد میں سات زخم ان کے جسم پر تھے، یہ ان لوگوں میں سے تھے جو احد میں ثابت القدم رہے۔ یہ عاقل کمال، صاحب فہم ورائے مسلح تھے۔ مواخات میں زید بن حارثہؓ کے بھائی تھے۔ قرآن مجید نہایت ہی خوش الحانی سے پڑھا کرتے تھے۔ روایت صحیحہ میں ہے کہ ملائکہ ان کی قرأت کی سماعت کے لیے اترے۔

سنہ ۲ھ میں ان کا انتقال ہوا، امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروقؓ کو انہوں نے اپنا وصی بنایا تھا۔ سیدنا فاروقؓ نے ان کی وفات کے بعد معلوم کیا کہ چار ہزار دینار کا قرض چھوڑ گئے ہیں۔ سیدنا عمر فاروقؓ نے ان کا نخلستان چار سال کے لیے چار ہزار میں فروخت کر دیا اور اس طرح سارا قرض چکا دیا، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۵) سیدنا اسبرہ بن عمرو الانصاری النجاری رضی اللہ عنہ

بنو عدی بن النجار میں سے ہیں، ابو سلیط کنیت سے زیادہ مشہور ہیں۔ ان کے والد عمرو بن ابو خارجہ کنیت سے معروف ہیں۔

بدر اور مشاہد مابعد میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ساتھ حاضر رہے۔ ان کی والدہ برہ ہیں جو کعب بن عجرۃ العلوی کی بہن ہیں۔

ابو سلیط، یحییٰ کے فرزند عبد اللہ نے ان سے روایت کی، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۶) سیدنا انس بن مالک بن نصر رضی اللہ عنہ

بن ضمضم بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن فہم بن عدی بن نجار بن ثعلبہ بن عمرو بن خزرج بن حارثہ الانصاری الخزرجی النجاری۔

ان کی کنیت ابو حمزہ ہے۔ جب نبی اکرم ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو یہ دس سال کے تھے، ان کی والدہ ام سلیم بنت ملحان الانصاریہ (رضی اللہ عنہا) نے ان کو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرے گا۔ چنانچہ دس سال تک برابر خدمت نبوی میں شب و روز حاضر رہے، سفر و حضر میں کبھی علیحدہ نہیں ہوئے۔

نبی اکرم ﷺ نے ان کو دعادی تھی :

اَللّٰهُمَّ اِزْزُقْہٗ مَالًا وَّوَلَدًا وَّبَارِكْ لَہٗ۔

”اے مال و اولاد دے اور برکت عطا فرما۔“

کہتے ہیں کہ ان کی پشت سے ۷۸ فرزند اور دو دختران حفصہ و ام عمرو پیدا ہوئیں۔ آخر عمر میں بصرہ میں جا آباد ہوئے اور وہیں سنہ ۹۲ھ یا سنہ ۹۳ھ کو وفات پائی، اس حساب سے ان کی عمر ۱۰۲ یا ۱۰۳ سال کی ہوتی ہے۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ انس تم بدر میں شامل تھے؟ انہوں نے کہا تیری ماں مرے، میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت چھوڑ کر کہاں جا سکتا تھا۔

دواوین حدیث میں ان سے ۳۲۸۶ روایات موجود ہیں۔ ازاں جملہ ۱۶۸ متفق علیہ،

۸۳ بخاری میں اور ۷۱ مسلم میں موجود ہیں، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۷) سیدنا انس بن معاذ بن انس بن قیس رضی اللہ عنہ

بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار الانصاری۔
سب کا اتفاق ہے کہ بدر میں حاضر تھے اور واقعہ بدرِ معونہ میں شہید ہوئے۔
واقعی اس بیان میں منفرد ہیں کہ وہ انس بن معاذ رضی اللہ عنہ بدر، احد و خندق اور جملہ
مشاہد میں ملتزم رکاب نبوی تھے اور خلافت عثمانی میں وفات پائی، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۸) سیدنا انیس بن قنادہ رضی اللہ عنہ

بن ربیعہ بن خالد بن حارث بن عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف
بن مالک بن اوس الانصاری۔
بدر میں حاضر ہوئے اور احد میں شہادت پائی۔ خضاء بنت خذام الاسدیہ کے شوہر
یکی ہیں، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۹) سیدنا انسہ رضی اللہ عنہ مولیٰ رسول اللہ ﷺ

ابو مسرج کنیت، بمقام سراۃ پیدا ہوئے۔ جب نبی اکرم ﷺ رونق افروز مجلس
ہوتے اس وقت دربانی کی خدمت سرانجام دیا کرتے تھے۔ بدر اور احد میں حاضر تھے،
خلافت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں انتقال ہوا، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۰) سیدنا اوس بن ثابت الانصاری رضی اللہ عنہ

اوس بن ثابت بن منذر بن حرام بن عمرو بن زید مناتہ بن عدی بن عمرو بن مالک بن
النجار۔

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ شاعر رسول اللہ ﷺ کے حقیقی بھائی ہیں۔ عقبہ بدر میں شریک
ہوئے اور احد میں شہادت پائی، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۱) سیدنا اوس بن خولی بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ

بن حارث بن عبید بن مالک بن سالم الحلی الانصاری الخزرجی۔

بدر 'اُحد' خندق اور جملہ مشاہد نبوی میں برابر حاضر رہے۔ مواخات میں یہ شجاع بن وہب الاسدی کے بھائی ہیں۔ انصار میں سے غسل نبوی میں شریک ہونے کی فضیلت انہی کو حاصل ہوئی۔ یہ اس طرح ہوا کہ انصار بوقت غسل جمع ہو گئے، اندر سے دروازہ بند تھا۔ انہوں نے شور کرنا شروع کر دیا کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے نخیال میں سے ہیں، ہم کو ضرور شریک کرو۔ کہا گیا کہ تم اپنے میں سے ایک کو منتخب کر لو۔ چنانچہ اوس بن خولی بیٹھ پر انصار نے اتفاق کر لیا اور یہی بزرگ تدفین وغیرہ میں برابر شریک رہے۔ ان کا انتقال مدینہ میں خلافت عثمانی میں ہوا۔

مزید حالات از مرتب: سیدنا اوس بیٹھ صاحب کمال آدمی تھے۔ بہترین شہسوار اور بہترین کاتب تھے۔ تیرنا بھی خوب جانتے تھے۔ ہجرت کے بعد انہوں نے اسلام کی آواز پر لبیک کہی اور مسلمان ہوئے۔ ابن ابی الحقیق یہودی کے قتل کے لیے جو سریہ گیا تھا بعض کے خیال کے مطابق اس میں شامل تھے۔ عمرۃ القضاۃ میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے۔ نبی اکرم ﷺ کے غسل میں شریک تھے، پانی اٹھا اٹھا کر پنچاتے تھے۔ جب نبی اکرم ﷺ کی تدفین کا مرحلہ آیا تو اہل بیت لحد میں اترے، سیدنا اوس بن خولی بیٹھ بھی لحد میں اترے۔ یوں نبی اکرم ﷺ کے غسل اور تدفین میں شامل ہونے کا ان کو شرف حاصل ہوا۔ سیدنا عثمان بیٹھ کے عہد خلافت میں داعی حق کو لبیک کہا، ان کی وفات سیدنا عثمان بیٹھ کے محاصرہ سے قبل ہوئی۔

سیدنا اوس بیٹھ کی ابو یعلیٰ کنیت تھی اور قبیلہ خزرج سے ان کا تعلق تھا، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۲) سیدنا اوس بن صامت الانصاری رضی اللہ عنہ

اوس بن صامت بن احرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن سالم بن عوف بن الخزرج۔ بدر 'اُحد' اور جملہ مشاہد میں بمعیت رسول اللہ ﷺ حاضر ہوتے رہے۔ امیر

المؤمنین سیدنا عثمانؓ کی خلافت میں وفات پائی۔

یہ وہی ہیں جنہوں نے اپنی بیوی سے طہار کیا تھا اور پھر قبل از کفارہ ہمبستری کر لی تھی اور نبی اکرم ﷺ نے ان کو حکم دیا تھا کہ ساٹھ مساکین کو ۱۵ صلہ جو تقسیم کریں۔ یہ عبادہ بن صامتؓ جنت کے بھائی ہیں اور مندرجہ ذیل شعر انہی کا ہے :

انا ابن مزینقا عمرو وجدی ابوہ عامر ماء السماء
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۳) سیدنا یاس بن ودقہ الانصاری الخزرجی رضی اللہ

بنو سالم بن عوف بن خزرج سے ہیں۔ بدر میں حاضر ہوئے اور جنگ یمامہ میں شہادت پائی، رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۴) سیدنا بشر بن براء بن معرور الانصاری الخزرجی رضی اللہ

بنو سلمہ میں سے ہیں، بیعت عقبہ کا شرف حاصل کیا۔ بدر، احد اور خندق میں شجاعانہ خدمات انجام دیں۔ بمقام خیرہ نبی اکرم ﷺ کے دسترخوان پر تھے جب یہودیہ کا مسموم گوشت پیش ہوا، انہوں نے اس میں سے لقمہ کھا لیا اور زہر سے شہید ہو گئے۔ ان کا بیان ہے کہ لقمہ کا مزہ مجھے بھی خراب معلوم ہوا تھا، مگر نبی اکرم ﷺ کے سامنے لقمہ اگلا ادب کے خلاف سمجھا، ان کو رسول اللہ ﷺ نے بنو سلمہ کا سردار مقرر فرمایا تھا۔

ان کے والد بزرگوار براہ بن معرور لقبائے محمدیہ میں سے ہیں، عقبہ اولیٰ کی بیعت کا شرف حاصل کیا تھا۔ یہ پہلے بزرگوار ہیں جنہوں نے کعبہ کو سمت نماز ٹھہرایا تھا اور پہلے بزرگوار ہیں جنہوں نے قبلہ رخ لحد میں آرام کیا تھا۔ ان کا انتقال قدم نبوی ﷺ سے پشتر مدینہ منورہ میں ہو گیا تھا، رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۵) سیدنا بشیر بن سعد بن ثعلبہ رضی اللہ

بنو غلام بن زید بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج

الانصاری۔

ابو نعمان کنیت تھی۔ عقبہ بدر میں حاضر تھے۔ سماک بن سعدؓ ان کے بھائی ہیں وہ بھی بدری ہیں۔ بشیر اُحد اور جملہ مشاہد میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ساتھ حاضر رہے تھے۔

یوم سقیفہ کو سیدنا ابو بکرؓ کے ہاتھ پر انصار میں سے سب سے پہلی بیعت کرنے والے یہی بزرگ ہیں۔ جنگ عین التمر میں زیر سیادت خالد بن ولیدؓ سرگرم پیکار تھے کہ جاں بحق ہو آفریں سپرد فرمائی۔ یہ واقعہ خلافت صدیقیہ کا ہے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۶) سیدنا ثابت بن اُخرم رضی اللہ عنہ

بن ثعلبہ بن عدی بن العجلان البلوی ثم الانصاری۔ انصار کے حلیف ہیں بدر اور جملہ مشاہد میں داد شجاعت دینے والے ہیں۔ جنگ موتہ میں جب سردار سوم عبداللہ بن رواحہؓ بھی شہید ہو چکے تھے تو نشان قیادت ان کے سپرد کر دیا، انہوں نے یہ نشان خالد بن ولیدؓ کی خدمت میں یہ کہہ کر پیش کر دیا کہ آپ مجھ سے بڑھ کر ماہر جنگ ہیں۔

ان کا انتقال سنہ ۱۳ھ میں ہوا، طلحہ بن خالد اسدی نے ایام ردة میں ان کو قتل کیا، بعد ازاں طلحہ بھی داخل اسلام ہو گئے تھے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۷) سیدنا ثابت بن جذع (ثعلبہ) رضی اللہ عنہ

بن زید بن حارث بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ الانصاری۔ عقبہ میں حاضر ہوئے بدر اور جملہ مشاہد میں جو ہر مردانگی دکھلائے۔ غزوہ طائف میں شہادت کا شرف حاصل کیا، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۸) سیدنا ثابت بن خالد بن نعمان بن خنساء الانصاری رضی اللہ عنہ

بنو مالک بن النجار میں سے ہیں۔ بدر اُحد میں حاضر ہوئے اور جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ بعض نے ان کا شمار شہدائے بیرونہ میں کیا ہے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۹) سیدنا ثابت بن عامر بن زید الانصاری رضی اللہ عنہ

بدر میں حاضر تھے، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۲۰) سیدنا ثابت بن عبید الانصاری رضی اللہ عنہ

بدر میں حاضر تھے اور صفین میں سیدنا علیؓ کی جگہ موجود تھے، اسی جگہ شہادت یاب ہوئے، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۲۱) سیدنا ثابت بن عمرو بن زید بن عدی رضی اللہ عنہ

بن سواد بن مالک بن فہم بن مالک بن الحجار الانصاریؓ۔
بدر میں حاضر ہوئے اور احد میں شہید ہوئے۔ موسیٰ بن عقبہ ابو معشر اور واقدی وابن سعد کا متفقہ بیان یہی ہے۔ ابن اسحاق نے ان کا ذکر بدر میں اور موسیٰ بن عقبہ نے ان کا ذکر شدائے احد میں نہیں کیا، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۲۲) سیدنا ثابت بن ہزال بن عمرو الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ عمرو بن عوف سے ہیں، بدر اور جملہ مشاہد میں حاضر رہے۔ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۲۳) سیدنا ثعلبہ بن حاطب بن عمرو رضی اللہ عنہ

بن عبید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف الانصاری۔
بدر و احد میں حاضر تھے۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے کثرت مال کے متعلق دعا کرنے کی بابت استفسار کیا تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :
قَلِيلٌ تُوْدَى شُكْرُهُ يَنْفَعُنِي خَيْرٌ مِنْ كَثِيرٍ لَا تَطْلُقُ۔
”اے ثعلبہ وہ تھوڑا مال جس کا شکرانہ ادا کیا جاسکے اس زیادہ مال سے بہتر ہے“

جسے سنبھال نہ سکو، جس کا شکر ادا نہ کر سکو۔"

رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ

(۲۴) سیدنا ثعلبہ بن عمرو بن عامرہ رضی اللہ عنہ

بن عبید بن معن بن عمرو بن عتیک بن مبذول (سدن) بن مالک بن نجار الانصاری۔
بدر، احد، خندق اور دیگر جملہ غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ حاضر رہے تھے۔ انہوں نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ کے حضور میں آکر بیان کیا کہ اس نے فلاں لوگوں کا اونٹ سرقہ کیا ہے، اس پر وہ لوگ بھی طلب ہوئے۔ اثبات جرم کے بعد مجرم کا ہاتھ کاٹا گیا، ہاتھ کٹ جانے کے بعد مجرم بولا: الحمد للہ طہرنی منک "اللہ کا شکر ہے جس نے جسم کا یہ ٹپاک حصہ مجھ سے علیحدہ کر دیا۔"
ان کے سال وفات میں اختلاف ہے، غالباً حبر ابو عبیدہ کے جنگ میں بعد خلافت فاروقی شہادت یاب ہوئے، رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۲۵) سیدنا ثعلبہ بن غنم بن عدی رضی اللہ عنہ

بن ہانی بن عمرو بن غنم بن کعب بن سلتہ الانصاری رضی اللہ عنہ
یہ بھی ان ستر بزرگ انصار میں سے ہیں جنہوں نے عقبہ پر آخری بیعت رسول کریم ﷺ کے دست اقدس پر کی تھی۔
یہ ان بزرگوں میں سے ہیں جنہوں نے بنو سلمہ کے بتوں کو توڑا پھوڑا تھا۔ معاذ بن جبل اور عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہما اس سنت ابراہیمی میں ان کے شریک کار تھے۔
یوم خندق کو شہید ہوئے، رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۲۶) سیدنا جابر بن عبد اللہ بن ربیع رضی اللہ عنہ

بن نعمان بن سنان عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلتہ الانصاری السلمی۔
یہ انصار میں پہلے بزرگوار ہیں جنہوں نے عقبہ اوّل سے بھی ایک سال پیشتر اسلام قبول کر لیا تھا، صحابی ابن صحابی ہیں۔ بدر، احد، خندق اور جملہ مشاہد مصطفوی میں بالائے ام

حاضر ہوتے رہے۔

دواوین احادیث میں ان سے ۱۵۴۰ مرویات موجود ہیں، ازاں جملہ متفق علیہ ۶۰ صحیح بخاری میں ۲۶، صحیح مسلم میں ۱۲۶ ہیں، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۷) سیدنا جابر بن عتیک الانصاری المعاوی الاوسی رضی اللہ عنہ

یہ قبیلہ بنو معاویہ بن مالک سے ہیں۔ بدر میں اور جملہ مشاہد مابعد میں حاضر ہونے کی عزت حاصل کی ہے، عام الفتح کو بنو معاویہ کا نشان انہی کے ہاتھ میں تھا۔
حارث بن عتیک، جہنم ان کے بھائی ہیں، سنہ ۶ھ کو بعمر ۷ سال انتقال کیا، ابو عبد اللہ کنیت تھی، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۸) سیدنا حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ

یہ نجاری و انصاری ہیں، جنگ بدر ہی میں شہید ہوئے۔ یہ انس بن مالک، جہنم کے پھوپھی زاد بھائی ہیں، بوقت شہادت نوجوان ہی تھے۔ لشکر کا سپرد دے رہے تھے، پانی پینے لگے کہ دشمن کا تیر حلق پر آگیا مگر گئے۔ ان کی والدہ نے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ جانتے ہیں حارثہ کی منزلت میرے دل میں کیا تھی۔ اگر وہ جنت میں گیا ہے تو میں مبرا کروں گی اور اگر نہیں تو رسول اللہ ﷺ دیکھ لیں گے کہ میں کیا کچھ کرتی ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جنت صرف ایک تو نہیں جنت بہت ہیں اور حارثہ جنت الفردوس میں ہے۔

بدر کے دن انصار میں یہ سب سے پہلے شہید ہوئے تھے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۹) سیدنا خبیب بن عدی الانصاری رضی اللہ عنہ

قبیلہ بنو حمصی سے تھے، بدر میں حاضر تھے اور سنہ ۳ھ کو سریہ رجب میں کفار نے دھوکہ دے کر ان کو اور زید بن دشہ، جہنم کو گرفتار کر لیا۔
جنگ بدر میں سیدنا خبیب، جہنم نے حارث بن عامر کو قتل کیا تھا، اس لیے اسیری کے بعد عقبہ بن حارث نے ان کو خرید لیا اور محلول باپ کا انتقام لینے کے لیے ارادہ کیا کہ ان

کو قتل کیا جائے۔ جنگ بدر میں جن خاندانوں کے لوگ قتل ہوئے تھے وہ سب سیدنا خبیبؓ کے قتل کو ایک بڑا کارنامہ سمجھتے تھے۔

پہلے ان کو چند روز تک قید رکھا گیا۔ عقبہ کی عورت پر ان کی اعلیٰ سیرت کا ایسا اثر ہوا کہ وہ بلام قید ان کو آرام سے رکھا کرتی تھیں۔ اسی کا بیان ہے کہ خبیب کا سانیک قیدی میرے دیکھنے میں نہیں آیا۔ اس کے پاس انگوروں کے خوشے ہم دیکھا کرتے تھے حالانکہ مکہ میں ان دنوں انگور کا نام و نشان بھی نہ تھا۔

قتل کے دن کفار ان کو حرم مکہ سے باہر لے گئے اور میدان تنحیم میں لے جا کر بھاہ مفر نہ ۴ پہلے ان کو قتل کیا اور پھر صلیب پر لٹکا دیا، ان کا لاشا برابر لٹکتا رہا۔ نبی اکرم ﷺ نے عمرو بن امیہ الضمری کو مامور فرمایا کہ لاش اتار لائیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے لکڑی پر چڑھ کر لاش کو نیچے گرایا، جب خود نیچے اترا تو لاش موجود نہ تھی۔ سیدنا خبیبؓ وہ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے قتل سے پہلے دو رکعت نماز پڑھی اور نبی اکرم ﷺ نے آئندہ کے لیے اسے سنت ٹھہرایا۔

جو اشعار انہوں نے پھانسی کے نیچے جا کر فی البدیہہ تصنیف کیے تھے وہ کتاب رحمت للعالمین میں درج ہیں۔ ان اشعار سے ان کی شیردلی اور قوت ایمانیہ اور استقلال طبع کا کچھ اندازہ ہو سکتا ہے، اشعار بالا میں سے دو شعر نہایت مشہور ہیں :

وَلَسْتُ أَبَالِي جِنِّ أَقْتُلُ مُسْلِمًا عَلَيَّ آتَى جَنْبُ كَانَ لِلَّهِ مُضَرِّعِي
وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلَهِ وَإِنْ يَشَاءُ يَبَارِكْ عَلَيَّ أَوْصَالِ شَلَوِ مُمَزَّعِ

”جب مسلمان ہو کر قتل کیا جا رہا ہوں تو مجھے قتل کی پرواہ نہیں، اللہ کی راہ میں گرنا خواہ کسی کروٹ پر ہو ذات الہی کی یہ قدرت میں ہے کہ میرے جسم کے ایک ایک ٹکڑے کو برکت عطا فرمائے۔“ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۳۰) سیدنا خلد بن رافع رضی اللہ عنہ

رفاعہ بن رافع کے بھائی ہیں، بدر میں شامل ہوئے، رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۳۱) سیدنا ربیع بن ایاس رضی اللہ عنہ

بن عمرو بن غنم بن امیہ بن لوذان الانصاری۔ خود معہ اپنے بھائی بدر میں حاضر تھے 'رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۳۲) سیدنا رفاعہ بن حارث بن رفاعہ رضی اللہ عنہ

بنو عفراء سے ہیں 'ابن اسحاق نے ان کو شمار بدریین میں کیا ہے 'واقعی کو انکار ہے 'رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۳۳) سیدنا رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ

رفاعہ بن رافع بن مالک بن الجحمان بن عمرو بن عامر بن زریق الانصاری الزرقی۔ ابو معاذ کنیت 'ابی بن سلول کے نواسہ ہیں۔ جنگ بدر معہ اپنے ہردو برادران غلام و مالک کے شریک ہوئے۔

أحد اور دیگر جملہ مشاہد میں بھی ہر کاب نبوی رہے۔ واقعہ جمل و مہین میں سیدنا علی مرتضیٰؓ کی جہت کی جانب تھے۔ امارت محلوہ کے ابتدائی ایام میں وفات پائی۔ یہ ۲۳ احادیث کے راوی ہیں 'جن میں سے صحیح بخاری میں سے ۳ ہیں۔

مزید حالات از مرتب: ان کی والدہ کا نام ام مالک بنت ابی بن سلول تھ۔ عبداللہ بن ابی رأس المنافقین کی ہمشیرہ تھی۔ سیدنا رفاعہؓ کی پھر بزرگوار سیدنا رافعؓ جہت قبیلہ خزرج کے سب سے پہلے مسلمان تھے۔ بیعت عقبہ سے دو سال پیشتر ۶۵ آدمیوں کے ساتھ مکہ جا کر نبی اکرم ﷺ سے بیعت کی۔ ماں بھی مسلمان ہو گئی۔ عقبہ ثانیہ میں اپنے باپ کے ساتھ مکہ جا کر نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ مبارک پر بیعت کی اور مشرف باسلام ہوئے۔ تمام غزوات میں شرکت کی 'بدر کی شمولیت صحیح بخاری سے ثابت ہے۔ غزوہ أحد 'خندق میں بھی شمولیت کی۔ بیعت الرضوان اور تمام اہل واقعات میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ شرکت کی۔ سنہ ۴۱ھ یا سنہ ۴۲ھ میں وفات پائی۔ یہ امیر محلوہ جہت کی حکومت کا ابتدائی زمانہ تھا۔

دو لڑکے معاذ اور عبید چھوڑے۔

سیدنا رفاعہؓ سے بہت سی احادیث مروی ہیں۔ صحیحین میں بھی چند احادیث ہیں جن میں تین احادیث میں امام بخاری منفرد ہیں۔ سیدنا رفاعہؓ نے نبی اکرم ﷺ کے علاوہ سیدنا ابوبکر اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث سنی تھی، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۳۴) سیدنا ابولبابہ رفاعہ بن عبد المنذر الانصاری رضی اللہ عنہ

ابن شہاب وابن ہشام و خلیفہ نے ان کا نام بشیر لکھا ہے، مگر امام احمد و ابن معین و ابن اسحاق سے ثابت ہے کہ ان کا نام رفاعہ تھا۔ یہ انصاری اسی ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے :

رفاعہ بن عبد المنذر بن زبیر بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن مالک بن الاوس۔

عقبہ میں حاضر تھے اور بارہ نقیبوں میں ایک تھے۔ جنگ بدر میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نکلے تھے، راستہ ہی میں رسول اللہ ﷺ نے ان کو مدینہ کا نگران مقرر فرما کر واپس کر دیا تھا اور غنیمت میں حصہ عطا فرمایا تھا۔ غزوہ سوئق میں بھی ان کو نگرانی مدینہ کا عمدہ دیا تھا۔ احد اور جملہ مشاہد مابعد میں بھی مستلزم رکاب نبوی رہے۔ غزوہ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے، پھر ان کو اپنے اس ترک سعادت کا خیال پیدا ہوا تو خود کو مضبوط زنجیر کے ساتھ ستون مسجد سے بندھوا دیا۔ ان کے بیٹے نماز اور ضروریات بشری کے وقت ان کو کھول دیتے اور پھر باندھ دیتے، سات دن بھوکے پیاسے اسی طرح کالٹے۔ اسی عرصہ میں شنوائی کم ہو گئی، بیٹائی کو بھی صدمہ پہنچا۔ ایک روز بوجہ ضعف غش کھا کر گر پڑے، آخر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کر لی اور نبی اکرم ﷺ نے ان کو رہائی بخشی۔ یہ روایت اس روایت سے زیادہ معتبر اور زیادہ صحیح ہے جس میں بنو قریظہ کے اشارہ کا ذکر کیا گیا ہے۔

قبولیت توبہ کے شکرانہ میں کل مال اور مکان صدقہ کرنا چاہا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ٹمٹ مال کافی ہے۔

غزوہ فتح مکہ میں قبیلہ بنو عمرو بن عوف کا نشان ان کے ہاتھ میں تھا۔ امیر المؤمنین سیدنا علیؓ سے ایام خلافت میں انتقال کیا، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۳۵) سیدنا رفاعہ بن عمرو بن زید الخزرجی الانصاری رضی اللہ عنہ

بیعت عقبہ میں داخل اور بدر میں شامل تھے، غزوہ اُحد میں شہید ہوئے۔ ان کی کنیت ابو الولید ہے، مگر یہ ابن ابی الولید کے نام سے اس لیے معروف ہیں کہ ان کے دادا زید بن عمرو کی کنیت بھی ابو الولید تھی، وَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۳۶) سیدنا رفاعہ بن عمرو الجہنی رضی اللہ عنہ

ابو محضر کہتے ہیں کہ بدر و اُحد میں حاضر تھے۔ ابن اسحاق اور واقدی نے ان کے نام کی صحیح و دلیر بن عمرو کی ہے، وَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۳۷) سیدنا زید بن اسلم بن ثعلبہ بن عدی العجلانی رضی اللہ عنہ

یہ قبیلہ بلہی میں بھی رہے اس لیے بلوی بھی کہتے ہیں، پھر بنو عمرو بن عوف کے حلیف بن گئے تھے اس لیے انصاری ہیں، ثابت بن اکرم ان کے چچا ہیں۔
موسیٰ بن عقبہ نے ان کو بدرین میں شمار کیا ہے۔ جنگ اُحد میں بھی حاضر تھے، وَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۳۸) سیدنا زید بن دشنہ الانصاری البیاضی رضی اللہ عنہ

زید بن دشنہ بن معاویہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ۔
بدر و اُحد میں شریک ہوئے اور یوم الرجیع میں ضعیف بن عدی کے ساتھ کفار کی قید میں اسیر ہوئے صفوان بن امیہ نے ان کو مکہ میں خرید اور قتل کر دیا۔ یہ واقعہ سنہ ۳ھ کا ہے۔

مزید حالات از مرتب: سیدنا زید رضی اللہ عنہ کا تعلق قبیلہ خزرج کے خاندان بیاضہ سے ہے۔ بدر اور اُحد میں شریک ہوئے غزوہ اُحد کے بعد قبیلہ عضل اور قارہ کے کچھ لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست کی کہ چند صحابہ جو قرآن کی تعلیم دے سکیں ہمارے ساتھ بھیج دیں۔ ان کی درخواست پر نبی اکرم ﷺ نے سیدنا

ضیب، سیدنا زید رضی اللہ عنہما اور کچھ دیگر صحابہ کو روانہ فرمایا۔ راستہ میں ہیر معصونہ پر معرکہ پیش آیا۔ اس معرکہ میں سیدنا ضیب اور سیدنا زید رضی اللہ عنہما مشرکین کے ہاتھوں میں اسیر ہو گئے۔ وہ لوگ ان بزرگوں کے ہاتھ باندھ کر مکہ لائے اور صفوان بن امیہ کے ہاتھ فروخت کیا۔ صفوان بہت خوش تھا کہ اپنے باپ کے عوض ان کو قتل کروں گا۔

رائے کے بعد تنعیم مقتل قرار پایا، قتل گاہ پہنچے تو عجیب آزمائش کا وقت تھا۔ ابوسفیان نے پوچھا زید تمہیں اللہ کی قسم! سچ بتانا کہ اگر تمہاری بجائے محمد (ﷺ) ہوں اور ہم ان کی گردن مار دیں اور تم کو آزاد کر دیں تو تم اس بات کو پسند کرتے ہو؟ سیدنا زید ہنسنے لگا کہ اللہ! مجھے تو یہ بھی منظور نہیں کہ محمد (ﷺ) کو کاٹا چسپے اور میں اپنے گھر بیٹھا رہوں۔ ابوسفیان اس فقرہ کو سن کر حیران رہ گیا اور بے ساختہ اس کی زبان سے نکلا کہ محمد (ﷺ) کے اصحاب جس قدر ان سے محبت کرتے ہیں، دنیا میں کسی کے دوست ایسی محبت نہیں کرتے۔

اس کے بعد اسلام کے اس اسیر کو شہید کر دیا گیا۔ یہ افسوسناک واقعہ سنہ ۳ھ میں پیش آیا، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۳۹) سیدنا زید بن سہل الانصاری رضی اللہ عنہ

زید بن سہل بن اسود بن حرام بن عمرو بن زید بن مناة بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار الانصاری، التجاری۔

ان کی کنیت ابو طلحہ ہے اور زیادہ کنیت ہی سے مشہور تھے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ ام سلیم بنت ملحان (رضی اللہ عنہا) انہی کے نکاح میں تھیں۔ ایک روز انہوں نے یہ آیت پڑھی: اَنْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا ”جہاد کرو خواہ سلمان ہو یا نہ ہو۔“ پڑھ کر کہا کہ یا اللہ! اس کا مطلب تو معلوم نہیں البتہ جوانی و پیری تو جہاد ہی میں پوری کی ہے، پھر اپنی اولاد سے کہا کہ میں جہاد کو جاؤں گا، سلمان درست کرو۔ اولاد نے کہا باوا جی نبی اکرم (ﷺ) کے عہد میں نیز عہد صدیقی میں نیز عہد فاروقی میں جہاد کر چکے ہو اب آرام کرو۔ بولے نہیں، آخر بحری فوج میں داخل ہوئے اور جہازی پر جان دی۔ ان کی لاش کو سات یوم جہاز پر بانتظار جزیرہ

رکھا گیا' لاش میں ذرا تغیر نہ آیا تھا۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے بعد چالیس سال تک متواتر روزے رکھے۔ مدائنی نے سن وفات ۵۵ھ تحریر کیا ہے 'رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۴۰) سیدنا زید بن عاصم المازنی الانصاری رضی اللہ عنہ

بیعت عقبہ میں شامل تھے بدر میں حاضر۔ غزوہ احد میں خود اور ان کی زوجہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا اور ان کے ہردو فرزند حبیب و عبد اللہ رضی اللہ عنہما ہند آزما ہوئے۔ ان کی کنیت بطن غالب ابو حسن لکھی ہوئی ہے 'رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ وَعَنْ اَهْلِ بَيْتِهِ۔

(۴۱) سیدنا زید بن المزین الانصاری البیاضی رضی اللہ عنہ

بدر و احد میں حاضر تھے 'یوم الرجیع کو خبیب بن عدی ہنجر کے ساتھ کفار کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے۔ صفوان بن امیہ نے ان کو خرید اور قتل کیا تھا۔ وادی نے ان کا نام بجائے زید کے یزید لکھا ہے۔

مواخت مہاجرین و انصار میں مطح بن اثاثہ ان کے بھائی بنائے گئے 'رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۴۲) سیدنا زید بن ودیعہ الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ بنو عوف بن خزرج میں سے ہیں۔ موسیٰ بن عقبہ نے ان کا صرف بدر میں شامل ہونا تحریر کیا ہے 'مگر دیگر مورخین نے ان کو بدر و احد کے حاضرین میں درج کیا ہے 'رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۴۳) سیدنا زید بن لبید بن ثعلبہ انصاری البیاضی رضی اللہ عنہ

یہ بنو بیاضہ بن عمار بن زریق سے ہیں 'ابو عبد اللہ کنیت۔ یہ اسلام کے بعد مکہ مکرمہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس آ رہے تھے 'پھر جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کی تو انہوں

نے بھی ہجرت کی، لہذا ان کو مہاجرین انصاری کہا جاتا ہے۔ عقبہ، اُحد، بدر، خندق اور دیگر جملہ مشاہد میں ہر رکاب نبوی رہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ان کو حاکم حضرموت مقرر فرمایا تھا۔ آغاز حکومت معاویہ میں انتقال فرمایا۔

مزید حالات از مرتب: سیدنا زیاد بنہشہ بیعت عقبہ میں شریک تھے۔ نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد جب اہل یمن مرتد ہو گئے اور زکوٰۃ بند کر دی تو سیدنا ابوبکر بنہشہ نے اس بارہ میں سیدنا زیاد بنہشہ کو لکھا۔ انہوں نے شاہان کندہ پر شبنون مار کر فسخ حاصل کر لی۔ اشعث بن قیس کا محاصرہ کر کے شکست دی اور اس کو دار الخلافہ روانہ کیا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ انہوں نے مرتدین کی جنگ میں بڑی جانبازی دکھائی۔ (تہذیب التہذیب)

خلافت صدیقی اور خلافت فاروقی تک حضرموت کے عامل رہے۔ اس کے بعد انہوں نے کوفہ سکونت اختیار کر لی۔ بعض کا خیال ہے کہ شام میں قیام کیا۔

سنہ ۴۱ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ یہ امیر معاویہ بنہشہ کی حکومت کا پہلا سال تھا۔ سیدنا زیاد فقہائے صحابہ میں سے تھے۔ صحیح ترمذی میں ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اب علم اٹھنے کا وقت آپہنچا ہے۔ زیاد نے عرض کی یہ کیسے ہو سکتا ہے، اب تو علم لوگوں کے رگ و پے میں سرایت کر چکا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے زیاد تیری ماں تجھ کو روئے، میں تجھ کو نہایت سمجھدار شخص خیال کرتا تھا۔ کیا دیکھتے نہیں کہ یہود و نصاریٰ تورات و انجیل پڑھتے ہیں لیکن ان سے کچھ نفع نہیں اٹھاتے۔ سیدنا عبادہ بنہشہ نے اس حدیث کو سنا تو فرمایا ج ہے سب سے پہلے خشوع اٹھ رہا ہے۔ سیدنا زیاد بنہشہ نے نبی اکرم ﷺ سے چند احادیث روایت کی ہیں، زحی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۴۴) سیدنا سالم بن عمیر الانصاری رضی اللہ عنہ

سالم بن عمیر بن ثابت بن نعمان بن امیہ بن امر القیس بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف الانصاری۔

بدر، اُحد، خندق اور دیگر جملہ مشاہد میں متلزم رکاب نبوی رہے۔ سلطنت معاویہ

کے عہد میں وفات پائی، یہ ان بزرگوں میں سے ہیں جو کثرت گریہ کے لیے مشہور تھے،
رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۴۵) سید ناسبیب بن قیس بن عیشہ الانصاری الخزرجی رضی اللہ

بدر میں شامل تھے، ان کے بھائی عباد بن قیس بھی بدری ہیں۔ اُحد میں بھی شامل
ہوئے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۴۶) سید ناسراقہ بن عمرو بن عطیہ الانصاری رضی اللہ

سراقہ بن عمرو بن عطیہ بن خضاء بن بذول بن عمرو بن غنم بن مالک بن الحجار
الانصاری۔

بدر، اُحد، خندق، حدیبیہ، خیبر اور عمرہ القضاء میں ہرکاب نبوی رہے۔ یوم موتہ کو
شہید ہوئے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۴۷) سید ناسفیان بن بشر بن حارث الانصاری الخزرجی رضی اللہ

ان کے والد کو چند سورخین نے بشر (بادشین کے ساتھ) اور چند سورخین نے نون
وسین کے ساتھ نسر لکھا ہے۔ بدر و اُحد میں خدمت نبوی میں حاضر تھے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی
عَنْہُ۔

(۴۸) سید ناسراقہ بن کعب الانصاری رضی اللہ

سراقہ بن کعب بن عمرو بن عبدالعزیٰ بن غزیہ بن عمرو بن عبدعوف بن غنم بن
مالک بن الحجار۔

بدر، اُحد اور دیگر مشاہد میں حاضر ہوئے اور سلطنت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں وفات پائی،
رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۴۹) سیدنا سعد بن خولی الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ حاطب بن ابی بلتعہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ کوئی ان کو مذہبی، کوئی کلبی، کوئی فارسی النسل بیان کرتا ہے۔ بدر میں شامل تھے اور یہیں شہید ہوئے، بعض نے ان کی شہادت غزوہ اُحد کی بیان کی ہے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۵۰) سیدنا سعد بن خثیمہ الانصاری الاوسی رضی اللہ عنہ

بنو عوف بن عمر میں سے ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے بدر پر چلنے کے لیے کہا تو ان کے والد نے کہا کہ میں جاؤں گا اور تم گھر پر ٹھہرو۔ سعد جہنم بولے باوا جان یہ بہشت کا معاملہ ہے اس لیے مجھے ہی جانے دیجئے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس جنگ میں مجھے شہادت ضرور نصیب ہو جائے گی۔ آخر قرعہ اندازی ہوئی، قرعہ میں بھی ان کا نام نکل آیا۔ خوشی خوشی گئے اور شہادت پا کر خوشی خوشی جنت کو سدھارے۔ یہ عقبی بھی ہیں اور بدری بھی۔ ابو خثیمہ یا ابو عبد اللہ کنیت کرتے تھے۔ ان کے والد سال آئندہ جنگ اُحد میں فائز بہ شہادت ہوئے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۵۱) سیدنا سعد بن ربیع الانصاری الخزرجی رضی اللہ عنہ

سعد بن ربیع بن عمرو بن ابی زبیر بن مالک بن امرء القیس بن مالک الاعز بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث۔

عقبی بھی ہیں اور بدری بھی۔ نبی اکرم ﷺ کے دو ازادہ (بارہ) نقیبوں میں سے ہیں۔ ایام جاہلیت میں بھی کاتب تھے۔ عقبہ کی بیعت اولی و ثانیہ میں حاضر اور بدر میں شامل تھے، اُحد میں شہید ہوئے۔ غزوہ اُحد کا ذکر ہے کہ جنگ کے خاتمہ پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سعد کی خبر کون لائے گا۔ میں نے دیکھا کہ نیزہ برداروں کا ایک گروہ اسے گھیرے ہوئے ہے۔ ابی بن کعب جہنم خبر لانے کو اٹھے، دیکھا کہ شہیدوں کے ڈھیر میں پڑے ہیں، ابھی سانس چلتی ہے اور آنکھ چمکتی ہے۔ مجھے دیکھ کر کہا کیا دیکھتے ہو؟ میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تمہاری خبر کو بھیجا ہے۔ سعد جہنم نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے میرا سلام عرض کر دینا کہ مجھے نیزہ کے بارہ زخم آئے ہیں مگر میں نے بھی اپنے حملہ آور کو جانے

نہیں دیا۔ قوم کو بھی میرا سلام کہہ دینا اور کہنا اللہ اللہ وہ عہد نہ بھول جائیں جو انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے شبِ عقبہ میں کیا تھا۔ وہ یہ سمجھ لیں کہ اگر تم میں سے ایک شخص کی زندگی میں بھی رسول اللہ ﷺ کو ذرا سی آنچ لگی تو تم اللہ کے سامنے کچھ جواب نہ دے سکو گے۔

نبی اکرم ﷺ نے یہ سنا تو فرمایا! اللہ تعالیٰ سعد بن جحش پر رحم فرمائے، زندگی اور موت اللہ اور رسول کی خیر خواہی میں پوری کر گیا۔

یہ سعد بن ربیع جحش وہی ہیں جن کی اولاد کو سب سے پہلے ترکہ عصبہ شرعی ملا۔ ان کی دو دختران کو ۲/۳ حصہ ملا تھا، زُحْنِی اللہُ تَعَالٰی عَنہ۔

(۵۲) سیدنا سعد بن زید زرقی الانصاری رضی اللہ عنہ

سعد بن زید بن فاکہ بن خلدہ بن عامر بن زریق۔ بدر میں حاضر ہوئے، زُحْنِی اللہُ تَعَالٰی عَنہ۔

(۵۳) سیدنا سعد بن سہل الانصاری رضی اللہ عنہ

سعد بن سہل بن عبد الاشہل بن حارث بن دثار بن النجار۔ بدر میں حاضر ہوئے، زُحْنِی اللہُ تَعَالٰی عَنہ۔

(۵۴) سیدنا سعد بن عبیدہ الانصاری الاوسی رضی اللہ عنہ

سعد بن عبیدہ بن نعمان بن قیس بن عمرو بن زید بن امیہ بن ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرہ بن عوف۔

ابو زید ان کی کنیت ہے۔ بدر میں حاضر ہوئے اور سنہ ۱۵ھ کو بعمر ۶۳ سال جنگِ قادسیہ میں شہید ہوئے۔ یہ سعد انصاری کے نام سے معروف ہیں اور ان بزرگوں میں سے ہیں جنہوں نے عہدِ نبوی میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔ ان کے فرزند عمیر بن سعد جحش کو فاروق اعظم جحش نے شام کا والی بھی بنادیا تھا، زُحْنِی اللہُ تَعَالٰی عَنہ۔

(۵۵) سید ناسعد مولیٰ عتبہ بن غزوہ بن غزوہ

غزوہ بدر میں اپنے مولیٰ عتبہ بن غزوہ بن غزوہ کے ساتھ حاضر تھے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۵۶) سید ناسعد بن عثمان بن خلدہ الانصاری الزرقی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

سعد بن عثمان بن خلدہ بن زریق الانصاریؓ

ابو عبادہ کنیت ہے، بدر میں حاضر ہوئے۔ یہ ان تین اشخاص میں سے ہیں جو جنگ احد میں بھاگ کھڑے ہوئے تھے، دوسرا ان کا بھائی عتبہ بن عثمانؓ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی معافی کو قرآن میں نازل فرمایا، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۵۷) سید ناسعد بن معاذ الانصاری سید الاوس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

سعد بن معاذ بن نعمان بن امراء القیس بن زید بن عبد الاشہل بن ہشم بن حارث بن خزرج بن نبت (عمرو) بن مالک بن اوس۔

عتبہ اول و ثانیہ کے درمیان (سنہ ۱۱ نبوت) کو مصعب بن عمیرؓ کے ہاتھ پر ایمان لائے تھے۔ بدر، احد اور خندق میں حاضر ہوئے۔ جنگ خندق میں ایک تیر ان کے گھٹنے کی آنکھ پر لگا تھا۔ رگ کٹ گئی، جب خون بند کرتے تو ورم ہو جاتا۔

نبی اکرم ﷺ نے ان کا خیمہ مسجد نبوی میں لگوا دیا تھا، رسول اللہ ﷺ خود بیمار داری فرمایا کرتے۔ جنگ خندق کے بعد بنو قریظہ کا غزوہ شروع ہو گیا، انہوں نے دعا مانگی کہ الہی جب تک میں بنی قریظہ کا فیصلہ نہ دیکھ لوں اس وقت تک مجھے موت نہ آئے، خون بند ہو گیا حتیٰ کہ ایک قطرہ بھی نہ نکلا۔

اسی اثناء میں بنو قریظہ نے ان کو اپنا حکم تسلیم کر لیا اور نبی اکرم ﷺ نے بھی ان کو حکم مان لیا۔

قبل از اسلام اوس اور بنو قریظہ کا اتحاد تھا اور ان یہودیوں کا یہ خیال تھا کہ اس خانہ دانی اتحاد کی بنیاد پر سعد بن معاذؓ ہماری ہی اعانت کریں گے۔

سعد بن معاذؓ نے فیصلہ یہ کیا کہ جنگ آوروں کو قتل کر دیا جائے اور ان کی زن

وہچہ کو اسیر کر کے ان کی قیمت سے مسلمانوں کی حالت درست بنائی جائے۔
نبی اکرم ﷺ نے یہ فیصلہ سن کر فرمایا: أَصَبَتْ حُكْمَ اللَّهِ فِيهِمْ تَمَّ لِي اس حکم کے مطابق کما جو اللہ تعالیٰ کا ان کے حق میں تھا۔

اس فیصلہ کے بعد پھر زخم سے خون جاری ہو گیا اور اسی عارضہ میں جنگ خندق سے ایک ماہ بعد فائز بہ شہادت ہوئے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سعد کے لیے عرش الرحمن بھی جہوم مہک فرمایا کہ ان کے جنازہ میں ستر ہزار فرشتے ایسے شامل ہوئے جو کبھی زمین پر نہ اترے تھے۔
سیدنا سعد جہنم بڑے کزیل جو ان تھے مگر جنازہ میں ذرا بوجھ نہ تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنازہ کو فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں۔

ایک مرتبہ سیدنا سعد جہنم نے فرمایا کہ میں تو معمولی شخص ہوں لیکن تین باتیں مجھے ضرور حاصل ہیں :

(۱) جب نبی اکرم ﷺ کچھ فرماتے تو مجھے یقین ہو جاتا کہ ٹھیک منجانب اللہ فرما رہے ہیں۔

(۲) نماز میں اول سے آخر تک مجھے کوئی وسوسہ پیدا نہیں ہوتا۔

(۳) جب کسی جنازہ کے ساتھ جاتا ہوں تو موت اور مرنے والے کے سوا کوئی خیال میرے دل میں واپسی تک پیدا نہیں ہوتا۔

سیدنا سعد بن مسیب جہنم فرماتے ہیں کہ یہ خصلتیں انبیاء کی سی ہیں۔ ان کی والدہ کبشہ بنت رافع (رضی اللہ عنہا) بھی صحابیہ ہیں، رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۵۸) سیدنا سعید بن سہیل الانصاری الاشہلی رضی اللہ عنہ

سعید بن سہیل بن مالک بن کعب بن عبد الاشہل بن حارثہ بن دناہ۔
ابن اسحاق اور ابو مسر نے ان کو بدر واحد میں حاضر ہونے والا بتلایا ہے ابو محشر ان کی کنیت ہے، رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۵۹) سیدنا سفیان بن بشر رضی اللہ عنہ

انصاری ہیں، بدر میں حاضر ہوئے، زحّی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۶۰) سیدنا سلمہ بن اسلم الانصاری الحارثی رضی اللہ عنہ

سلمہ بن اسلم بن حریش بن عدی بن قعدہ بن حارث بن حارث بن خزرج بن عدی بن مالک بن اوس۔

بدر واحد اور دیگر جملہ مشاہد میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ رہے۔ سنہ ۱۲ھ کو جسرو ابو عبیدہ والی جنگ میں شہید ہوئے۔ عمروقت شہادت بعض نے ۳۸، بعض نے ۶۳ سال درج کی ہے۔ جنگ بدر میں سائب بن عبیدہ اور نعمان بن عمرو کو انہی نے اسیر کیا تھا، زحّی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۶۱) سیدنا سلمہ بن ثابت بن وقش الانصاری الاشہلی

رضی اللہ عنہ

سلمہ بنت ثابت بن وقش بن رجب بن عبد الاشہل الانصاری الاشہلی۔ بدر میں حاضر ہوئے اور احد میں شہادت پائی۔ ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ ان کے والد ثابت اور چچا رقاء بھی غزوہ احد میں شہید ہوئے تھے۔ ان کے بھائی عمرو بن ثابت بھی شہید احد ہیں، زحّی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۶۲) سیدنا سلمہ بن حاطب انصاری رضی اللہ عنہ

سلمہ بن حاطب بن عتیک بن امیہ بن زید۔ بدر واحد میں حاضر ہوئے، زحّی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۶۳) سیدنا سلمہ بن سلامت بن وقش رضی اللہ عنہ

بن زغب بن زعوراء بن عبد الاشہل الانصاری الاشلی۔

ان کی والدہ سلمہ بنت سلمہ بھی انصاریہ حارثیہ ہیں 'ابو عوف کنیت ہے' عقبہ اولی و ثانیہ میں حاضر تھے۔ بدر اور مشاہد مابعد میں ہر کاب مصطفوی رہے۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کو حاکم یمامہ بھی مقرر کر دیا تھا۔ ستر سال کی عمر میں سنہ ۴۵ھ کو مدینہ منورہ میں انتقال کیا 'رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۶۴) سیدنا سلیط بن قیس الانصاری رضی اللہ عنہ

سلیط بن قیس بن عمرو بن عبید بن مالک بن عدی بن عامر بن فہم بن عدی بن النجار۔

بدر میں حاضر ہوئے اور مابعد کے جملہ مشاہد میں بھی حاضر تھے 'جسر ابی عبید کے دن شہید ہوئے۔ ان کے فرزند عبد اللہ بن سلیط نے ان سے روایت کی ہے 'رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۶۵) سیدنا سلیم بن حارث الانصاری رضی اللہ عنہ

سلیم بن حارث بن ثعلبہ بن کعب بن عبد الاشہل بن حارث بن دینار بن النجار۔

بدر میں حاضر ہوئے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ضحاک اور نعمان فرزند ان عمرو بن مسعود بن عبد الاشہل بن حارث بن دینار ان (سلیم بن حارث) کے مات بھائی ہیں اور وہ بھی بدر میں حاضر تھے 'رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۶۶) سیدنا سلیم بن قیس بن فہم الانصاری رضی اللہ عنہ

سلیم بن قیس بن فہم (خالہ ابن قیس بن ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ بن فہم بن مالک بن النجار۔

بدر 'أحد' خندق اور جملہ مشاہد میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ خلافت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ میں وفات پائی 'ان کی ہمیشہ خولہ بنت قیس سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ہیں۔ ان کے والد کا شمار بھی صحابہ میں ہوتا ہے 'رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۶۷) سیدنا سلیم بن عمرو الانصاری السلمی رضی اللہ عنہ

سلیم بن حدیدہ بن عمرو بن سواد بن کعب بن سلمہ۔
عقبہ میں اور بدر میں حاضر تھے، یوم احد کو شہید ہوئے۔ ان کا آزاد کردہ غلام عنترہ
بھی اسی روز شہید ہوا، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۶۸) سیدنا سلیم بن ملحان الانصاری رضی اللہ عنہ

سلیم بن ملحان (مالک) بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن عبد بن غنم
بن عدی بن النجار۔
بدر اور احد میں یہ بھی اور ان کے بھائی حرام بن ملحان بڑھتے بھی حاضر تھے اور
دونوں بھائی بزمعونہ کے واقعہ میں شہید بھی ہوئے۔ ان کی نسل نہیں چلی، ام سلیم بنت
ملحان ان کی ہمیشہ ہیں، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۶۹) سیدنا سماک بن خرشتہ الانصاری رضی اللہ عنہ

سماک بن خرشتہ بن لوزان بن عبدود بن ثعلبہ بن خزرج بن ساعدہ بن کعب خزرج
الاکبر۔
ان کی کنیت ابودجانہ ہے اور اپنی کنیت ہی سے مشہور ہیں۔ ان کا شمار چیدہ اور
برگزیدہ بہادروں میں ہوتا ہے۔ مغازی میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ساتھ رہا کرتے تھے۔
بدر میں حاضر تھے، جنگ یمامہ میں شہید ہوئے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۷۰) سیدنا سماک بن سعد الانصاری رضی اللہ عنہ

سماک بن سعد بن ثعلبہ بن خلاص بن زید بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج۔
بدر، احد میں حاضر تھے۔ ان کے بھائی بشیر بن سعد بڑھتے بھی حاضر تھے، رَضِیَ اللہُ
تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۷۱) سید ناسان بن ابی سان رضی اللہ

سان بن ابی سان (دوب) بن حصن بن حنظل بن قیس بن مرہ بن کثیر بن فہم بن
دودان بن اسد بن خزیمہ۔

بدر میں یہ اور ان کے بھائی اور ان کے والد اور ان کے چچا عکاشہ بن حصن جو
حاضر تھے۔ یہ تمام بزرگ جملہ مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ حاضر رہے۔
بیعت رضوان سب سے پہلے سان نے کی یا بقول واعظ ان کے والد ابوسان جو
ابتداء ہوئی 'رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ'۔

(۷۲) سید ناسان بن صیفی رضی اللہ

بن صخر بن خنساء الانصاری جو
یہ بنو سلمہ میں سے ہیں، عقبی بھی ہیں اور بدری بھی 'رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ'۔

(۷۳) سید ناسل بن حنیف الانصاری الاوسی رضی اللہ

سل بن حنیف بن وہب بن عکیم بن ثعلبہ بن مجعد بن حارث بن عمر بن خنساء۔
ابو سعید کنیت ہے، بعض نے کنیت میں اختلاف بھی کیا ہے۔ بدر اور جملہ مشاہد میں
ملتزم رکاب رہے۔ یہ ان بزرگوں میں سے ہیں جو اُحد کے دن پہاڑ کی طرح جم کر رہے۔
سید ناسل جو دشمن پر برابر تیر برساتے رہے، نبی اکرم ﷺ فرما رہے تھے کہ سل
کو تیر دیے جاؤ یہ سل ہے۔

خلافت مرتضوی میں یہ سیدنا علی جوہر کے رفقاء میں سے تھے۔ بصرہ کو جاتے ہوئے
سیدنا علی جوہر انہی کو والی مدینہ بنا کر گئے تھے اور انہی کو حاکم فارس بھی کیا تھا مگر اہل فارس
نے ان کو نکال دیا تب زیادہ کو جناب امیر نے حاکم فارس بنایا۔

سل بن حنیف کا کوفہ میں سنہ ۳۸ھ کو انتقال ہوا، ان کے فرزند اور ایک جماعت
نے ان سے روایت حدیث کی ہے۔

ان کے جنازہ کی نماز سیدنا علی جوہر نے پڑھائی اور ۶ تکبیرات سے پڑھائی، یہ امتیاز

اہل بدر کی نماز جنازہ میں قائم رکھا جاتا تھا۔
ان سے چالیس احادیث مروی ہیں، ازاں جملہ متفق علیہ ۴، صحیح مسلم میں ۲، رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۷۴) سیدنا سہل بن عتیک الانصاری رضی اللہ عنہ

سہل بن عتیک بن نعمان بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن عامر (مبذول) بن مالک بن نجار۔
عقبی بھی ہیں اور بدری بھی، ان کی نسل آگے نہیں چلی، رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۷۵) سیدنا سہل بن قیس الانصاری السلمی رضی اللہ عنہ

سہل بن قیس بن ابی کعب بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ الانصاری۔
بدر میں حاضر ہوئے اور غزوہ اُحد میں جام شہادت نوش فرمایا، رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۷۶) سیدنا سہیل بن عمرو بن ابی عمرو الانصاری رضی اللہ عنہ

بدر میں شامل ہوئے، واقعہ صفین سنہ ۳۷ھ کو شہید ہوئے۔ لشکر مرتضوی میں سے
تھے، رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۷۷) سیدنا سہیل بن رافع الانصاری رضی اللہ عنہ

سہیل بن رافع بن ابی عمرو بن عائذ بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار۔
بدر، اُحد، خندق اور جملہ مشاہد میں ہمرکاب نبوی رہے۔
جس زمین پر مسجد نبوی تعمیر ہوئی ہے اسی جگہ ان کے کھلیان کی زمین تھی جس پر
مکجوروں کو خشک کیا کرتے تھے۔ اسے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خرید کر شامل مسجد نبوی
کر دیا تھا۔

خلافت فاروقی میں وفات پائی، رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۷۸) سیدنا سواد بن غزیتہ الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ بنو عدی بن النجار میں سے ہیں۔ بدر، احد، خندق اور جملہ مشاہد میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ساتھ حاضر تھے۔

انہی کو نبی اکرم ﷺ نے امیر خیر بنایا تھا، یہی وہ بزرگ ہیں جن کی کمر میں نبی اکرم ﷺ نے چھڑی چبھو دی تھی اور انہوں نے بدلہ لینے کو کہا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے اسے بدلہ لینے کی اجازت فرمادی تھی۔ اس طرح یہ بزرگوار نبی اکرم ﷺ کے عدل بے عدیل کے شاہد صادق ٹھہرے تھے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۷۹) سیدنا سواد بن یزید الانصاری السلمی رضی اللہ عنہ

سواد بن یزید (یا ابن رزق، یا ابن رزین، یا ابن رزیق) بن ثعلبہ بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ۔

بدر اور احد میں حاضر تھے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۸۰) سیدنا ضحاک بن حارثہ الانصاری السلمی رضی اللہ عنہ

ضحاک بن حارثہ بن زید بن ثعلبہ بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ۔ بیعت عقبہ سے مشرف ہوئے اور غزوہ بدر میں شامل، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۸۱) سیدنا ضحک بن عبد عمرو الانصاری رضی اللہ عنہ

ضحاک بن عبد عمرو بن مسعود بن کعب بن عبد الاشہل بن حارثہ بن دینار بن النجار۔ بدر و احد میں حاضر تھے، بدر میں اپنے بھائی نعمان بن عبد عمرو کی معیت میں تھے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۸۲) سیدنا حمزہ بن عمرو الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ بنی مرثد کے (جو خزرجی ہیں) حلیف تھے، بدر میں شامل ہوئے اور احد میں

شہادت پا کر جنت میں داخل ہوئے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۸۳) سیدنا طفیل بن مالک الانصاریؓ

طفیل بن مالک بن نعمان بن خثاء بن بنو سلمہ میں سے ہیں، عقبی بھی ہیں اور بدری بھی۔ اُحد میں مردانہ وار لڑے تھے اور ۱۳ زخم ان کے جسم پر آئے تھے۔ غزوہ خندق میں بھی شامل ہوئے اور اسی روز راہی عالم بقا ہوئے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۸۴) سیدنا عاصم بن بکیر الانصاریؓ

بنو عوف بن خزرج کے حلیف تھے، موسیٰ بن عقبہ نے ان کا نام اہل بدر میں تحریر کیا ہے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۸۵) سیدنا عاصم بن ثابت الانصاریؓ

عاصم بن ثابت بن ابوالفتح قیس بن عصمت بن نعمان بن مالک بن امیہ بن ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمر بن عوف بن مالک بن اوس۔
ابو سلمان کنیت ہے، غزوہ بدر میں حاضر تھے۔ یہی واقعہ رجیع کے سردار تھے، عاصم بن عمر فاروق کے بھائی بھی ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے اس مختصر وفد کو قوم ہذیل کی تعلیم و ہدایت کے لیے بھیجا تھا۔ خود قوم کے سردار ان کو مدینہ سے اپنے ساتھ لے گئے۔ جب یہ لوگ مکہ اور غطفان کے درمیان پہنچ گئے تو بنو لعیان کے ایک سو اشخاص نے ان کے دس آدمیوں کو گھیر لیا۔ یہ سب ایک پہاڑی کے نیلے پر پہنچ گئے، دشمنوں نے کہا کہ تم سب نیچے اتر آؤ، عہد و میثاق یہ ہے کہ تم کو قتل نہ کیا جائے گا۔

عاصم بولے کہ میں تو کافر کی پناہ لیتا پسند نہیں کرتا۔ اہلی ہماری خبر اپنے رسول کو پہنچا دے۔ سات صحابہ کو جن میں عاصم بن ثابت بھی تھے، دشمن نے تیروں سے شہید کر دیا۔ زید بن دشنہ، ضبیع بن عدی رضی اللہ عنہما اور ایک اور صاحب رہ گئے جن کو پکڑ لیا، ان

کا حال سیدنا خبیبؓ کے تذکرہ میں ہے۔

عاصم نے بدر میں کفار کا ایک سردار قتل کیا تھا، دشمن نے چاہا کہ سرکات لے۔ جب لاش کے قریب گئے تو شہد کی کھوپڑی نے لاش کے پاس ان کو جانے نہ دیا۔ واپس آگئے، کھارات کو آئیں گے جب کھیاں آرام کریں گی۔ رات کو بارش آئی، پانی کی رو میں لاش بہہ گئی اور کفار کو نہ ملی۔

حسان بن ثابتؓ کے اشعار ہیں :

لَعَمْرِي لَقَدْ شَهِتْ هَذِيْلُ بَيْنَ مَذْرَبٍ اَحَادِيْثٍ كَانَتْ فِيْ خُبَيْبٍ وَعَاصِمٍ
اَحَادِيْثٍ لَخِيَانٍ صَلُّوْا بِقُبْحِهَا وَلَخِيَانٍ اَكَاثُوْنَ شَرًّا لِّجَوَانِمِ
رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

(۸۶) سیدنا عاصم بن قیس بن ثابت رضی اللہ عنہ

بن نعمان بن امیہ بن امراء القیس بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف الانصاری۔
بدر میں حاضر تھے اور احد میں بھی شریک تھے، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ۔

(۸۷) سیدنا عامر بن امیہ رضی اللہ عنہ

بن زید بن صحاس بن مالک بن عدی بن عامر بن فہم بن عدی بن النجار۔
یہ ہشام بن عامر کے والد ہیں، بدر میں حاضر ہوئے اور احد میں شہید ہوئے۔ ام
المؤمنین سیدہ عائشہؓ کی خدمت میں ان کے فرزند ہشام ایک روز حاضر ہوئے تھے
تو انہوں نے فرمایا تھا کہ عامر خوب انسان تھا، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ۔

(۸۸) سیدنا عامر بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ

یہ عاصم بن ثابتؓ کے بھائی ہیں۔ واقعہ بدر کے بعد انہوں نے ہی عقبہ بن ابی
معیطؓ کی گردن کھوار سے اڑادی تھی، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ۔

(۸۹) سید ناعامر بن سلمہ بن عامر البلوی رضی اللہ عنہ

انصار کے حلیف ہیں، موسیٰ بن عقبہ نے ان کو اہل بدر میں شمار کیا ہے۔ بعض نے ان کو عمرو بن سلمہ بھی لکھا ہے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۹۰) سید ناعامر بن عبد عمرو الانصاری رضی اللہ عنہ

ان کے نام میں اختلاف ہے اور کنیت کے تلفظ میں بھی اختلاف ہے، ان کا نام کسی نے ثابت اور کسی نے مالک بتایا ہے، مگر صحیح عامر ہے۔

کنیت ابو جبہ (بالباء) ہے۔ بعض نے بانون (الوحد) بتائی ہے، ان کی والدہ ہندہ بنت اوس بن عدی ہیں اور یہ سعد بن خثیمہ کے مات بھائی ہیں۔ سب کا اتفاق ہے کہ یہ بدر میں شامل تھے۔ ابن اسحاق نے ان کو شہید اُحد لکھا ہے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۹۱) سید ناعامر بن مخلد بن الحارث الانصاری رضی اللہ عنہ

عامر بن مخلد بن حارث بن سواد بن مالک بن فہم بن مالک بن نجار۔ بدر میں شجاعت دکھائی اور اُحد میں شہادت پائی، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۹۲) سید ناعائد بن ماعض الانصاری رضی اللہ عنہ

عائد بن ماعض بن قیس بن غلہ بن عامر بن زریق۔

یہ اور ان کے بھائی معاذ بن مائد بیٹھ بدر میں حاضر تھے۔ مواخت میں ان کو نبی اکرم ﷺ نے سویط بن حرمہ کا بھائی بنایا تھا۔ نیز معونہ یا بقول بعض یوم یمامہ میں شہید ہوئے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۹۳) سیدنا عبد اللہ بن ثعلبہ البلوی الانصاری

بن حزمہ بن اصرم۔ یہ بنو عوف بن خزرج کے حلیف تھے، بدر میں حاضر ہوئے۔ ان کے بھائی بھات بن ثعلبہ بھی بدری ہیں، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۹۴) سیدنا عبد اللہ بن جبیر بن النعمان الانصاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

عقبی بھی ہیں اور بدری بھی۔ غزوہ اُحد میں تیر اندازوں کے سردار بھی تھے، مقابلہ کرتے ہوئے اپنے مقام متعینہ پر شہید ہوئے۔ خوات بن جبیر ان کے حقیقی بھائی ہیں، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۹۵) سیدنا عبد اللہ بن انجد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

یہ بنو سلمہ میں سے ہیں۔ بدر و اُحد میں حاضر تھے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۹۶) سیدنا عبد اللہ بن الحمیر الاشجعی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

یہ بنو خضاء بن سنان کے حلیف ہیں اور اس لیے انصاری شمار ہوتے ہیں۔ بدر میں حاضر تھے، ان کے بھائی خارجہ بھی بدری ہیں۔ یہ اُحد میں بھی حاضر ہوئے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۹۷) سیدنا عبد اللہ بن ربیع بن قیس الانصاری الخزرجی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

عقبی بھی ہیں اور بدری بھی، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۹۸) سیدنا عبد اللہ بن رواحہ الانصاری الخزرجی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

عبد اللہ بن رواحہ بن ثعلبہ بن امرء القیس بن عمرو بن امرء القیس الاکبر۔ بارہ نقبائے محمدی میں سے ہیں۔ بدر، اُحد، خندق، حدیبیہ، عمرہ القضاء میں حاضر تھے۔

فتح مکہ سے پچھتر فردوس نشیں ہو چکے تھے۔

ان کا شمار شعراء نبویہ میں ہے۔ حسان بن ثابت، کعب بن مالک اور عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ان شعراء برگزیدہ میں سے ہیں جن کو آیت **إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ** نے شعراء عام سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔

ان کو فی البدیہہ کہنے میں مہارت تھی۔ ایک روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی وقت کوئی شعر بتا کر سناؤ۔ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے فوراً کھڑے ہو کر عرض کر دیا :

إِنِّي تَقَرُّسْتُ فِينَكَ الْخَيْرُ - أَعْرِفُهُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّمَا خَانِي الْبَصَرُ
أَنْتَ النَّبِيُّ وَمَنْ يَخْزُمُ شَفَاعَتَهُ يَوْمَ الْحِسَابِ لَقَدْ أَزْزَى بِهِ الْقَدْرُ
فَقَبَّتْ اللَّهُ مَا آتَاكَ مِنْ حَسَنٍ تَفَيَّيْتُ مُوسَى وَنَصَرَا كَالَّذِي نَصَرُوا
جنگ مودہ کو جب فوج روانہ ہونے لگی تو اس وقت، سالار فوج زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ تھے، سرور کائنات نے فرمایا! اگر زید شہید ہو جائے تو جعفر طیار کمان گری کرے گا، وہ بھی شہید ہو جائے تو عبد اللہ بن رواحہ سرور رہے گا۔

رواگی کے وقت الوداع کہنے والوں نے ابن رواحہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ تم کو بخیر وعافیت واپس لائے۔ انہوں نے ان کے جواب میں یہ اشعار افشاء کیے :

لَكِنِّي أَسْأَلُ الرَّحْمَنَ مَغْفِرَةً وَصَرْبَةً ذَاتَ فَزَحٍ تَقْلِفُ الرَّبْدَا
وَقَطْعَةً بِيَدِي حُسْرَانٍ مُجْهَرَةً بِخَرْبَةٍ تَنْقُذُ الْأَحْشَاءَ وَالْكَبْدَا
حَتَّى يَقُولُوا إِذَا مَرُّوا عَلَى جُدُنِي يَا أَرْشَدَ اللَّهِ مِنْ غَايٍ وَقَدْ رَشَدَا

جب میدان جنگ میں زید اور جعفر رضی اللہ عنہما شہید ہو چکے اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہ سرور فوج بن گئے اور شہادت کے لیے نفس کو تیار کرنے لگے تو یہ اشعار فرمائے :

يَا نَفْسُ إِنْ لَمْ تَقْتُلِي تَمُوتِي هَذَا هَمَامُ الْمَوْتِ قَدْ صَلَبَتْ
وَمَا تَمْنَيْتِ فَقَدْ أُعْطِيتِ إِنْ تَقْتُلِي فَعَلَهُمَا هُدَيْتِ

اس کے بعد حملہ کر دیا، حملہ سے واپس آئے تو ان کے چہرے بھائی نے بخنی لا کر پیش کی، کہا یہ تھوڑی سی پی لو، ذرا ٹکان اترے گی اور طاقت آئے گی، دو گھونٹ پیئے تھے کہ فوج میں سے شور کی آواز آئی، بخنی کا برتن ہاتھ سے پھینک دیا اور بولے افسوس میں ابھی تک دنیا ہی میں ہوں، پھر یہ شعر پڑھے :

أَفْسَمْتُ بِاللَّهِ لَنَنْزِلَنَّهُ طَائِعَةً أَوْ لَنُكْرِهَنَّهُ
مَالِي أَزَاكَ لَنُكْرِهَنَّ الْجَنَّةَ وَقَبْلَ ذَا مَا كُنْتُ تَظْمِنُنَّهُ
پھر حملہ کیا اور جنت کو سدھار گئے، ان کی شہادت جمادی الاول سنہ ۸ھ کو بمقام موتہ
ہوئی، رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۹۹) سیدنا عبد اللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبد اللہ الانصاری الحارثی رضی اللہ عنہ

یہ بنو الحارث بن الخزرج میں سے ہیں، عقبی بھی ہیں اور بدری بھی۔ جملہ مشاہد میں
مترجم رکاب نبوی رہے۔ ان کو صاحب الاذان بھی کہتے ہیں کیونکہ ان ہی کو خواب میں
اذان سکھائی گئی تھی، پھر نبی اکرم ﷺ کے حکم سے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے یاد کر لی تھی۔ یہ
واقعہ بناء مسجد نبوی کے بعد سنہ ۱ھ کا ہے۔
فتح مکہ کے دن بنو الحارث بن خزرج کا رایت (جھنڈا) انہی کے ہاتھ میں تھا۔
سنہ ۳۲ھ کو بعمر ۶۳ سال مدینہ میں وفات پائی۔
انہوں نے تین احادیث کی روایت کی ہے، ازاں جملہ ایک متفق علیہ ہے، رَضِيَ
اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۱۰۰) سیدنا عبد اللہ بن سعد بن خثیمہ بن الانصاری الاولی رضی اللہ عنہ

ان کے والد سعد اور دادا خثیمہ بھی صحابی ہیں۔ ان کے والد غزوہ بدر میں اور دادا
غزوہ اُحد میں شہید ہوئے تھے۔ عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے متعلق بدر میں شامل ہونے کی بابت
اختلاف ہے۔

ابن المبارک نے جو روایت منیر بن حکیم سے کی ہے، اس میں یہ ہے کہ عبد اللہ بن
سعد رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ وہ اُحد میں شامل ہوئے اور عقبہ میں بھی اپنے والد کے ساتھ تھے۔

فاکھانی نے مغیرہ بن حکیم سے روایت کرتے ہوئے بتلایا کہ وہ بدر اور عقبہ میں حاضر ہوئے۔ محدثین کے نزدیک ابن المبارک احفظ و اضبط ہیں۔ یہ تین احادیث کے راوی ہیں، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۰۱) سیدنا عبد اللہ بن سلمۃ العجلانی البلوی الانصاری رضی اللہ عنہ

ان کے والد کا نام سلمہ بفتح سین و کسرام ہے۔ ہلی کے بنو عجلان سب کے سب بنو عمرو بن عوف کے حلیف تھے، اس لیے یہ بلوی و انصاری ہیں۔ بدر میں شریک ہوئے، احد میں بھی شریک ہوئے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۰۲) سیدنا عبد اللہ بن سہل الانصاری رضی اللہ عنہ

ابن اسحاق و ابن عتبہ نے ان کو بدری بتلایا ہے اور بنو عبد الاشہل کا حلیف تحریر کیا ہے۔ ابن ہشام نے ان کو بنو زعمورا کا بھائی اور بعض نے ان کو ثعلبی الاصل بھی لکھا ہے، غزوہ خندق میں شہید ہوئے تھے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۰۳) سیدنا عبد اللہ بن سہل الانصاری رضی اللہ عنہ

بیان کیا گیا ہے کہ یہ بدر میں شامل تھے، یہ صاحب علم و فہم تھے۔ عبد اللہ مقتول خیر بھی ان ہی کا بھائی تھا۔

حویصہ و محیصہ ان کے چچا ہیں، جب ان کی موجودگی میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کرنے میں ابتداء کی تھی تو انہی کو نبی اکرم ﷺ نے کَبِجْرَ کَبِجْرَ فرمایا تھا۔ ایک سفر میں ان کو شراب مشکیزوں میں بھری ہوئی ملی، انہوں نے مشکیزوں کو اپنے نیزوں سے چھید دیا، انہوں نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے ہم کو شراب پینے سے بھی روکا ہے اور گھروں میں داخل کرنے سے بھی منع فرمایا ہے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۰۴) سیدنا عبد اللہ بن طارق بن عمرو بن مالک البلوی

الانصاری رضی اللہ عنہ

قوم بلوی سے ہیں اور انصار کے قبیلہ بنو خلفر کے حلیف ہیں۔ یہ اس گروہ میں سے ہیں جن کو نبی اکرم ﷺ نے تعلیم القرآن اور تفقہ دین کے لیے عیسیٰ اور قارہ کے ساتھ روانہ کیا تھا۔

رجیع پر (جو ہڈیل کے ایک جوہڑ کا نام ہے) عقیلوں نے اظہار عذر کیا۔ مرثد، خالد اور عاصم رضی اللہ عنہما نے کمواریں کھینچ لیں اور مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ عبد اللہ اور زید بن دشنہ اور خبیص بن عدی رضی اللہ عنہما کو انہوں نے گرفتار کر لیا۔ عبد اللہ بن طارق نے کسی طرح رسی میں سے خود کو چھڑا لیا، مگر کفار نے ان کو پتھر مار مار کر ہلاک کر دیا۔

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اشعار میں ان کا نام نظم کیا ہے، یہ واقعہ آخر سنہ ۳ھ کا ہے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۰۵) سیدنا عبد اللہ بن عامر البلوی الانصاری رضی اللہ عنہ

قوم بلوی سے ہیں اور انصار کے قبیلہ بنو سعد کے حلیف بدر میں شامل تھے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۰۶) سیدنا عبد اللہ بن عبد مناف الانصاری رضی اللہ عنہ

عبد اللہ بن مناف بن نعمان بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ۔ ابو یحییٰ ان کی کنیت تھی۔ بدر و احد میں جو ہر شجاعت دکھلائے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۰۷) سیدنا عبد اللہ بن عباس الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ بنو عدی بن کعب بن الخزرج میں سے ہیں۔ بدر میں حاضر تھے اور جملہ دیگر مشاہد میں بھی نبرد آزما رہے، ان کے والد کا نام بعض نے عبیس بھی لکھا ہے، 'رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ'۔

(۱۰۸) سیدنا عبد اللہ بن عبیس الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ بنو الحارث بن خزرج کے حلیف تھے، اس لیے انصاری کہلائے، ان کا نسب نہیں بیان کیا گیا۔ غزوہ بدر میں شامل تھے، 'رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ'۔

(۱۰۹) سیدنا عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی بن سلول الانصاری

الخزرجی رضی اللہ عنہ

یہ بنو عوف بن خزرج میں سے ہیں، ان کا قبیلہ مدینہ بھر میں مشہور تھا۔ انہی کو ابن الحلی بھی کہتے ہیں کیونکہ ان کا سالم بن غنم اپنی بڑی توند کی وجہ سے حبلی مشہور تھا۔ سلول عبد اللہ منافق کی دادی کا نام ہے، ابی اپنی ماں کی نسبت سے مشہور ہے۔ سیدنا عبد اللہ کے باپ عبد اللہ کو اہل یثرب اپنا بادشاہ بنانے لگے تھے، اس کے لیے تاج تیار کرنے کی تجویزیں ہو رہی تھیں کہ سرور عالم رونق افروز مدینہ ہو گئے تھے۔ خزرجی مسلمان ہو گئے، ابن ابی کا اقتدار خاک میں مل گیا، رشک و حسد نے اسے اس المناقین بنا دیا۔

غزوہ تبوک میں ایک انصاری اور ماجر کے جھگڑے میں ابن ابی نے کہا تھا لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلُّ (المنافقون) یعنی مدینہ پہنچ کر بلند پایہ لوگ ذلیل لوگوں کو نکال دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر ہوئی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر کہا اگر اجازت ہو تو اس منافق کا سراڑا دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے ممانعت فرمائی جب سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے سنا کہ اس گستاخی کی سزا میں اس کے باپ کو قتل کا حکم ہونے والا ہے۔ یہ نہایت مخلص تھے، نبی اکرم ﷺ کے پاس گئے اور عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو تو اپنے تلافی باپ کا سر

کاث کر حاضر کر دوں۔ فرمایا نہیں تم اپنے باپ سے حسن سلوک رکھو۔
الغرض ابن ابی راس المنافقین کے گھر میں سیدنا عبداللہ صدق و اخلاص کا نمونہ
تھے۔ ایمان اور محبت رسول اللہ ﷺ کے مدارج میں ترقی یافتہ تھے۔ ان کا شمار خیار صحابہ
اور فضلاء صحابہ میں ہوتا ہے۔ بدر، احد اور دیگر جملہ مشاہد میں ملتزم رکاب نبوی رہے۔
سنہ ۱۲ھ کو جنگ یمامہ میں شہرت شہادت سے شیریں کام ہوئے 'رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ'۔

(۱۱۰) سیدنا عبداللہ بن عرفطہ الانصاری رضی اللہ عنہ

بن عدی بن امیہ بن حذارہ بن عوف بن نجار بن خزرج۔
یہ مہاجر بھی ہیں، سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت حبشہ کی تھی اور بنو الحارث بن
خزرج کے حلیف بھی ہیں اس لیے انصاری ہیں۔ بدر میں حاضر تھے 'رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ'۔

(۱۱۱) سیدنا عبداللہ بن عمرو بن حرام الانصاری رضی اللہ عنہ

عبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام بن کعب بن فہم بن کعب بن سلمہ۔
ان کی کنیت ابو جابر ہے، جابر صحابی ہیں جن سے روایات حدیث بکثرت ہیں، انہی
کے نامور فرزند ہیں۔

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ عقبی بھی ہیں اور بدری بھی اور نقیب محمدی بھی، یوم احد کو شہید
ہوئے تھے۔ ان کے ناک، کان کاٹے گئے تھے۔

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میری پھوپھی وہاں پہنچ گئیں، وہ بھائی کی لاش کی بے حرمتی دیکھ
کر رونے لگیں، میں بھی رونے لگا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا روؤ یا نہ روؤ فرشتوں نے
اپنے پروں سے اس کی لاش پر سایہ کر رکھا ہے۔

ایک روز نبی اکرم ﷺ نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تجھے بتا دوں کہ تیرے باپ کے
ساتھ اللہ نے کیا انعام کیا، میں نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا اسے سامنے بلایا اور گفتگو فرمائی،
اوروں سے پس پردہ ہی گفتگو کرتا ہے لیکن تیرے باپ سے بغیر پردہ کے گفتگو کی۔ حکم ہوا
اے میرے بندے! جو تمنا ہو بیان کر۔ انہوں نے کہا کہ مجھے پھر دنیا میں بھیج دیا جائے تاکہ
میں بار دیگر شہادت حاصل کروں۔ حکم ہوا یہ تو قطعی ہے کہ مرکز کوئی شخص دنیا میں واپس

نہیں جائے گا۔ عرض کیا کہ ہمارا حال پسماندگان تک پہنچا دیا جائے۔ اس پر آیت وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَانُوا مَيِّتًا۔
عمرو بن المومع ان کے بہنوئی تھے، وہ بھی شہید اُحد ہیں۔ دونوں ایک ہی قبر میں آرام فرما ہیں، رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۱۱۲) سیدنا عبد اللہ بن عمیر بن عدی الانصاری الخزرجی رضی اللہ

عبد اللہ بن عمیر بن عدی بن امیہ بن حدادہ بن عوف بن حارث بن الخزرج۔
سب کا اتفاق ہے کہ یہ غزوہ بدر میں شامل تھے، مگر ابن عمارہ نے ان کا ذکر انصاریہ میں نہیں کیا، رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۱۱۳) سیدنا عبد اللہ بن قیس الانصاری رضی اللہ

عبد اللہ بن قیس بن خالد بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار۔
بدر میں حاضر تھے۔ ابن سعد کا قول ہے کہ وہ اُحد میں شہید ہوئے، مگر دیگر مورخ کہتے ہیں کہ جملہ مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوئے اور سیدنا عثمان غنی کے عہد میں وفات پائی، رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۱۱۴) سیدنا عبد اللہ بن قیس الانصاری رضی اللہ

عبد اللہ بن قیس بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ۔
ابن اسحاق وغیرہ کا قول ہے کہ عبد اللہ اور ان کے بھائی معبد ہر دو غزوہ بدر میں حاضر تھے، مگر ابن عقبہ نے ان کا ذکر اہل بدر میں نہیں کیا، آگے چل کر سب متفق ہیں کہ یہ اُحد میں حاضر تھے، رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۱۱۵) سیدنا عبد اللہ بن کعب الانصاری المازنی رضی اللہ

عبد اللہ بن کعب بن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار۔

بدر میں حاضر ہوئے اور غنائم بدر کے تحویل دار بھی یہی تھے، دیگر جملہ مشاہد نبوی میں بھی برابر حاضر ہوتے رہے اور خمس نبوی کے تحویل دار بھی یہی تھے۔
ابو یعلیٰ مازنی ان کے بھائی ہیں، سنہ ۳۰ھ کو مدینہ میں وفات پائی۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی، رَحِمَہِ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُ۔

(۱۱۶) سیدنا عبد اللہ بن نعمان بن بلذمہ الانصاری رضی اللہ عنہ

ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ کے چچا کے بیٹے ہیں۔ بدر اور احد میں حاضر ہوئے، رَحِمَہِ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُ۔

(۱۱۷) سیدنا عبد الرحمن بن جبر الانصاری رضی اللہ عنہ

عبد الرحمن بن جبر بن عمرو بن زید بن خنم بن حارث بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس۔

ابو جس کنیت تھی اور یہی کنیت نام پر غالب آگئی تھی۔ غزوہ بدر میں ان کی عمر ۳۸ سال تھی۔ کعب بن اشرف یہودی کے قتل میں بھی یہ شامل تھے۔ سنہ ۳۴ھ کو بصرہ ستر سال انتقال کیا۔

یہ ان اشخاص میں سے ہیں جو قبل از اسلام نوشت وخواند سے واقف تھے، رَحِمَہِ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُ۔

(۱۱۸) سیدنا عبد الرحمن بن عبد اللہ البلوی الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ فرار بن ملی کی نسل اور بنو قضاہ میں سے ہیں۔ بنو جح کے حلیف تھے، ان کا نام عبد العزیٰ تھا، نبی اکرم ﷺ نے ان کا نام عبد الرحمن عدوالاخوان تجویز فرمایا۔ بدر میں حاضر تھے، جنگ یمامہ میں شہید ہوئے، رَحِمَہِ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُ۔

(۱۱۹) سیدنا عبد الرحمن بن کعب المازنی الانصاری رضی اللہ عنہ

ابو یعلیٰ لقب کرتے تھے، بدر میں حاضر ہوئے اور سنہ ۲۴ھ کو انتقال فرمایا۔
یہ بھی ان بزرگوں میں ہیں جن کو غزوہ تبوک میں سواری نہ ملی تھی اور وہ جہاد میں
شامل نہ ہونے کی حسرت میں گریہ و زاری کرتے تھے۔ ان کا مذکور اس آیت میں ہے :
﴿تَتَوَلَّوْا وَاعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوا مَا يُنْفِقُونَ﴾
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ

(۱۲۰) سیدنا عبد ربہ بن حق الانصاری الساعدی رضی اللہ عنہ

بن اوس بن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج بن ساعدہ۔
مورخین نے نام میں تھوڑا سا اختلاف کیا ہے، کسی نے عبد ربہ کسی نے عبد اللہ لکھا
ہے۔ بدر میں حاضر تھے، رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۱۲۱) سیدنا عباد بن بشر بن وقش الانصاری الاشہلی رضی اللہ عنہ

عباد بن بشر بن وقش بن زغبہ بن زعمور ابن عبد الاشہل الانصاری الاشہلی۔
یہ قدیم الاسلام ہیں، مدینہ میں سیدنا معتب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ساتھ رہتے تھے،
فضلاء صحابہ میں سے ہیں۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ شب تاریک میں ان
کا عصارہ روشن ہو جایا کرتا تھا۔

یہ ان بزرگوں میں سے ہیں جو کعب بن اشرف یہودی کے قتل میں شامل تھے۔ یہ
یہودی ہمیشہ لوگوں کو نبی اکرم ﷺ کے خلاف اور اسلام کے خلاف آمادہ جنگ و اذیت کرتا
رہتا تھا، اس واقعہ کے متعلق ان کے اپنے اشعار بھی ہیں :

مَرَحْتُ لَهُ يَغْرِضُ لِبَصَوْنِي	دَوَالِي ظَالِمًا مِّنْ رَّاسٍ جُدِرْ
فَعَذْتُ لَهُ فَقَالَ مِنَ الْمُتَادِي	فَقُلْتُ أَخْوَلُكَ عَبَادُ بْنُ بَشْرِ
وَهَذَا دِزْعَتَا رَهْنَا فَنَحْذَهَا	بِشَهْرَانِ وَفِي أَوْ نِصْفِ شَهْرٍ
فَقَالَ مَعَاشِرُ شَبَعُوا وَجَاعُوا	وَمَا عَدَلُوا الْغَنَى مِنْ غَيْرِ فَقَرِ

فَأَقْبَلَ نَحُونَا يَهْوَى سَرِينَا
وَلَمَّا أَيْمَانًا يَنْصُ جَدَا
فَعَانَقَهُ ابْنُ مُسْلَمَةَ الْمُزْدِي
وَشَدَّ بِسَيْفِهِ صَلْنَا عَلَيْهِ
فَكَانَ اللَّهُ سَادِسْنَا فَأَتْنَا
وَجَاءَ بِزَأْسِهِ نَضْرُ كِرَامًا
وَقَالَ لَنَا لَقَدْ جِئْتُمْ بِأَمْرٍ
مُجْرَدَةً بِهَا الْكُفَارُ نَضْرِي
بِهَا الْكُفَارُ كَاللَّيْلِ الْهَزِينِ
فَقَقَرُوهُ أَوْ عَبَسَ بَنُ جَبْرِ
بِأَنْعَمِ نِعْمَةٍ وَأَعَزَّ نَضْرِ
هَمُونَا هُؤْكَ مِنْ صِدْقِي وَبِرِ
یوم الہمامہ کو مردانہ وار لڑتے ہوئے ہجر ۳۵ سال شہید ہوئے۔

مزید حالات از مرتب: سیدنا عبادؓ معب بن عمیرؓ کے ہاتھ پر ایمان لائے۔
غزوہ بدر، اُحد اور دیگر تمام غزوات میں نمایاں حصہ لیا۔

جنگ خندق میں رسول اللہ ﷺ کے خیمہ کا چند دوسرے انصار کے ساتھ ہر رات
پہرہ دیتے تھے۔ حدیبیہ میں کفار نے نبی اکرم ﷺ کی خبر سن کر خالد بن ولید کو ۲۰۰
سواروں کے ساتھ آگے بھیجا۔ اس موقع پر عباد بن بشرؓ ۲۰ سواروں کے ساتھ خالد کے
سامنے گئے۔ غزوہ تبوک میں سنہ ۹ھ میں رات کو تمام لشکر کے گرد گشت لگاتے تھے۔ پہرہ
دینے والوں کی ایک خاص تعداد تھی اور یہ ان پر افسر بنائے گئے تھے۔ سیدنا عباد بن بشر
ؓ میں رات پہرہ دینے کی خوبی بہت نمایاں ہے۔ رات بھر پہرہ دیتا اور دن کو شریک جماد
ہوتا یہ ایک لازوال سعادت ہے جو ہر ایک کو میسر نہیں ہوتی۔

ان کی شب بیداری صرف میدان جنگ تک محدود نہ تھی بلکہ عام حالات امن میں
بھی رات کا زیادہ حصہ عبادت الہی میں گزارتے۔ ایک دفعہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے
مکان میں نبی اکرم ﷺ تھیں پڑھنے اٹھے تو سیدنا عبادؓ کی آواز سنی تو ارشاد فرمایا اللہ ان
کی مغفرت کرے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں اور ابو یعلیٰ نے مسند میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا
سے نقل کیا ہے کہ انصار میں تین آدمی سب سے بہتر تھے۔ سیدنا سعد بن معاذ، سیدنا اسید
بن حفیرؓ اور سیدنا عباد بن بشرؓ۔

جنگ یمامہ سنہ ۱۱ھ میں نہایت بہادری سے لڑے اور جام شہادت نوش فرمایا۔ انہوں
نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی، رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۱۲۲) سیدنا عباد بن الخشخاش بن عمرو الانصاری

رضی اللہ عنہ

واقفی نے خشخاش کو ہمسین ہائے مہملہ بیان کیا ہے 'قوم بلی (قضاء) سے تھے 'انصار کے حلیف تھے 'بدر میں حاضر ہوئے اور احد میں شہید ہوئے۔

مجذّر بن زیاد ان کے چچا زاد اور مات بھائی ہیں۔ ابن اسحاق کا قول ہے کہ نعمان بن مالک اور مجذّر بن زیاد اور عبّاد بن خشخاش ہر سہ ایک قبر میں سلائے گئے تھے 'رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۲۳) سیدنا عباد بن عبید بن التیہان رضی اللہ عنہ

طبری نے ان کو حاضرین بدر میں تحریر کیا ہے 'رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۲۴) سیدنا عباد بن قیس رضی اللہ عنہ

بن عامر بن خلدہ بن عامر بن رزیق الانصاری الزرقی۔ عقی بھی ہیں اور بدری بھی۔ غزوہ احد میں بھی حاضر تھے 'رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۲۵) سیدنا عباد بن قیس الانصاری رضی اللہ عنہ

عباد بن قیس بن عبد بن امیہ بن مالک بن عامر بن عدی بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج۔

یہ اور ان کے بھائی سبیع بن قیسؓ بدر میں حاضر تھے۔ انہوں نے یوم موہ کو شہادت پائی 'رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۲۶) سیدنا عبادہ بن الصامت الانصاری السالمی رضی اللہ عنہ

عقبہ اولیٰ، ثانیہ اور ثالث میں حاضر تھے۔ بارہ نقبائے محمدی میں سے آپ ایک ہیں۔ مواخات میں یہ ابو مرثد الغنوی کے بھائی تھے۔ بدر اور جملہ مشاہد نبوی میں حاضر رہے۔ امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو شام کا قاضی اور معلم بنا کر بھیجا تھا۔ حمص میں قیام کیا کرتے تھے، پھر فلسطین گئے اور وہیں انتقال کیا۔ بعض نے مقام وفات رملہ و بیت المقدس بھی تحریر کیا ہے۔ سنہ ۳۲ھ کو بعمر ۷۲ سال انتقال فرمایا۔

مزید حالات از مرتب: عبادہ نام، ابو الولید کنیت، قبیلہ خزرج کے خاندان سالم سے تعلق ہے، والد کا نام قرۃ العین تھا۔

مکہ میں جب اسلام کی صدا بلند ہوئی تو سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ اس وقت نوجوان تھے۔ انصار کے وفد تین سال تک مدینہ سے مکہ آئے، یہ سب میں شامل تھے۔ سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ کی زندگی ابتداء ہی سے ولولہ انگیز ہے۔ مکہ سے مسلمان ہو کر پلٹے تو والدہ کو دعوت اسلام دی، وہ مسلمان ہو گئی۔ ان کے ایک دوست کعب بن عجرہ تھے اور وہ ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے۔ ان کے گھر ایک بڑا بت تھا، سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ کی کوشش تھی یہ مسلمان ہو جائیں۔ سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ موقع پا کر اندر گئے اور ان کے بت کو توڑ ڈالا، کعب رضی اللہ عنہ کو ہدایت غیبی نصیب ہوئی اور وہ مسلمان ہو گئے۔ ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ سے سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ کی مواخات قائم ہوئی۔

سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ بیعت الرضوان میں بھی شریک تھے۔ خلافت صدیقی میں بھی بعض لڑائیوں میں شامل رہے۔ خلافت فاروقی میں مصر کے فتح ہونے میں دیر ہوئی تو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو مزید کمک کے لیے خط لکھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے چار ہزار فوج روانہ کی جس میں ایک ہزار فوج کے افسر سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا ان افسروں میں ہر ایک شخص ایک ہزار کے برابر ہے۔ جب یہ کمک مصر پہنچی تو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے تمام فوج کو یکجا کر کے ایک پر اثر تقریر کی اور سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر کہا کہ اپنا نیزہ مجھ کو دو، خود سر سے امامہ آٹارا اور سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ کے نیزہ پر لگا کر سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ کو دلا کہ یہ سالار کا علم ہے اور آج آپ یہ سالار ہیں۔ اللہ کی شان کہ پہلے ہی

حملہ میں شہر فتح ہو گیا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے زمانہ میں فلسطین کا قاضی بنا کر بھیجا۔ سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ فضلاء صحابہ میں سے تھے۔ قرات ان کا خاص فن تھا، انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں پورا قرآن حفظ کر لیا تھا۔ اسلام کا پہلا مدرسہ قرات جو عہد نبوی میں اصحاب صفہ کے لیے قائم ہوا تھا، انہی کے زیر ریاست تھا۔ اہل صفہ جو کبار صحابہ تھے ان سے تعلیم پاتے تھے۔ یہاں قرآن کے ساتھ لکھنا بھی سکھایا جاتا تھا۔ حدیث کے بھی عالم تھے، ان کی روایات کی تعداد (۱۸۱) تک پہنچتی ہے۔

سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ تادم مرگ شام میں سکونت پذیر رہے۔ سنہ ۳۴ھ میں داعی اجل کو لبیک کہہ۔ وفات کے وقت بیٹے کو نصیحت کی کہ بیٹا تقدیر پر ایمان رکھنا ورنہ ایمان کی خیریت نہیں ہے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۲۷) سیدنا عبادہ بن قیس الانصاری رضی اللہ عنہ

عبادہ بن قیس بن زید بن امیہ (الخزرجی)۔

بدر، احد، خندق، حدیبیہ اور خیبر میں حاضر تھے۔ جنگ موتہ میں شہید ہوئے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۲۸) سیدنا عبید بن ابوعبیدہ الانصاری رضی اللہ عنہ

ان کا تعلق قبیلہ بنو عمرو بن عوف بن مالک بن اوس سے ہے۔ بدر، احد، خندق میں برابر حاضر تھے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۲۹) سیدنا عبید بن اوس الانصاری الحضرمی رضی اللہ عنہ

عبید بن اوس بن مالک بن سواد بن کعب، ابو نعمان کنیت تھی، قبیلہ اوس میں سے تھے۔ جنگ بدر کے دن انہی نے عقیل بن ابی طالب اور عباس و نوفل کو اسیر کیا تھا اور ان تینوں کو معہ ایک قیدی کے ایک ہی رسی میں باندھ کر نبی اکرم ﷺ کے حضور میں پیش کیا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: لَقَدْ اَعَانَكَ عَلَيْهِمْ مَلٰئِكَةٌ مِّنْ رَبِّکَ (ان کی گرفتاری کرانے میں

ایک بزرگ فرشتہ نے تیری معاونت کی ہے) اسی بات پر ان کو مَقْرُون کا خطاب بھی حاصل ہوا۔

امام ابن اسحاق کہتے ہیں کہ عباس کو کعب بن عمرو نے گرفتار کیا تھا، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۳۰) سیدنا عبید بن تیمان الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ ابوالشکم بن تیمان کے بھائی ہیں۔ بعض مورخین نے ان کو نفس انصار میں شمار کیا ہے اور بعض نے ان کو قبیلہ بلی کا تلا کر حلیف انصار بتلایا ہے۔
یہ ان ستر میں سے ہیں جنہوں نے عقبہ میں بیعت نبوی کی تھی۔ غزوہ بدر میں بھی حاضر تھے اور غزوہ احد میں شہید ہوئے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۳۱) سیدنا عبید بن زید الانصاری رضی اللہ عنہ

عبید بن زید بن عامر بن جحان بن عمر بن عامر بن رزیق۔
بدر اور احد میں ہردو مقامات شرف میں حاضر تھے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۳۲) سیدنا عبس بن عامر الانصاری رضی اللہ عنہ

عبس بن عامر بن عدی بن ثابی بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ۔
بیعت عقبہ کی عزت حاصل کی، غزوہ بدر اور احد میں داد شجاعت دی، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۳۳) سیدنا عتبہ بن ربیعہ البہرائی الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ بہرائی یا ہنزی ہیں، انصار کے حلیف تھے، بدر میں حاضر ہوئے۔ بعض کو اس بارہ میں اختلاف بھی ہے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۳۴) سید ناعتبہ بن عبد اللہ بن صخر بن خنساء الانصاری رضی اللہ عنہ

مقبہ میں بھی بیعت سے شرف ہوئے اور بدر میں بھی حاضر ہوئے، جہنم۔

(۱۳۵) سید ناعتبہ بن غزو ان بن جابر المازنی رضی اللہ عنہ

ان کا نسب نبی اکرم ﷺ کی اٹھارہویں پشت میں معمر بن زرارہ میں شامل ہو جاتا ہے۔ یہ بنو نوفل بن عبد مناف بن قصی کے حلیف بھی ہیں۔ ان کی کنیت ابو غزو ان اور ابو عبد اللہ ہے۔ ان کا اسلام چھ صحابہ کے بعد تھا۔ انہوں نے اول ہجرت حبشہ کی تھی، پھر مکہ میں آ رہے، پھر مقداد بن عمرو کی رفاقت میں ہجرت فرمائی۔ اس وقت ان کی عمر ۴۰ سال تھی۔ امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق جہنم نے ان کو تسخیر حیرہ پر مامور فرمایا تھا اور فرما دیا تھا کہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو اس علاقہ کا فاتح بنائے گا، میں نے علاء بن حضری اور عرفہ بن خزیمہ (یا ہرثمہ) کو لکھ بھیجا ہے کہ وہ تیری ماتحتی میں کام کریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی، فتح الیلہ اور فتح حیرہ انہی کے دست و بازو پر ہوئی۔ انہی نے بصرہ کو بسایا اور انہی کے حکم سے عجم بن ادرع نے بصرہ کی مسجد اعظم کی بنیاد رکھی۔

سنہ ۵ھ کو بعمر ۷۵ سال انہوں نے انتقال کیا، مدینہ یا ربذہ میں مدفون ہوئے۔ ان کا ایک خطبہ محمد شہین کے نزدیک محفوظ ہے جو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

حمد و ثناء کے بعد فرمایا :

فَإِنَّ الدُّنْيَا قَدْ أَذْنَتْ بِصَوْمٍ وَذَلَّتْ حَذَاةً وَأَتَمَّا بَقِيَ مِنْهَا صَبَابَةٌ كَصَبَابَةِ الْأَنْثَاءِ
وَأَنْتُمْ مُنْقِلُونَ عَنْهَا إِلَى دَارٍ لَا زَوَالَ لَهَا فَانْتَقِلُوا مَا يَخْضُرُ نِكْمَ الْخ-

رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ

(۱۳۶) سید ناعتبہ بن مالک الانصاری السلمی رضی اللہ عنہ

یہ بنو عوف بن خزرج میں سے ہیں، بدر میں شامل ہوئے۔ ان کی بیٹائی شروع ہی سے کمزور تھی، آخر میں بیٹائی بالکل بند ہو گئی۔ حکومت امیر معاویہ تک زندہ رہے تھے، رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۱۳۷) سیدنا عدی بن الزغباء الجہنی الانصاری رضی اللہ

عدی بن سنان (زغباء) بن سبیح بن ثعلبہ بن ربیعہ۔
قوم جہینہ سے ہیں، انصار بنو النجار کے حلیف تھے۔ بدر، احد، خندق اور دیگر جملہ
مشاہد میں ملتزم رکاب محمدی رہے۔

واقعہ بدر میں ان کو اور بسیس بن عمرو جہنی بھٹو کو نبی اکرم ﷺ نے ابوسفیان کی
خبر لانے کو مامور فرمایا تھا۔ خلافت فاروقی میں انتقال فرمایا، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۳۸) سیدنا عصمت الانصاری رضی اللہ

بنو مالک بن نجاری کے حلیف ہیں اور قوم اشجع میں سے تھے۔ موسیٰ بن عقبہ نے ان
کو بدرین میں شمار کیا ہے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۳۹) سیدنا عصمتہ بن الحصین الانصاری رضی اللہ

عصمت بن الحصین بن دبرہ بن خالد بن العجمان۔
یہ قبیلہ بنو عوف بن خزرج سے ہیں۔ یہ اور ان کے بھائی ہبیل بن دبرہ (نسبت بہ
جد) بدر میں شامل ہوئے تھے۔

موسیٰ بن عقبہ، واقدی، ابن عمارہ کی یہی تحقیق ہے۔ عروہ بن زہیر کی ایک روایت
بھی اسی کی موید ہے۔ البتہ ابن اسحاق وابو محشر نے ان کا ذکر اہل بدر میں نہیں کیا، رَضِیَ
اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۴۰) سیدنا عصمتہ الاسدی رضی اللہ

یہ بنو اسد بن خزیمہ میں سے ہیں، بنو مازن نجار کے حلیف تھے۔ بدر میں حاضر تھے،
رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۳۱) سیدنا عصمتہ الاشجعی رضی اللہ عنہ

یہ بنو سواد بن مالک بن غنم کے حلیف تھے۔ بدر، احد اور جملہ مشاہد مابعد میں حاضر ہوتے رہے۔ امارت امیر معاویہؓ میں انتقال فرمایا، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۳۲) سیدنا عطیہ بن نوبرہ رضی اللہ عنہ

بن عامر بن عطیہ بن عامر بن بیاض الانصاری الزرقی البیاضی۔
بدر میں حاضر تھے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۳۳) سیدنا عقبہ بن عامر الانصاری الخزرجی السلمی رضی اللہ عنہ

بیعت عقبہ اولیٰ سے مشرف تھے۔ بدر و احد میں حاضر ہوئے، یوم احد کو خود آہنی پر سبز علامہ سجا رکھا تھا اور دور سے نمایاں ہوتے تھے۔ خندق اور دیگر مشاہد نبوی میں بھی بالزام حاضر رہے۔ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

مزید حالات از مرتب: سیدنا عقبہؓ عامر بن ثعلبہ بن زید حرام کے فرزند تھے اور خزرج کے خاندان بنی حرام بن کعب میں سے تھے۔ انصار کے ان چھ قدیم الاسلام بزرگوں میں سے ہیں۔ ۱۱ بعد بعثت میں، مکہ جا کر بیعت کی اور مشرف باسلام ہوئے۔ سیدنا عقبہؓ نے ۱۳ بعد بعثت میں دوبارہ مکہ جا کر نبی اکرم ﷺ کی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ بڑے شجاع اور بہادر تھے، نبی اکرم ﷺ کے نہایت مخلصین شیدائوں میں سے تھے۔ سب سے پہلے غزوہ بدر میں اپنی شجاعت کے جوہر دکھائے۔ بدر، احد، احزاب اور دوسرے غزوات میں شامل رہے۔ ہر معرکے میں سرکھٹ ہو کر لڑے۔ سیدنا ابوبکرؓ کے عہد خلافت میں فتنہ ارتداد کو فرو کرنے میں پر جوش حصہ لیا اور اسی سلسلہ میں مسیلہ کذاب کے خلاف یمامہ کی جنگ میں داد شجاعت دیتے ہوئے شہادت پائی، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۴۴) سید ناعقبہ بن ربیعہ الانصاری رضی اللہ عنہ

بنو عوف بن خزرج کے حلیف ہیں۔ موسیٰ بن عقبہ نے ان کو اہل بدر میں سے بتلایا ہے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۴۵) سید ناعقبہ بن عثمان بن خلدہ رضی اللہ عنہ

بن خلدہ بن عامر بن رزیق الانصاری

بدر میں یہ اور ان کے دونوں بھائی ابو عبادہ و سعد بن عثمان رضی اللہ عنہما حاضر تھے۔ عقبہ، سعد اور عثمان بن عفان یوم اُحد کو دامن کوہ اعرص تک بھاگ گئے تھے، وہاں پہنچ کر پھر سنبھلے اور پھر جنگ میں شامل ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی معافی قرآن مجید میں نازل فرمائی۔ یہ بھی اصحاب مصطفویہ کا خاص شرف ہے کہ ان کی زلات کی معافی کلام الہی میں فرمائی گئی۔ جیسا کہ ابو ناسر اور یونس ملہما السلام کے عنو کا اعلان فرمایا گیا، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۴۶) سید ناعقبہ بن عمرو بن ثعلبہ ابو مسعود الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ اپنی کنیت سے زیادہ مشہور ہیں، بنو حارث بن خزرج سے ہیں، ابو مسعود بدری کے عرف سے مشہور ہیں۔ ابن اسحاق کا قول ہے کہ انہوں نے بمقام بدر سکونت اختیار کر لی تھی اس لیے بدری کہلائے ورنہ غزوہ بدر میں شامل نہ تھے۔ ہاں بیعت عقبہ میں حاضر تھے اور اس روز سب سے چھوٹے ہی تھے۔

امام بخاری اور ایک جماعت کی تحقیقات یہ ہے کہ یہ غزوہ بدر میں بھی شامل تھے۔ اُحد اور مشاہد مابعد کی حاضری پر سب کا اتفاق ہے۔ جنگ مہین کو جاتے ہوئے سیدنا علیؑ نے انہی کو امیر کوہ بنایا تھا۔ ان کا انتقال سنہ ۴۱ھ یا سنہ ۴۲ھ میں مدینہ یا کوفہ میں ہوا، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۳۷) سیدنا عقبہ بن وہب بن کلدۃ الغطفانی رضی اللہ عنہ

بنو سالم بن غنم بن عوف بن خزرج کے حلیف ہیں۔ بیعت عقبہ اولیٰ و ثانیہ میں حاضر تھے، بدر و احد میں نمایاں کام کیے۔ یہ پہلے بزرگوار ہیں جو انصار میں سے رسول اللہ ﷺ کے حضور میں مکہ ہی میں حاضر ہو گئے تھے، پھر جب نبی اکرم ﷺ نے ہجرت فرمائی تو انہوں نے بھی ہجرت کی اسی لیے آپ کو مہاجر بن انصاری کہا جاتا ہے۔ جنگ احد کے دوران نبی اکرم ﷺ کے چہرہ مبارک میں خود آہنی کے حلقے کھب گئے تھے۔ ان کے ٹکانے میں یہ بھی ابو عبیدہ بن عامر بن جراح، ہشام کے ساتھ شامل تھے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۳۸) سیدنا علیفہ بن عدی بن عمرو الانصاری البیاضی رضی اللہ عنہ

علیفہ بن عدی بن عمرو بن مالک بن عمر بن مالک بن علی بن بیاض۔ اصحاب بدر میں سے ہیں، ان کے نام میں مورخین کو التباس ہوا ہے۔ ابن اسحاق نے ان کا نام خائے عمہ (علیخہ) سے تحریر کیا ہے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۳۹) سیدنا عمرو بن ایاس بن زید الیمنی الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ یمین کے باشندے اور انصار کے حلیف تھے، بدر اور احد میں حاضر تھے۔ ربیع بن ایاس اور ورقہ بن ایاس ان کے دو بھائی ہیں اور دونوں صحابی ہیں، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ۔

(۱۵۰) سیدنا عمرو بن ثعلبہ بن وہب الانصاری رضی اللہ عنہ

عمرو بن ثعلبہ بن وہب بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار۔ ابو حکیم یا ابو حکیمہ کنیت تھی اور کنیت ہی پر زیادہ مشہور تھے۔ بدر و احد میں حاضر تھے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۵۱) سیدنا عمرو بن الجموح الانصاری السلمی رضی اللہ عنہ

عمرو بن الجموح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ۔
ایام جاہلیت میں یہ انصار کے دیوتاؤں، بتوں کے پجاری تھے، عقبہ میں بیعت سے
مشرف ہوئے۔ بدر میں حاضر تھے، اُحد میں فائز بہ شہادت ہوئے۔ یہ اعرج (لنگڑے) تھے،
بیڑوں نے کہا کہ آپ گھر ٹھہریں کیونکہ آپ معذور ہیں۔ کہا مجھے امید ہے کہ میں بھی
لنگڑا ہوا جنت میں پہنچوں گا۔ جب گھر سے چلے تو ان الفاظ میں دعا مانگی :

اللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي الشَّهَادَةَ وَلَا تُزِدْنِي إِلَى أَهْلِي خَائِبًا۔

اُحد کے دن جب مسلمانوں کی صفیں ٹوٹ گئیں تو یہ اور ان کے فرزند غلام دونوں
آگے بڑھے اور مشرکوں پر چاڑے اور اتا لڑے کہ وہیں شہید ہو گئے۔

مزید حالات از مرتب: بنو سلمہ کے رئیس تھے۔ اس کے علاوہ مذہبی عزت بھی
حاصل تھی۔ بت خانے کے متولی تھے۔ لکڑی کا ایک بت بنا کر گھر رکھ لیا تھا جس کا نام
مناف تھا۔ بنو سلمہ کے چند نوجوانوں نے باہم مشورہ کیا کہ کسی صورت عمرو کو بھی مسلمان
بنایا جائے۔ ان کا بیٹا جو کہ مسلمان ہو چکا تھا، اس نے بھی خاص کوشش کی۔ چنانچہ کچھ
دنوں تک ان کا یہ مشغلہ رہا کہ رات کو معاذ بن جبل، ہبشہ وغیرہ کو ہمراہ لے کر مکان پر
آتے اور گھروالوں کو سوتا پا کر بت کو اٹھا لاتے اور باہر کسی گڑھے میں پھینک دیتے، صبح
کو اٹھ کر عمرو سخت برہم ہوتے اور اپنے بت کو اٹھا کر اندر لے جاتے۔ نہلاتے اور خوشبو
مل کر پھر وہیں رکھ دیتے۔ آخر عاجز آکر ایک دن بت کی گردن میں کھوار لٹکائی اور کہا کہ
مجھے تو پتہ نہیں درندہ ان لوگوں کی خوب خبر لیتا۔ اگر تو کچھ کر سکتا ہے تو کہہ دے کہ یہ کھوار تیرے
پاس موجود ہے۔ اب لڑکوں نے رات کو آکر بت کو اٹھایا، گردن سے کھوار الگ کی اور
اس کو ایک مرے ہوئے کتے سے باندھ کر ایک کنویں میں لٹکا دیا۔ عمرو نے یہ کیفیت دیکھی
تو بجائے اس کے کہ اپنے بت کی توہین پر غصہ ہوتے، راہ راست پر آگئے اور مسلمان ہو
گئے۔

سیدنا عمرو بن جموح ہبشہ جنگ اُحد میں شریک ہوئے اور شہید ہوئے۔ عبد اللہ بن
عمرو ہبشہ اور عمرو بن جموح ہبشہ کو ایک قبر میں دفن کیا گیا۔

ان کا رنگ گورا، گھونگریا لے بال اور پیر میں لنگ تھا۔ بہت بڑے خنی تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے اسی وجہ سے ان کو بنو سلمہ کا سردار بنایا۔

رسول اللہ ﷺ میدان احد میں ان کے پاس سے گزرے تو دیکھا کہ شہید پڑے ہیں تو فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں کی قسم پوری کرتا ہے۔ عمرو بھی انہی میں سے ہیں اور میں ان کو جنت میں اسی لنگڑے پاؤں کے ساتھ چلتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ ان کے بیٹے خلاد بھی نے بھی باپ کے ساتھ میدان احد میں شہادت پائی۔ ان کی بیوی ہند بنت عمرو ہیں جو کہ مشہور صحابی سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی حقیقی چھوٹی بہن ہیں، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ۔

(۱۵۲) سیدنا عمرو بن عتمہ بن عدی الانصاری الخزرجی رضی اللہ عنہ

عمرو بن عتمہ بن عدی بن ثالبی۔ بنو سلمہ میں سے ہیں۔ یہ اور ان کے بھائی بیعت عقبہ سے مشرف ہوئے بدر میں حاضر تھے۔

یہ ان رونے والوں میں سے ایک ہیں جن کے حق میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تھی : ﴿وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ﴾
رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ

(۱۵۳) سیدنا عمرو بن عوف الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ بنو عامر بن لوی کے حلیف ہیں۔ مدینہ ہی میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ابن اسحاق کی تحقیق یہ ہے کہ یہ سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں۔ بدر میں حاضر تھے، نسل گم ہو گئی۔ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے ان سے ایک حدیث یہ روایت کی ہے :
إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ الْجِزْيَةَ مِنْ مَجُوسِ الْبَحْرَيْنِ۔

رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ

(۱۵۴) سیدنا عمرو بن غزیہ بن عمرو الانصاری المازنی رضی اللہ عنہ

عمرو بن غزیہ بن عمرو بن ثعلبہ بن خضاء بن مہذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار۔

عقی بھی ہیں اور بدری بھی، ان کے فرزند کلاں حارث جیٹھ کو بھی صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ حارث جیٹھ کے دوسرے بھائی صحابی نہیں، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۵۵) سیدنا عمرو بن قیس بن زید الانصاری التجاری رضی اللہ عنہ

جمہور کی رائے ہے کہ بدر میں حاضر تھے۔ سب متفق ہیں کہ اُحد میں یہ اور ان کے فرزند قیس جیٹھ دونوں شہید ہوئے تھے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۵۶) سیدنا عمرو بن معاذ بن النعمان الانصاری الاشہلی رضی اللہ عنہ

مشہور صحابی سعد بن معاذ جیٹھ کے برادر خورد ہیں۔ بدر میں حاضر تھے، اُحد میں بھر ۳۲ سال شہید ہوئے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۵۷) سیدنا عمارہ بن حزم الانصاری الخزرجی رضی اللہ عنہ

عمارہ بن خرم بن زید بن لؤذان بن عمرو بن عبد عوف بن غنم بن مالک بن التجار۔ یہ ان ستر بزرگواروں میں سے ہیں جنہوں نے شبِ عقبہ نبی اکرم ﷺ سے بیعت کی تھی۔ مواہات میں یہ محرز بن نضلہ کے بھائی تھے۔ بدر، اُحد، خندق اور جملہ مشاہد میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ غزوہ فتح میں بنو مالک بن التجار کا نشان انہی کے ہاتھ میں تھا۔ قتال اہل الردہ میں خالد جیٹھ کے ساتھ گئے تھے، یمامہ میں شہید ہوئے۔ ان کے بھائی عمرو بن حزم اور معمر بن حزم بھی صحابی ہیں، معمر کی اولاد میں سے ابو طوالہ عبد اللہ بن عبد الرحمن امام مالک کے شیخ ہیں، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۵۸) سیدنا عمرو بن معید رضی اللہ عنہ

عمرو بن معید بن ازعر بن زید بن غلاف بن صبیحہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس الانصاری الصبیعی۔ بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ بعض نے ان کا نام عمیر بھی تحریر کیا ہے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۵۹) سیدنا عمیر بن عامر بن مالک الانصاری المازنی رضی اللہ عنہ

ابوداؤد کنیت ہے۔ غزوہ بدر میں حاضر ہوئے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۶۰) سیدنا عمر بن حارث بن ثعلبہ الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ بنو حرام میں کعب سے ہیں۔ عقی و بدری ہیں، احد میں حاضر تھے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۶۱) سیدنا عمیر بن حرام بن عمرو بن المجموع الانصاری رضی اللہ عنہ

واقدی وابن عمارہ کا بیان ہے کہ بدری ہیں مگر موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق و ابو مسر نے ان کا نام ال بدر میں تحریر نہیں کیا، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۶۲) سیدنا عمیر بن الحمام بن المجموع الانصاری السلمی رضی اللہ عنہ

مواخت میں یہ عبیدہ بن الحارث مطلبی کے بھائی تھے۔ یہ انکور کھار ہے تھے، جب رسول اللہ ﷺ نے یہ خطبہ فرمایا :

وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يُقَاتِلُهُمُ الْيَوْمَ رَجُلٌ صَابِرًا مُخْتَصِبًا مُقْبِلًا
غَيْرًا مُذْبِرًا إِلَّا دَخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ۔

عمیر بولے خوب خوب، بس جنت میں جانے کی صرف اتنی ہی دیر ہے کہ کفار میں سے کوئی مجھ کو قتل کر دے، یہ کہہ کر انکور پھینک دیے اور یہ رجز پڑھتے ہوئے آگے بڑھے :

رَكُضًا إِلَى اللَّهِ بِغَيْرِ زَادٍ إِلَّا التَّقَىٰ وَعَمَلُ الْمَعَادِ
وَالصَّبْرُ فِي اللَّهِ عَلَى الْجِهَادِ وَكُلُّ زَادٍ عَرَضَةٌ التَّفَادِ
غَيْرِ التَّقَىٰ وَالْبِرِّ وَالرِّشَادِ

کھوار چلائے ہوئے شہید ہوئے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۶۳) سیدنا عمیر بن معبد بن ازعر الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ بنو صبیعہ بن زید میں سے ہیں، بعض نے ان کا نام عمرو بھی لکھا ہے۔ بدر 'احد' خندق اور جملہ مشاہد میں ملتزم رکاب نبوی تھے۔ ان کا شمار ان ایک سو صابریں کے اندر ہوتا ہے جو یوم حنین میں صابر رہے تھے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۶۴) سیدنا عمیر الانصاری رضی اللہ عنہ

ان کے حالات اسی قدر درج ہیں کہ یہ سعید بن عمیر انصاری جوش کے والد ہیں۔ بدر میں حاضر تھے، انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے یہ حدیث نقل کیا ہے :

مَنْ صَلَّى عَلَيَّ مِنْ أُمَّتِي صَلَوةً مُخْلِصًا مِنْ قَلْبِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرًا۔
”جو کوئی میری امت میں سے مجھ پر بصدق دل ایک بار درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود بھیجے گا۔“

رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

(۱۶۵) سیدنا عمار بن زیاد بن سکن الانصاری رضی اللہ عنہ

بدر میں حاضر ہوئے اور شہید ہوئے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۶۶) سیدنا عنترة السلمی ثم ذکوانی رضی اللہ عنہ

کسی نے ان کو انصار کا مولیٰ اور کسی نے بنو سلمہ انصار کا حلیف تحریر کیا ہے۔ سب متفق ہیں کہ بدر میں حاضر تھے، جمہور کا اتفاق ہے کہ احد میں شہید ہوئے اور قول کے مطابق جنگ صفین میں شہید ہوئے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۶۷) سیدنا عوف بن عفراء الانصاری رضی اللہ عنہ

عوف بن حارث بن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار۔ بدر میں حاضر ہوئے، ان کے بھائی معاذ اور معوذ رضی اللہ عنہما بھی بدری ہیں۔

عوف بن عفراءؓ کی بیعت یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ان چھ میں سے تھے جنہوں نے عقبہ پر بیعت کی۔ بعد ازاں عقبہ کی دوسری اور تیسری بیعت میں بھی شامل تھے۔ عفراء ان کی والدہ کا نام ہے، والد کا نام حارث ہے، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۱۶۸) سیدنا عویم بن ساعدہ بن عائش رضی اللہ عنہ

یہ بنو قضاعہ میں سے ہیں، بنو امیہ کے حلیف تھے۔ عقبہ کی بیعت میں یکے از ہمتاد (۱۷) میں سے تھے۔

بدر، اُحد اور خندق میں حاضر تھے۔ عہد نبوی میں انتقال کیا یا بقول بعض عہد فاروقی میں بعمر ۶۵، ۶۶ سال مدینہ میں وفات پائی، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۱۶۹) سیدنا عویم بن اشقر بن عوف الانصاری رضی اللہ عنہ

ان کو بنو مازن میں سے بیان کیا گیا ہے، اہل مدینہ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ بدر میں حاضر تھے، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۱۷۰) سیدنا غنام رضی اللہ عنہ

ان کو رجل من الصحابہ بتلایا گیا ہے، اہل بدر میں شامل ہیں۔ ابن غنامؓ صحابی اور روایان حدیث میں سے ہیں، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۱۷۱) سیدنا فروہ بن عمرو الانصاری رضی اللہ عنہ

فروہ بن عمرو بن عبید بن عامر بن بياضہ الانصاری البیاضیؓ۔
عقبی بھی ہیں اور بدری بھی، نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ساتھ رہا کرتے تھے۔ مواخات میں عبد اللہ بن محرزہ العامریؓ کے بھائی ہیں، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۱۷۲) سید نافاکہ بن بشیر الانصاری الزرقی رضی اللہ عنہ

فاکہ بن بشیر بن فاکہ بن زید بن خلدہ بن عامر بن زریق۔
یہ بنو جشم بن الخزرج میں سے ہیں، بدر میں حاضر تھے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۷۳) سید ناقداہ بن نعمان بن زید الانصاری الظفری رضی اللہ عنہ

قداہ بن نعمان بن زید بن عامر بن سوار بن کعب (مسعی ظفر بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس)۔

ابو عمرو کنیت تھی اور ابو عبد اللہ بھی۔ عقی بھی اور بدری بھی، جملہ مشاہد میں حاضر ہونے والے۔ جنگ اُحد میں ان کی آنکھ نکل پڑی تھی، لوگ قطع کرنے لگے، نبی اکرم ﷺ نے ان کے ڈیلے کو آنکھ میں رکھ دیا اور ہتھیلی سے دبا دیا اور زبان سے فرمایا: اَللّٰهُمَّ اَکْسِبْهَا جَمَلًا "اے الہی اس کی آنکھ کو صاحب جمال بنا دے" یہ آنکھ عمر بھر کبھی نہ دکھی۔ فتح مکہ کے دن قبیلہ بنو ظفر کا نشان انہی کے ہاتھ میں تھا۔

سیدنا قداہ رضی اللہ عنہ کا شمار فضلاء صحابہ میں ہوتا ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سخت تاریکی تھی، بجلی چمک رہی تھی، ابر تھا، قداہ رضی اللہ عنہ نماز عشاء کے لیے مسجد نبوی میں حاضر ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کو دیکھا تو فرمایا قداہ ہے؟ یہ بولے ہاں! پھر بولے میں سمجھا کہ آج نماز میں حاضر ہونے والے کم ہوں گے میں ضرور چلوں۔ فرمایا، واپس جاؤ تو مل کر جانا، پھر نبی اکرم ﷺ نے ان کو کعبور کی ایک شاخ دے دی جو تاریکی میں روشنی دیتی تھی، دس دس قدم آگے اور دس دس قدم پیچھے۔ ان کا انتقال سنہ ۲۳ھ بمصر ۶۵ سال ہوا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھی اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے جو ان کے مات بھائی تھے قبر میں اتارا، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۷۴) سیدنا قطبہ بن عامر بن حدیدہ الانصاری الخزرجی رضی اللہ

قطبہ بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ۔
بیعت عقبہ اولیٰ و ثانیہ میں حاضر تھے۔ بدر، احد اور جملہ مشاہد میں نبی اکرم ﷺ کے
ساتھ ساتھ چلنے والے تھے۔ جنگ احد میں ۶ زخم ان کے جسم پر آئے تھے۔ ایک پھران
کے جسم پر آکر گرا، یہ بولے کہ جب تک پھر نہیں بھاگے گا میں بھی نہ بھاگوں گا۔ فتح مکہ
کے دن بنو سلمہ کا نشان انہی کے ہاتھ میں تھا۔ ابو زید کنیت تھی، امیر المؤمنین سیدنا عثمان
ؓ کے عہد میں وفات پائی۔

مزید حالات از مرتب: سیدنا قطبہؓ غزوہ بدر میں نہایت پامردی سے لڑے۔ فتح
مکہ میں بنو سلمہ کی علمبرداری کا فخر حاصل کیا۔ سنت نبویؐ پر چلنے کی سخت کوشش کرتے
تھے۔ زمانہ جاہلیت میں انصار احرام باندھ کر دروازوں سے گھر کے اندر نہ آتے تھے،
قریش میں بھی یہی دستور تھا۔ ایک روز احرام کی حالت میں نبی اکرم ﷺ کسی باغ میں
داخل ہوئے، صحابی رضی اللہ عنہم بھی ساتھ تھے۔ قطبہؓ بھی دروازہ سے اندر چلے
گئے۔ لوگوں نے کہا اللہ کے رسولؐ یہ فاجر آدمی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم کو یہ فاجر
کہتے ہیں۔ جب احرام باندھے تھے تو پھر اندر کیوں آئے۔ جواب دیا آپ کے ساتھ چلا
آیا، دینی دینک جو آپ کا دین ہے وہی میرا ہے۔ قرآن مجید نے اس خیال کی تائید کی
اور یہ آیت اتری:

﴿لَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا﴾

”یہ کوئی نیکی نہیں کہ تم گھروں میں پیچھے سے آتے ہو۔“

اس آیت کے نزول کے بعد یہ رسم قدیم بالکل ختم ہو گئی لیکن جس شخص نے سب
سے پہلے اس کو ترک کیا وہ سیدنا قطبہؓ تھے، رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۱۷۵) سیدنا قیس بن السکن الانصاری الخزرجی رضی اللہ

قیس بن سک بن زعور بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار۔
ابو زید کنیت ہے اور کنیت ہی سے زیادہ مشہور ہیں، ان کی نسل باقی نہیں رہی۔ بدر

میں حاضر تھے، سنہ ۱۵ھ کو جنگ جسر ابو عبید کے دن شہید ہوئے۔
 یہ انصار کے ان چار بزرگوں میں سے ہیں جو عہد نبوی میں جامع القرآن تھے، یعنی
 زید بن ثابتؓ، معاذ بن جبلؓ، ابی بن کعبؓ اور چوتھے یہ خود۔
 مہاجرین میں سے حافظ و جامع القرآن مجید ہیں۔ سیدنا عثمان بن عفانؓ، سیدنا علیؓ
 سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ، سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ، سیدنا سالم مولیٰ ابوحذیفہؓ، رَضِیَ
 اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ۔

(۱۷۶) سیدنا قیس بن عمرو بن سہل الانصاری المدنی رضی اللہ عنہ

قیس بن عمرو بن سہل بن ثعلبہ بن حارث بن زید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن التجار۔
 بدر میں حاضر تھے، یہ بزرگوار کچی و سعید و عبد ربہ فقہاء مدینہ کے جد اعلیٰ ہیں، رَضِیَ
 اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۷۷) سیدنا قیس بن محسن بن خالد بن مغلہ الانصاری

الزرقی رضی اللہ عنہ

بدر و احد میں شریک ہوئے تھے، ان کے والد کا نام بعض نے حسن بھی لکھا ہے،
 رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۷۸) سیدنا قیس بن مغلہ الانصاری المازنی رضی اللہ عنہ

قیس بن مغلہ بن صخر بن حبیب بن الحارث بن ثعلبہ بن مازن بن التجار۔
 بدر میں شامل ہوئے اور احد میں شہید ہوئے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۷۹) سیدنا قیس بن ابی صعصعہ الانصاری المازنی رضی اللہ عنہ

قیس بن ابی صعصعہ عمرو بن زید بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن
 التجار۔

عقی بھی ہیں اور بدری بھی۔ بدر میں پیدل نوجوانوں کے سردار تھے۔ بعد ازاں اُحد میں بھی حاضر ہوئے۔ وقت وفات معلوم نہیں ہو سکا، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۱۸۰) سیدنا کعب بن جہاز الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ قوم غسان میں سے ہیں، مگر بنو ساعدہ کے حلیف تھے اس لیے انصاری ہیں۔ کعب رضی اللہ عنہ بدری ہیں اور ان کے بھائی سعد رضی اللہ عنہ غزوہ اُحد میں تھے، جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ دار قطنی نے ان کے والد کا نام حِمْثَان تحریر کیا ہے، مگر ابن عبد البر جہازی کو صحیح بتاتے ہیں، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۱۸۱) سیدنا کعب بن زید الانصاری رضی اللہ عنہ

کعب بن زید بن قیس بن مالک بن کعب بن حارث بن دینار بن التجار۔ بدر میں حاضر ہوئے اور یوم الخندق کو شہید ہوئے۔ یہ پیڑ معونہ کے بزرگوں میں سے ہیں، جمال ان کے ساتھی سب کے سب مارے گئے اور صرف یہی جانبر ہو سکے، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۱۸۲) سیدنا کعب بن عمرو بن عباد الانصاری السلمی رضی اللہ عنہ

بنو سلمہ میں سے ہیں، ابو الیسر کنیت ہے اور کنیت ہی سے زیادہ مشہور ہیں۔ عقبہ میں حاضر ہوئے، پھر بدر میں بعمر بست (۲۰) سال شامل ہوئے۔ یہ قد کے چھوٹے تھے، انہوں نے عباس بن عبد المطلب کو جو بلند بالا اور قوی الجوش شخص تھے، بدر میں اسیر کیا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اَعَانَكَ عَلَيْهِ مَلَكٌ كَرِيمٌ ”بزرگ فرشتہ نے تجھے مدد دی۔“ انہی نے مشرکین کا جھنڈا بھی جو ابن عمر کے ہاتھ میں تھا چھین لیا تھا۔

صفین میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے جانب تھے، مدینہ منورہ میں سنہ ۵۵ھ کو انتقال فرمایا، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۱۸۳) سید نامالک بن تیمان رضی اللہ عنہ

بن مالک بن عبید بن عمرو بن عبد العلم البلوی الانصاری۔
ابو ایثم کنیت ہے، عقبہ کے ہر سہ مواقع میں حاضر تھے اور بنو عبد الاشہل کا گمان ہے
کہ سب سے پہلے بیعت عقبہ کو کرنے والے بھی یہی تھے۔ بعض نے ان کو قوم بلوی بن
صاف بن قضاہ سے بتایا اور بنو عبد الاشہل کا حلیف تحریر کیا ہے۔
بعض کہتے ہیں کہ یہ خود انصاری الادسی ہیں۔ بدر، احد اور دیگر جملہ مشاہد میں نبی
اکرم ﷺ کے ہمراہ رہے۔

عمد فاروقی بیڑہ میں انتقال ہوا، بعض کا قول ہے کہ یہ منین میں منجانب سیدنا علی
مرتضیٰ تھے، وہیں شہید ہوئے لیکن منین میں ان کے بھائی عبید بیڑہ کا شہید ہونا محتسب
ہے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۸۴) سید نامالک بن دخشم الانصاری رضی اللہ عنہ

ابن اسحاق وموسیٰ کا بیان ہے کہ انہوں نے بیعت عقبہ بھی کی تھی، مکر و اقدی
واہو مشر کو اختلاف ہے۔

سب متفق ہیں کہ یہ بدر اور جملہ مشاہد میں حاضر رکاب مصطفویٰ رہے۔ ایک بار ان
کا ذکر نبی اکرم ﷺ کے حضور میں آیا، ایک شخص نے جو ان کو نفاق آلود سمجھتا تھا ان کو
گالی دی، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا لَا تَنْشُبُوا أَصْحَابَیْ۔ ”میرے صحابہ کو گالی نہ دو“ رَضِیَ
اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۸۵) سید نامالک بن رافع بن مالک الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ اور ان کے والد رافع اور ان کے بھائی غلام اور رفاعہ چاروں بدری ہیں، رَضِیَ
اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ۔

(۱۸۶) سید نامالک بن ربیعہ الانصاری الساعدی رضی اللہ عنہ

ان کی کنیت ابو اسید ہے اور کنیت ہی سے زیادہ مشہور ہیں۔ بدر، احد اور جملہ مشاہد نبوی میں حاضر ہوئے۔ آخر عمر میں بیٹائی بند ہو گئی تھی۔ سنہ ۵۰ھ میں مدینہ میں انتقال کیا۔ اہل بدر میں سے یہ آخری شخص ہیں، ان کی وفات کے بعد کوئی بدری زندہ نہ رہا تھا۔ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۸۷) سید نامالک بن قدامہ الانصاری الاوسی رضی اللہ عنہ

مالک بن قدامہ بن عرفہ بن کعب بن لحاظ بن کعب بن حارث بن غنم بن سلم بن امراء القیس ابن مالک بن طاؤس۔ بدر میں حاضر تھے، ان کے بھائی منذر بن قدامہ بھی بدری ہیں، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۸۸) سید نامالک بن مسعود بن البدن الانصاری

الساعدی رضی اللہ عنہ

مالک بن مسعود بن بدن بن عامر بن عوف بن حارث بن عمرو بن الجموح بن ساعدہ۔ سب کا اتفاق ہے کہ یہ بدر و احد میں شامل ہوئے۔ ابو اسید الساعدی ان کے چچا زاد بھائی ہیں، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۸۹) سید نامالک بن نمیلہ مزنی الانصاری رضی اللہ عنہ

نمیلہ ان کے والدہ کا نام ہے، والد کا نام مالک بن ثابت ہے، قوم مزینہ سے ہیں۔ وہ انصار اوس کے حلیف تھے، بدر میں حاضر ہوئے اور غزوہ احد میں شہید ہوئے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۹۰) سیدنا مبشر بن عبد المنذر الانصاری رضی اللہ عنہ

مبشر بن عبد المنذر بن زبیر بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس۔

بدر میں معہ برادر خود ابولبابہ بن عبد المنذر حاضر ہوئے اور بدر ہی میں مبشر حاضر ہوئے بعض نے ان کو شہید خیبر بتلایا ہے 'رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ'۔

(۱۹۱) سیدنا المجذر بن زیادہ البلوی الانصاری رضی اللہ عنہ

مجذّر (عبد اللہ) بن زیادہ بن عمر بن زمزمہ بن عمرو بن عامرہ۔

بدر میں حاضر تھے 'یہ قوم ملی سے تھے۔ جاہلیت میں انہوں نے سوید بن علت کو قتل کیا تھا۔ جنگ اُحد میں حارث بن سوید نے باوجود خود مسلمان ہو جانے کے پس پشت سے حملہ کر کے قتل کر دیا اور پھر مکہ میں مرتد ہو کر چلا گیا۔ فتح مکہ کے بعد پھر حارث مسلمان ہو کر آیا، اس وقت قتل مجذّر کا مقدمہ چلایا گیا اور قصاص لیا گیا۔

جنگ بدر میں مجذّر ہی نے ابوالنختری عامر بن ہشام بن حارث کو قتل کیا تھا۔ ابوالنختری لشکر کفار میں تھا لیکن اس نے مسلمانوں کے خلاف کوئی حصہ نہ لیا تھا، بلکہ قریش نے جو عہد نامہ بنو ہاشم و بنو مطلب کے خلاف لکھ کر خانہ کعبہ سے آویزاں کر دیا تھا، ابوالنختری نے اس کے منسوخ کرانے میں سعی کی تھی۔ لہذا نبی اکرم ﷺ نے حکم دے دیا تھا کہ جس کسی کی مذہبیہ ابوالنختری سے ہو جائے وہ اسے قتل نہ کرے۔

ابوالنختری انہی کو مل گیا، مجذّر نے کہا کہ ہم کو نبی اکرم ﷺ کا حکم یہ ہے کہ تجھے قتل نہ کیا جائے، ابوالنختری نے کہا کہ ایک شخص جبارہ بن ملیحہ بنو یث کا ہے، وہ میرا ہم عہد ہے اور میرے ساتھ ہے، تم اسے بھی چھوڑ دو۔ مجذّر ہنسنے لگا کہ اور کسی کے چھوڑنے کی اجازت نہیں، آخر لڑے اور ابوالنختری مارا گیا۔

مجذّر ہنسنے نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ میں نے اسے اسیر ہو جانے کو کہا تھا مگر وہ اس پر رضامند نہ ہوا اور آخر مجھے لڑنا پڑا، 'رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ'۔

(۱۹۲) سیدنا محرز بن عامر بن مالک الانصاری رضی اللہ عنہ

محرز بن عامر بن مالک بن عدی بن عامر بن فہم بن عدی بن النجار۔
بدر میں حاضر ہوئے، ان کی وفات ٹھیک اس دن بوقت صبح ہوئی جس روز جنگ اُحد واقع ہوئی تھی۔ ان کی نسل نہیں چلی، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۹۳) سیدنا محمد بن مسلمہ الانصاری الحارثی رضی اللہ عنہ

محمد بن مسلمہ بن خالد بن عدی بن مجدعہ بن حارث بن حارث بن خزاج بن عمرو بن مالک بن اوس۔

بنو عبد الاشہل کے حلیف ہیں، بدر اور جملہ مشاہد میں ملتزم رکاب نبوی رہے، تا زندگی مدینہ ہی میں آباد رہے۔ سنہ ۴ھ بمصر ۷ سال انتقال کیا۔
گندم گوں لباً قدم، پر بدن تھے۔ کعب بن اشرف یہودی کے قتل میں شامل تھے۔
ان کا شمار فضلاء صحابہ میں ہوتا ہے، ان کو نبی اکرم ﷺ نے بارہا حاکم مدینہ مقرر فرمایا جبکہ نبی اکرم ﷺ غزوات کو باہر تشریف لے جایا کرتے تھے۔

یہ ان بزرگواروں میں سے ہیں جو مسلمانوں کو باہمی جنگ کے وقت سب سے الگ تھلگ رہے اور ابذہ میں جا ٹھہرے تھے۔ سعد بن ابی وقاص، عبد اللہ بن عمر، محمد بن مسلمہ اور اسامہ بن زید (رضی اللہ عنہما) وہ بزرگ ہیں جو جملہ صفین سے علیحدہ رہے۔ انہوں نے ان دنوں میں لکڑی کی کٹوار ہاتھ میں لے لی تھی اور کہا جاتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ ہی نے ان کو ایسا کرنے کا حکم دیا تھا۔ دس بیٹوں اور چھ بیٹیوں کے والد ہیں، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۹۴) سیدنا مرارہ بن ربیعہ العمری الانصاری رضی اللہ عنہ

مرارہ بن ربیعہ قبیلہ بنو عمرو بن عوف میں سے ہیں۔ بدر میں حاضر ہوئے۔ یہ ان تین صحابہ میں سے ہیں جو غزوہ تبوک میں پھڑ گئے تھے اور قرآن مجید میں ان کی قبولیت تو بہ کافران اُترا، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۹۵) سیدنا مسعود بن اوس بن زید الانصاری رضی اللہ عنہ

قبیلہ مالک بن النجار سے ہیں، غزوہ اُحد اور مشاہدہ ماجدہ میں حاضر ہوئے تھے۔ ابن اسحاق نے ان کا نام اہل بدر میں تحریر نہیں کیا۔ خلافت فاروقی میں انتقال کر گئے تھے۔ کلبی کا بیان ہے کہ جنگ صفین تک زندہ تھے اور منجانب سیدنا علی المرتضیٰ لڑے تھے۔ ان کا مذہب تھا کہ وتر واجب ہیں، عبادہ بن صامت، جیش اس کو واجب نہیں مانتے تھے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۹۶) سیدنا مسعود بن خلدہ بن عامر بن زریق الانصاری

الزرقی رضی اللہ عنہ

بدر میں حاضر تھے اور اُحد میں بھی، نیز معونہ پر شہادت پائی۔ بعض نے ان کو شہید جنگ خیبر بتلایا ہے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۹۷) سیدنا مسعود بن ربیع القاری رضی اللہ عنہ

قوم قارہ سے تھے اس لیے قاری مشہور ہوئے۔ مواخات میں عبید بن تیمان کے بھائی تھے۔ سنہ ۳۰ھ کو یحییٰ بن زکریا از شہر ۶۰ سال وفات پائی۔ ابو عمیر کہتے ہیں، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۹۸) سیدنا مسعود بن سعد رضی اللہ عنہ

مسعود بن سعد بن قیس بن خالد بن عامر بن زریق الانصاری الزرقی۔
واقعی کا قول ہے کہ بدر و اُحد میں حاضر تھے اور نیز معونہ پر شہید ہوئے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۱۹۹) سیدنا مسعود بن عبد الانصاری رضی اللہ عنہ

قبیلہ اوس میں سے ہیں۔ صرف ابن اسحاق نے ان کو خزرجی بتلایا ہے۔ بدر میں حاضر تھے اور خیبر میں شہید ہوئے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۰۰) سیدنا امام العلماء معاذ بن جبل الانصاری الخزرجی رضی اللہ عنہ

معاذ بن جبل بن عمرو بن اوس بن عائد بن کعب بن عمرو بن ادی بن سعد بن علی بن اسد بن سارودہ بن یزید بن جشم بن الخزرج الانصاری۔

ابو عبد الرحمن کنیت ہے، 'دراز قد'، 'خویر'، 'سفید رنگ'، 'دانت سفید و روشن'، 'بزرگ جشم'۔ انہوں نے بیعت عقبہ ستر صحابہ کی شمولیت میں کی تھی اور مواخات میں ان کو عبد اللہ بن مسعودؓ کا بھائی بتایا گیا تھا۔

بعض نے بیان کیا کہ جعفر بن ابی طالبؓ ان کے دینی بھائی تھے۔ بدر اور جملہ غزوات میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ برابر حاضر رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے انتقال سے کچھ عرصہ پہلے ان کو یمن کے ایک حصہ کا حاکم بنا کر بھیج دیا تھا۔ رخصت کے وقت فرما دیا تھا کہ تم مجھے اب اس دنیا میں نہ ملو گے۔

نبی اکرم ﷺ نے ملک یمن کو پانچ قسموں میں تقسیم فرما دیا تھا :

- (۱) صنعاء ----- یہاں کا حاکم خالد بن سعیدؓ مقرر فرما دیا تھا۔
- (۲) کندہ ----- یہاں کا حاکم مساجر بن ابواسمہؓ مقرر فرما دیا تھا۔
- (۳) حضرموت ----- یہاں کا حاکم زیاد بن لبیدؓ مقرر فرما دیا تھا۔
- (۴) زبید، زمعہ، عدن اور ساحل ----- یہاں کا حاکم ابو موسیٰ اشعریؓ مقرر فرما دیا تھا۔
- (۵) جند ----- یہاں کا حاکم معاذ بن جبلؓ مقرر فرما دیا تھا۔

شرائع اسلام کی تعلیم اور قرآن مجید کی عام تدریس اور مقدمات عامہ کی نگرانی اور جملہ عمال یمن کے اموال کی فراہمی بھی معاذ بن جبلؓ ہی کے متعلق تھی۔ ان کی طرح میں ایک تو یہ ارشاد نبوی ﷺ ہے : **أَغْلَظُهُمْ بِالْخِلَالِ وَالْحِزَامِ مَعَاذُ انِّ جَبَلٍ**۔ "حرام حلال کے جاننے میں سب سے زیادہ عالم معاذ بن جبلؓ ہیں۔"

دوسری یہ حدیث: يَانِيَّ مَعَاذُ بَنِي جَبَلٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَمَامُ الْعُلَمَاءِ ”قیامت کے دن معاذ بن جبل، بیٹھ جملہ علماء کے پیش پیش چلے ہوئے حاضر ہوں گے۔“

فردہ انجلی کی روایت ہے کہ میں ابن مسعودؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو انہوں نے باواز بلند یہ الفاظ پڑھے: اِنَّ مَعَاذًا كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِلّٰهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ میں نے کہا کہ قرآن مجید میں تو اِنَّ اَنْبِيَآئِهِمْ ہے، ابن مسعودؓ نے مکرر اِنَّ مَعَاذًا كَانَ اُمَّةً پڑھا، میں سمجھ گیا کہ یہ دانستہ پڑھ رہے ہیں، بعد ازاں ہم سے ابن مسعودؓ نے پوچھا تو جانتا ہے کہ امت اور قانت کے معنی کیا ہیں، میں نے کہا اللہ ہی خوب جانتا ہے۔ ابن مسعودؓ نے کہا امت وہ ہے جو خیر کا معلم ہو اور اس کی اقتداء کی جائے اور قانت کے معنی اللہ کی اطاعت کرنے والا ہے۔ معاذ بن جبلؓ اسی صفت کے تھے کہ وہ معلم الخیر بھی تھے اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرنے والے بھی تھے۔

عبدالرحمن بن عبد اللہ بن کعب نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ معاذ بن جبلؓ بیٹھ امور خیر میں بہت خرچ کرنے والے تھے، حتیٰ کہ ان کے سر بہت قرصہ ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کی جائیداد کو اپنی نگرانی میں لے کر جملہ قرضداروں کا قرض چکا دیا، معاذؓ کے پاس کچھ نہ رہا۔

فتح مکہ کے بعد نبی اکرم ﷺ نے ان کو یمن جا کر تجارت کرنے کے لیے بھیج دیا اور بیت المال سے امداد آروپیہ عنایت فرمایا۔ جب معاذؓ بعد از انتقال نبوی ﷺ مدینہ میں آئے تو سیدنا عمر فاروقؓ نے سیدنا ابوبکرؓ سے کہا کہ معاذؓ سے وہ روپیہ واپس لینا چاہیے، سیدنا ابوبکرؓ نے فرمایا میں تو کچھ نہ لوں گا، وہ خود واپس کر س تو ان کی مرضی ہے کیونکہ یہ روپیہ ان کو رسول اللہ ﷺ نے دیا تھا، پھر سیدنا عمر فاروقؓ معاذؓ بن جبلؓ سے خود علیحدہ لے اور ان کو واپسی رقم کے لیے کما۔ معاذؓ نے کہا کہ یہ رقم تو رسول اللہ ﷺ نے ہی میری حالت کو درست کرنے کے لیے دی تھی، اب میں کیوں واپس کروں۔

سیدنا عمر فاروقؓ بیٹھ واپس آگئے، پھر معاذ بن جبلؓ سیدنا عمرؓ سے لے، کہا میں تمہاری بات مان لینے کو تیار ہوں کیونکہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں پانی کے گڑھے میں ہوں اور ڈوبنے لگا ہوں، تم نے مجھے وہاں سے نکالا۔ بعد ازاں معاذؓ سیدنا

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور تمام ماجرا سنایا اور حلفیہ کہا کہ میں کوئی رقم چھپا کر نہ رکھوں گا۔

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تم سے کچھ واپس نہ لوں گا بلکہ تمام رقم کو معاف کر دیتا ہوں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ بہت خوب ہے، بعد ازاں معاذ رضی اللہ عنہ جہاد شام کو چلے گئے۔ ان کا انتقال طاعون عمواس میں سنہ ۱۸ھ کو ہوا، بوقت انتقال ان کی عمر ۳۳ یا ۳۸ سال تھی۔ دوادین احادیث میں ان سے ۵۷ مرویات ثابت ہیں۔ متفق علیہ ۲، صحیح بخاری ۳، صحیح مسلم میں ایک، رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۲۰۱) سیدنا معاذ بن عفراء الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ قبیلہ بنو مالک بن التجار سے ہیں۔ عفراء ان کی والدہ کا نام ہے جس کی طرف منسوب ہیں، ان کے والد حارث بن سواد بن مالک ہیں۔

یہ انصار میں سے ایمان لانے میں ان اولین میں سے ہیں جن پر کسی انصاری کو تقدم حاصل نہیں۔ جنگ بدر میں معاذ رضی اللہ عنہ بھی حاضر تھے اور ان کے دونوں بھائی عوف و معوذ رضی اللہ عنہما بھی، یہ دونوں تو بدر ہی میں شہید ہو گئے تھے مگر معاذ رضی اللہ عنہ دیر تک زندہ رہے۔

ابو جہل کی پٹنڈی پر انہوں نے ہی کموار ماری تھی۔ ابو جہل کے بیٹے نے ان کے شانہ پر کموار ماری، ہڈی کٹ گئی مگر بازو ٹکٹا رہا۔ یہ اسی طرح مصروف جہاد رہے، جب اس مجروح ہاتھ کو انہوں نے مانع سعی جہاد سمجھا تو کٹے ہوئے ہاتھ کو پاؤں کے نیچے دبا کر اور جھٹکا دے کر علیحدہ کر دیا اور پھر بغراغت تمام دن بھر مصروف جہاد رہے۔

ان کے سن وفات میں اختلاف ہے، بعض نے بتلایا ہے کہ یہ خلافت علی مرتضیٰ تک زندہ رہے تھے۔

مزید حالات از مرتب: سلسلہ نسب یہ ہے: معاذ بن حارث بن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار بن ثعلبہ بن عمرو بن خزرج۔

والدہ کا نام عفراء بنت خویلد ہے۔ ہجرت کے بعد معمر بن حارث ان کے اسلامی بھائی بنائے گئے۔

بدر میں شریک ہوئے۔ جب شیبہ، عتبہ اور ولید نے مبارز طلبی کی تو سب سے پہلے یہی تینوں بھائی معاذ، معوذ اور عوف رضی اللہ عنہم میدان میں نکلے لیکن نبی اکرم ﷺ نے ان کو واپس بلا لیا اور سیدنا حمزہ، جنت و غیرہ کو مقابلہ کے لیے بھیجا۔

سیدنا عبدالرحمن بن عوف جنت سے ابو جہل کے بارے انہوں نے پوچھا اور دونوں بھائی باز کی طرح جھپٹے اور ابو جہل کو قتل کر ڈالا پھر نبی اکرم ﷺ کو خوشخبری سنائی۔ نبی اکرم ﷺ نے پوچھا کس نے قتل کیا؟ دونوں نے جواب دیا ہم نے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم کواریں دکھاؤ، چنانچہ دونوں کی تلواریں میں خون کا اثر موجود تھا۔

حب رسول کا بہترین ثبوت بدر میں ابو جہل کا قتل ہے۔ اس میں انہوں نے جانبازی کی جو اعلیٰ مثال قائم کی وہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے نہایت حیرت انگیز ہے۔

سیدنا معاذ بن عفراء جنت نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ حج کیا۔ اس کے علاوہ اور بھی حج کیے جن میں سے ایک کا ذکر سنن نسائی میں ہے 'رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۲۰۲) سیدنا معاذ بن عمرو بن الجموح الانصاری السلمی رضی اللہ عنہ

ان کے والد عمرو بن الجموح اور معاذ جنت دونوں بدر میں شامل تھے۔ سیدنا عبدالرحمن بن عوف جنت کہتے ہیں کہ جب بدر میں صف بندی ہوئی تو میں نے دیکھا کہ میرے چپ و راست انصار کے دو نوجوان لڑکے ہیں۔ میں نے دل میں کہا کہ میرے برابر اگر پورے جوان ہوتے تو خوب ہوتا۔ ان میں سے ایک بولا چچا تم ابو جہل کو پہنچاتے ہو؟ میں نے کہا ہاں! تم کیا چاہتے ہو؟ کہا سنا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیا کرتا ہے، دیکھ پاؤں تو اسے قتل کر کے چھوڑوں گا۔ دوسرے لڑکے نے بھی مجھے یہ آہستگی ہی بات کہی۔ اتنے میں مجھے سامنے ابو جہل نظر پڑ گیا، میں نے دونوں سے کہا تمہارا مطلوب وہ ہے۔ دونوں شہباز کی طرح جھپٹ پڑے، معاذ بن عمرو جنت کے بیان میں بھی بازو کٹ جانے اور جھپٹ کر گردینے کا واقعہ اسی طرح بیان ہوا ہے جس طرح معاذ بن عفراء جنت (اس سے پہلے والے واقعہ) کے بیان میں ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ان کی تلواریں کو دیکھ کر فرمایا تھا کہ ہاں تم دونوں نے ابو جہل کو ضربات لگائی ہیں۔ معاذ بن عمرو جنت بدر ہی میں شہید ہو گئے تھے 'رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۲۰۳) سیدنا معاذ بن ماعض الانصاری الزرقی رضی اللہ

معاذ بن ماعض بن قیس بن غلہ بن عامر بن زریق۔
بدر واحد میں حاضر تھے۔ یہ شہسوار تھے، نبی اکرم ﷺ نے ان کو بدر میں ابو عیاش
زرقی کا گھوڑا دلا دیا تھا جبکہ ابو عیاش گھوڑے سے گر پڑے تھے۔
واقعی اس قول میں منفرد ہیں کہ بیڑ معونہ کے واقعہ میں شہید ہوئے، رَضِیَ اللہُ
تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۰۴) سیدنا معبد بن عبادہ الانصاری السالمی رضی اللہ

معبد بن عبادہ بن قشیر۔ یہ قبیلہ بنو سالم بن عوف سے ہیں، ابو حمیمہ ان کی کنیت ہے
اور کنیت ہی سے زیادہ مشہور بھی ہیں، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۰۵) سیدنا معبد بن قیس بن صخر الانصاری رضی اللہ

معبد بن قیس بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ۔
بدر میں حاضر تھے، ان کے بھائی بھی بدری ہیں، دونوں بھائی اُحد میں بھی حاضر
ہوئے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۰۶) سیدنا معبد بن وہب العبدی بن عبد القیس رضی اللہ

بدر میں حاضر تھے اور دونوں ہاتھوں میں کھواریں لے کر چلا رہے تھے۔ ام المؤمنین
سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کی بہن بریرہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا ان کے نکاح میں تھیں، پہنچے۔

(۲۰۷) سیدنا معتب بن بشیر بن ملیل الانصاری رضی اللہ

معتب بن بشیر (قشیر) بن ملیل بن زید بن عطف بن صبیحہ بن زید بن مالک بن
عوف بن عمرو بن عوف۔ عقبی بھی ہیں اور بدری بھی۔ اُحد میں بھی حاضر تھے، پہنچے۔

(۲۰۸) سیدنا معتب بن عبید بن ایاس البلوی الانصاری رضی اللہ عنہ

انصار بنو نضر کے حلیف تھے، بدر میں حاضر تھے۔ بعض نے ان کا نام مفیث بتلایا ہے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۰۹) سیدنا معقل بن منذر بن سرح الانصاری رضی اللہ عنہ

معقل بن منذر بن سرح بن خثاس بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ۔ عقبی بھی ہیں۔ اپنے بھائی زید بن منذر، جوش کے ساتھ بدر میں بھی حاضر تھے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۱۰) سیدنا معمر بن حارث القرشی الجمعی رضی اللہ عنہ

معمر بن حارث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح۔ حاطب کے بھائی اور عثمان بن مظعون کے ہمیشہ زادہ ہیں، والد کا نام قتیلہ تھا۔ مواخات میں معاذ بن عفراء، جوش کے بھائی ہیں۔ بدر و احد اور دیگر جملہ مشاہد میں شامل ہوئے اور خلافت فاروقی میں وفات پائی، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۱۱) سیدنا معن بن عدی بن جد بن عجلان بن ضیعہ

البلوی الانصاری رضی اللہ عنہ

انصار بنو عمرو کے حلیف تھے، عامر بن عدی کے برادر حقیقی ہیں۔ مواخات میں نبی اکرم ﷺ نے زید بن خطاب، جوش کو ان کا بھائی بتایا تھا۔ عقبہ میں بھی حاضر ہوئے اور بدر، احد، خندق اور دیگر جملہ مشاہد میں ہرکاب محمدی تھے۔

جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو لوگ کہنے لگے کاش ہم رسول اللہ ﷺ سے پہلے مر گئے ہوتے۔ معن بن عدی، جوش نے کہا میں تو یہ پسند نہیں کرتا کہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے مر گیا ہوتا، اس لیے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی تصدیق رسول اللہ ﷺ کے

انتقال کے بعد بھی ایسے ہی کرنا چاہتا ہوں جیسا کہ زندگی میں رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کرتا رہا۔ میلہ کی جنگ میں شہید ہوئے۔

مزید حالات از مرتب: سیدنا معن رضی اللہ عنہ عقبہ ثانیہ میں مسلمان ہوئے۔ اُحد خندق اور تمام دوسرے غزوات میں بھی نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ رہے۔ سقیفہ بنی ساعدہ کے واقعہ میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جن دو صالح شخصوں سے ملنے کا ذکر کیا، ان میں ایک سیدنا معن بن عدی رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ کو انصار کے ارادہ سے آگاہ کیا اور مشورہ دیا کہ آپ لوگ وہاں نہ جائیں بلکہ اپنی جگہ پر رہ کر فیصلہ کر لیں۔

جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں سیدنا خالد رضی اللہ عنہ مرتدین کی مہم پر روانہ ہوئے تو یہ بھی ہمراہ تھے۔ وہاں سے دو سو سوار لے کر مرتدین سے نمٹنے کے لیے یمامہ آئے۔ میلہ سے جنگ چھڑی تو اس میں جام شہادت نوش فرمایا۔ سیدنا معن بن عدی رضی اللہ عنہ نے پیچھے کوئی اولاد نہیں چھوڑی، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۲۱۲) سیدنا معن بن یزید بن اخس بن خباب السلمی رضی اللہ عنہ

معن اور یزید اور اخس تینوں صحابی ہیں، بدر میں حاضر تھے، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ۔

(۲۱۳) سیدنا معن بن عفراء الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں، ابو جہل پر حملہ کرنے میں بھائی کے ساتھ شامل تھے۔ بدر میں حاضر تھے، وہاں سے خلد بریں کو سدھارے، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۲۱۴) سیدنا معوذ بن عفراء بن الجموع الانصاری رضی اللہ عنہ

معاذ بن عمرو کے بھائی ہیں، بھائی کے ساتھ ہی بدر میں شامل تھے۔ ابن اسحاق نے ان کا نام بدر میں ذکر نہیں کیا، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۲۱۵) سید ناملیل بن ویرہ بن خالد بن عجلان الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ قبیلہ بنو عوف بن خزرج سے ہیں۔ بدر، احد میں شامل تھے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۱۶) سید نامنذر بن قدامہ الانصاری الاوسی رضی اللہ عنہ

بنو غنم میں سے ہیں، بدر میں شامل ہوئے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۱۷) سید نامنذر بن عرفجہ الاوسی الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ بنو غنم میں سے ہیں، بدر میں حاضر ہوئے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۱۸) سید نامنذر بن محمد بن عقبہ الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ قبیلہ مالک بن اوس میں سے ہیں۔ بدر اور احد میں حاضر ہوئے اور یزید معونہ پر شہید ہوئے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۱۹) سید ناسحات بن ثعلبہ بن حزمہ البلوی رضی اللہ عنہ

نحات بن ثعلبہ بن حزمہ بن اصرم بن حرم بن عمرو بن عمارہ۔ قوم بلوی میں سے ہیں، انصار کے حلیف تھے۔ بعض نے ان کا نام یائے موحده سے لکھا ہے۔ بدر میں حاضر تھے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۲۰) سید ناصرو بن حارث بن عبید بن رزاح بن کعب

الانصاری الظفری رضی اللہ عنہ

بدر میں حاضر تھے، ان کے والد حارث کو بھی صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۲۱) سیدنا نعمان بن ابی خزمہ الانصاری الاوسی رضی اللہ عنہ

بعض نے خزمہ بن نعمان لکھا ہے۔ بن امیہ بن برک (امراء القیس) بن ثعلبہ۔
بدر میں حاضر تھے۔ ابن اسحاق لکھتے ہیں کہ اُحد میں بھی موجود تھے، رَضِیَ اللہُ
تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۲۲) سیدنا نعمان بن سنان الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ بنو سلمہ کے مولیٰ ہیں۔ بدر، اُحد میں میں حاضر ہوئے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۲۳) سیدنا نعمان بن عبد عمرو نجاری الانصاری رضی اللہ عنہ

نعمان بن عبد عمرو بن مسعود بن عبد الاشہل بن حارث بن دینار بن الحجار۔
بدر میں اپنے بھائی ضحاک بن عبد عمرو کی معیت میں حاضر تھے۔ یوم اُحد کو شہید
ہوئے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۲۴) سیدنا نعمان بن اعقر بن الربیع البلوی الانصاری

رضی اللہ عنہ

یہ انصار بنو معاویہ بن مالک کے حلیف تھے۔ بدر، اُحد اور خندق و جملہ مشاہد میں
حاضر ہوئے اور جنگ یمامہ میں شہید ہوئے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۲۵) سیدنا نعمان بن عمرو بن رفاعہ الانصاری رضی اللہ عنہ

مالک بن الحجار کے قبیلہ سے ہیں، ان کو نعیمان بھی کہا جاتا ہے۔ یہ ان ہفتاد تن میں
سے ہیں جو بیعت عقبہ سے مشرف ہوئے تھے۔ بدر میں حاضر ہوئے اور دیگر جملہ مشاہد
میں بھی حاضر تھے۔ سلطنت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں وفات پائی، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۲۶) سیدنا نعمان بن قوطل (بن ثعلبہ) رضی اللہ عنہ

موسیٰ بن عقبہ نے ان کا شل اہل بدر میں کیا ہے اور تحریر کیا ہے کہ اُحد میں بھی حاضر تھے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۲۷) سیدنا نعمان بن مالک بن ثعلبہ الانصاری رضی اللہ عنہ

نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن وعد بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن خزرج۔
ثعلبہ بن وعد کو قوطل بھی کہا کرتے تھے اور ان کی اولاد کو دیوان فاروقی میں بنو قوطل کے نام سے تحریر کیا گیا ہے۔ بدر میں حاضر ہوئے اور اُحد میں شہید ہوئے۔
مُورِخ محمد بن عمارہ کا قول ہے کہ بدر میں حاضر ہونے والے نعمان الاعرج بن مالک تھے۔ یہ نعمان بن مالک ہِمْشِہ وہی ہیں جنہوں نے میدان اُحد کی طرف جاتے ہوئے کہا تھا یا رسول اللہ! بخدا میں جنت میں ضرور داخل ہوں گا۔ فرمایا! کیوں کر؟ عرض کیا کہ کلمہ شہادت پر میرا ایمان ہے اور جنت میں سے فرار ہونا میں نہیں جانتا۔ فرمایا ج کتے ہو۔ چنانچہ میدان اُحد ہی میں شہید ہوئے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۲۸) سیدنا نعیمان بن عمرو بن رفاعہ الانصاری رضی اللہ عنہ

نعیمان بن عمرو بن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار۔
ان کا شمار کبراء صحابہ اور قدام صحابہ میں ہوتا ہے۔ بدر میں حاضر تھے۔ ان کی کُرافت و خوش طبعی کی حکایات بہت ہی ہیں، ازاں جملہ ایک یہ ہے :

سیدنا ابو بکر صدیق ہِمْشِہ تجارت کے لیے بصریٰ کو روانہ ہوئے۔ نعیمان بن عمرو ہِمْشِہ اور سویط بن حرمہ (دونوں بدری ہیں) بھی ان کے ہمراہ تھے۔ باورچی خانہ کا انتظام سویط کے سپرد تھا۔ نعیمان نے ان سے کہا کہ مجھے کھانا کھلا دو۔ سویط نے کہا کہ سیدنا ابو بکر ہِمْشِہ کو آئیے دو۔ نعیمان ہِمْشِہ بولے اچھا تمہاری خبر لوں گا۔ نعیمان ہِمْشِہ پاس کے گاؤں میں چلے گئے۔ لوگوں سے کہا کہ میرے پاس عربی ظلام ہے، زبان دراز ہے، خریدنا ہو تو خرید لو،

زیادہ خراب ہو جائے گا۔

آخر سودا دس اونٹنیوں پر پختہ ہو گیا۔ اونٹیاں لے لیں اور ان لوگوں کو ساتھ لے کر کیمپ میں آئے اور سویط کی طرف اشارہ کر دیا کہ غلام وہ ہے۔ یہ لوگ آگے بڑھے اور انہوں نے سویط سے کہا کہ ہم نے تجھے خرید لیا ہے۔ وہ بولے کہ وہ جھوٹ بولا ہے، میں تو آزاد ہوں۔ لوگوں نے کہا کہ ہمیں تیری بات پہلے ہی معلوم ہو چکی ہے۔ غرض سویط کو وہ پابند کر لے گئے۔ جب سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے اور انہوں نے ماجرا سنا تب انہوں نے سویط کو چھڑایا اور اونٹیاں واپس کرائیں۔

ان کی عادت تھی کہ جب کوئی نیا پھل یا نئی چیز مدینہ میں آتی تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آتے اور عرض کرتے کہ یہ ہدیہ ہے۔ پھر جب قیمت کا ان پر مطالبہ ہوتا تو دوکاندار کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے لاتے کہ یا رسول اللہ! اس کی قیمت دی جائے۔ نبی اکرم ﷺ ہنستے اور فرماتے وہ تو ہدیہ تھا، نعیمان عرض کرتے یا رسول اللہ! میرے دل نے چاہا کہ اللہ کے نبی کے سوا اور کوئی نیا پھل نہ کھائے مگر قیمت میرے پاس موجود نہیں، رسول اللہ ﷺ ہنسا کرتے اور قیمت ادا فرمادیتے۔

کہتے ہیں کہ عہد معاویہ رضی اللہ عنہ تک یہ زندہ رہے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۲۹) سیدنا نوفل بن ثعلبہ الانصاری السالمی الخزرجی رضی اللہ عنہ

یہ بنو سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج میں سے ہیں۔ بدر میں حاضر تھے اور یوم احد کو شہید ہوئے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۳۰) سیدنا ہانی بن نیار رضی اللہ عنہ

ہانی بن نیار بن عبید۔ قوم بلوی اور بنو قضاء میں سے ہیں، انصار کے حلیف تھے۔ ابو بردہ کنیت اور کنیت ہی سے زیادہ مشہور ہیں۔ عقبی بھی ہیں اور بدری بھی، دیگر مشاہد میں بھی برابر حاضر رہے۔

براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے ماموں ہیں۔ سنہ ۳۵ھ میں انتقال فرمایا، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۳۱) سیدنا ہمیل بن وبرة الانصاری رضی اللہ

یہ بنو عوف بن الخزرج سے ہیں۔ یہ بھی بدری ہیں اور ان کے بھائی عصمت بن وبرة
بھی۔ بعض نے کہا کہ وبرة ان کے دادا کا نام ہے اور باپ کا نام حصین بن وبرة ہے
رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۳۲) سیدنا ہلال بن امیہ الانصاری الواقفی رضی اللہ

یہ انصار کے قبیلہ بنو واقف سے ہیں۔ یہ ان تین میں سے ہیں جو غزوہ تبوک سے
پچھلے رہ گئے تھے اور قرآن مجید کی آیت وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الذِّیْنَ خَلَفُوا مِنْ جَنْبِیْ کا ذکر ہے
ان ہر سہ کے نام یہ ہیں۔

سیدنا کعب بن مالک از بنو سلمہ، مرارہ بن ریح از بنو عمرو بن عوف، ہلال بن امیہ از
بنو واقف، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ۔

(۲۳۳) سیدنا ہلال بن معلی الانصاری الخزرجی رضی اللہ

ہلال بن معلی بن لوزان بن حارث۔ یہ بنو ہشم بن الخزرج میں سے ہیں۔ بدر میں مع
برادر خود رافع بن معلی بھٹکے حاضر تھے رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۳۴) سیدنا ہمام بن حارث بن ضمیرہ رضی اللہ

بدر میں حاضر تھے۔ ان سے کسی روایت کا ہونا نہیں پایا گیا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۳۵) سیدنا ودقہ بن ایاس الانصاری رضی اللہ

ودقہ بن ایاس بن عمرو بن غنم بن امیہ بن لوزان۔ بدر، احد، خندق اور جملہ مشاہد
میں سرور عالم بھٹکے کی خدمت میں حاضر رہے تھے۔ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے رَضِیَ
اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۳۶) سیدنا ودیعہ بن عمرو بن جراد بن یربوع الجہنی رضی اللہ

انصار کے قبیلہ بنو سواد کے حلیف ہیں۔ بدر واحد میں حاضر تھے 'رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۳۷) سیدنا یزید بن اخنس السلمی رضی اللہ

یہ ملک شام کے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ اپنے والد اور اپنے بیٹے معن رضی اللہ عنہما کے ساتھ غزوہ بدر میں حاضر تھے، مگر اہل بدر میں ان کا نام معروف نہیں، البتہ یہ تینوں بیعت نبوی ﷺ سے مشرف ضرور تھے۔

کثیر بن مرو اور سلیم بن عمار نے ان سے روایات بیان کی ہیں 'رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۳۸) سیدنا یزید بن ثابت بن الفحاک الانصاری رضی اللہ

یہ مشہور صحابی یزید بن ثابتؓ کے بھائی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ غزوہ بدر میں شامل تھے۔ احد میں ان کی شمولیت اور جنگ یمامہ میں ان کا شہید ہونا مسلمہ ہے۔ یزید بن ثابتؓ نے ان سے روایت کی ہے 'رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۳۹) سیدنا یزید بن ثعلبہ بن خزمہ رضی اللہ

قبیلہ بلعی سے ہیں، انصار بنو سالم بن عوف کے حلیف تھے۔ بیعت عقبہ یا عقبین میں حاضر تھے۔ بدری ہیں، احد میں بھی حاضر تھے۔ ابو عبد الرحمن کثیت سے مشہور تھے 'رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۴۰) سیدنا یزید بن حارث الانصاری رضی اللہ

یزید بن حارث بن قیس بن مالک بن احمر بن حارث بن ثعلبہ بن کعب بن الحارث بن الخزرج۔

انہی کو یزید بن قسحم بھی کہتے ہیں۔ مواخت میں ذوالشمالین مہاجر جھڑ ان کا بھائی تھا۔ بدر میں حاضر ہوئے اور اسی روز شہید بھی ہوئے 'رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۴۱) سید نایزید بن عامر بن حدیدۃ الانصاری رضی اللہ عنہ

بنو سواد بن فہم میں سے ہیں۔ سب متفق ہیں کہ یہ بیعت عقبہ میں شامل تھے۔ موسیٰ بن عقبہ نے ان کا نام اہل بدر میں لیا ہے اور اکثر مورخین نے ان کو بدر واحد میں شمار کیا ہے۔ ابو المنذر کنیت سے معروف ہیں، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۴۲) سید نایزید بن منذر الانصاری رضی اللہ عنہ

یزید بن منذر بن سرح بن خثاس بن سنان بن عبید بن عدی بن فہم بن کعب بن سلمہ۔ عقبہ بدر اور احد میں حاضر تھے۔ سلسلہ مواخت میں عامر بن ربیعہ جڑی حلیف بنو عدی المہاجر ان کے بھائی تھے، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۴۳) سید نابیو صرمہ الانصاری المزنی رضی اللہ عنہ

ان کے نام میں اختلاف ہے۔ مالک بن ابی انس یا مالک بن اسعد ان کا نام بتایا گیا ہے۔ یہ اپنی کنیت سے ہی زیادہ مشہور ہیں۔ سب کا اتفاق ہے کہ غزوہ بدر میں حاضر ہوئے اور دیگر مشاہد ماجد میں بھی ملتزم رکاب نبوی تھے۔ ان کا شمار عمدہ شاعروں میں کیا جاتا ہے۔ نمونہ درج ہے :

لنا صرم یزول الحق فیہا	واخلاق یسود بہا الفقیر
ونصح للعشیرۃ حیث کانت	اذا ملنت من الغش الصدور
وحلم لا یسوغ الجہل فیہ	واطعام اذا قحط الصبیر
بذات ید علی ما کان فیہ	نجدود بہ للیل اوکثیر

ان سے احادیث کی بھی روایت ہوئی ہے۔

مزید حالات از مرتب: صرمہ نام ابو قیس کنیت ہے۔ سلسلہ نسب یہ ہے : صرمہ بن ابی انس بن مالک بن عدی بن عامر بن فہم بن عدی بن نجار۔

اسلام سے قبل یہ اپنی مخصوص باتوں کی وجہ سے نمایاں اور ممتاز تھے۔ انہوں نے رہبانیت اختیار کی، تارک دنیا بنے، ٹاٹ پٹا، بت پرستی چھوڑی اور جنابت سے غسل کیا۔

اس کے بعد ان کو نصرانیت کا خیال ہوا لیکن قدرت نے ان کو اسلام کی دولت عطا فرمائی۔ اسلام سے قبل ایک عبادت گاہ بھی بنوائی اور فرماتے تھے : اعبد رب ابراہیم ”میں ابراہیم کے رب کی عبادت کرتا ہوں۔“

سیدنا صرمہؓ چشم بلند پایہ شاعر تھے۔ زیادہ تر موضوع اخلاق تھا۔ ان کے اکثر شعر حکمت و نصیحت سے لبریز تھے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما ان کے ہاں جاتے اور ان کے شعر لاتے تھے۔ انہوں نے ایام جاہلیت میں بھی اپنے شعروں میں اللہ کا تذکرہ کیا ہے۔ قبول اسلام کے بعد ضعف پیری کے باوجود روزے رکھتے اور دن بھر کھیت میں کام کرتے۔ ایک روز شام کو گھر آئے اور اظفار کے لیے کھانا مانگا کھانے کے آنے میں کچھ دیر ہوئی۔ یہ سمجھے ہوئے تھے ’آکھ لگ گئی۔ ابتدائے اسلام میں یہ قاعدہ تھا کہ اظفار کے وقت کوئی سو جائے تو تمام رات دوسرے روز تک روزہ رکھے۔ پیوی نے سوتا دیکھا تو کہا خبیثہ لک ”تم پر انوس ہے۔“ صبح اٹھے تو سخت غڑحال تھے ’دن چڑھے غش آئیل۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی :

﴿كُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَبَيِّنَ لَكُمْ الْخَبِيطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَبِيطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ﴾

یعنی تم لوگ طلوع فجر تک کھانا کھا سکتے ہو۔ اس سورت کو سن کر سب لوگ باغ باغ ہو گئے۔ یوں سیدنا صرمہؓ کا واقعہ امت کے لیے قیامت تک آسانی کا باعث بنا۔ ۳۰ سال کی عمر میں وقت پائی۔ ضعیف پیری کی وجہ سے دیگر غزوات میں شریک نہ ہو سکے ’رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۲۴۴) سیدنا ابو الفصیح الانصاری الاوسی رضی اللہ عنہ

ان کا نام نعمان یا عمیر بتایا گیا ہے۔ بن نعمان بن امیہ بن امرء القیس ہیں اور کنیت کے ساتھ معروف ہیں۔ بدر ’احد‘ خندق اور حدیبیہ میں حاضر تھے۔ جنگ خیبر میں آب مشیر سے شہادت پائی ’رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۲۳۵) سیدنا ابو عیسیٰ الحارثی الانصاری رضی اللہ عنہ

بدر میں حاضر تھے۔ خلافت عثمان رضی اللہ عنہ میں انتقال کیا۔ امیر المؤمنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ان کی عیادت کو بھی تشریف لے گئے تھے۔ محمد بن کعب قرظی اور صلاح نے ان سے روایت حدیث کی ہے 'رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۳۶) سیدنا ابو فضالہ الانصاری رضی اللہ عنہ

بدر میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ اور صفین میں امیر المؤمنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حاضر تھے۔ ان کے فرزند فضالہ بن ابو فضالہ نے بیان کیا ہے کہ ایک بار سیدنا علی رضی اللہ عنہ ینبوع میں سخت بیمار ہو گئے، حالت خطرناک ہو گئی۔ میرے والد نے کہا بہتر ہے کہ ہم آپ کو مدینہ میں لے چلیں، یہاں تو قوم جہینہ کے سوا اور کوئی جنازہ پر بھی آنے والا نہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس مرض میں فوت نہ ہوں گا کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے بتایا ہے کہ میری موت اس وقت ہوگی جبکہ میرے سر کے خون سے میری داڑھی رنگین ہوگی 'رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۳۷) سیدنا ابو قتادہ انصاری السلمی رضی اللہ عنہ

یہ اپنی کنیت سے زیادہ مشہور ہیں۔ "فلا رسل الا بالحق" ان کا لقب تھا۔ ان کے ہم میں سخت اختلاف ہے۔ حارث یا نعمان یا عمرو بن ابی کما گیا ہے۔ بعض نے نعمان بن عمرو بتایا ہے اور بعض نے بلدہ بن خثام۔

یہ مسلمہ ہے کہ ان کی والدہ کبشہ بنت مضر بن حرام ہیں۔ ابن عقبہ وابن اسحاق نے ان کا نام اہل بدر میں نہیں لکھا لیکن واقدی کی تحریر اور دیگر روایات سے ثابت ہے کہ بدر میں حاضر تھے۔ سب کا اتفاق ہے کہ امیر المؤمنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔ نماز جنازہ میں سات یا چھ بکیریں ادا کی تھیں۔ اہل بدر کی نماز جنازہ اسی طرح پڑھی جایا کرتی تھی۔

غزوہ اُحد اور دیگر مشاہد میں ہرکاب نبوی رہے اور خلافت علی المرتضیٰؓ میں بھی
جملہ مشاہد میں جناب مرتضوی کی طرف حاضر رہے۔ سنہ ۴۰ھ میں انتقال فرمایا، رَضِیَ اللہُ
تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۲۳۸) سیدنا ابو ملیل الانصاریؓ النضبی رضی اللہ عنہ

ابو ملیل بن ازعر بن زید بن عطف بن صبیحہ - بدر واحد میں حاضر تھے، رَضِیَ اللہُ
تَعَالٰی عَنْہُ۔

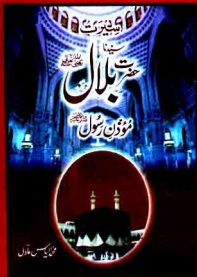
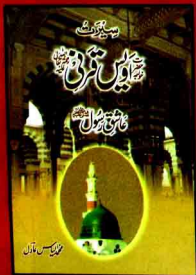
رضوان اللہ علیہم اجمعین - امین

○---○○○---○

☆☆☆ تَمَّ الْكِتَابُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ أَوَّلًا وَآخِرًا ☆☆☆

پروف ریڈنگ : حکیم نذیر حملو (حویلی کسا)
کمپوزنگ : نسیم حسن عبداللہ (مہاپوری)

سب تعریفیں اللہ ذوالجلال والاکرام کے لیے جس نے مجھے یہ توفیق دی۔



مشافہ بک کارنر
اکرم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور

marfat.com